تصنیف حضرت برہان الدین جانم بیجاپوریؒ

اِرشاد نامہ

(سنہ ۹۹۰ھ)

(مرتبہ)

محمد اکبر الدین صدّیقی

تصنیف

حضرت برہان الدین جانم بیجاپوری

اِرشاد نامہ

(مرتبہ)

محمد اکبر الدین صدیقی
ریڈر شعبۂ اردو عثمانیہ یونیورسٹی

حیدرآباد
۱۹۷۱ء

روضہ حضرت میراں جی شمس العشاق

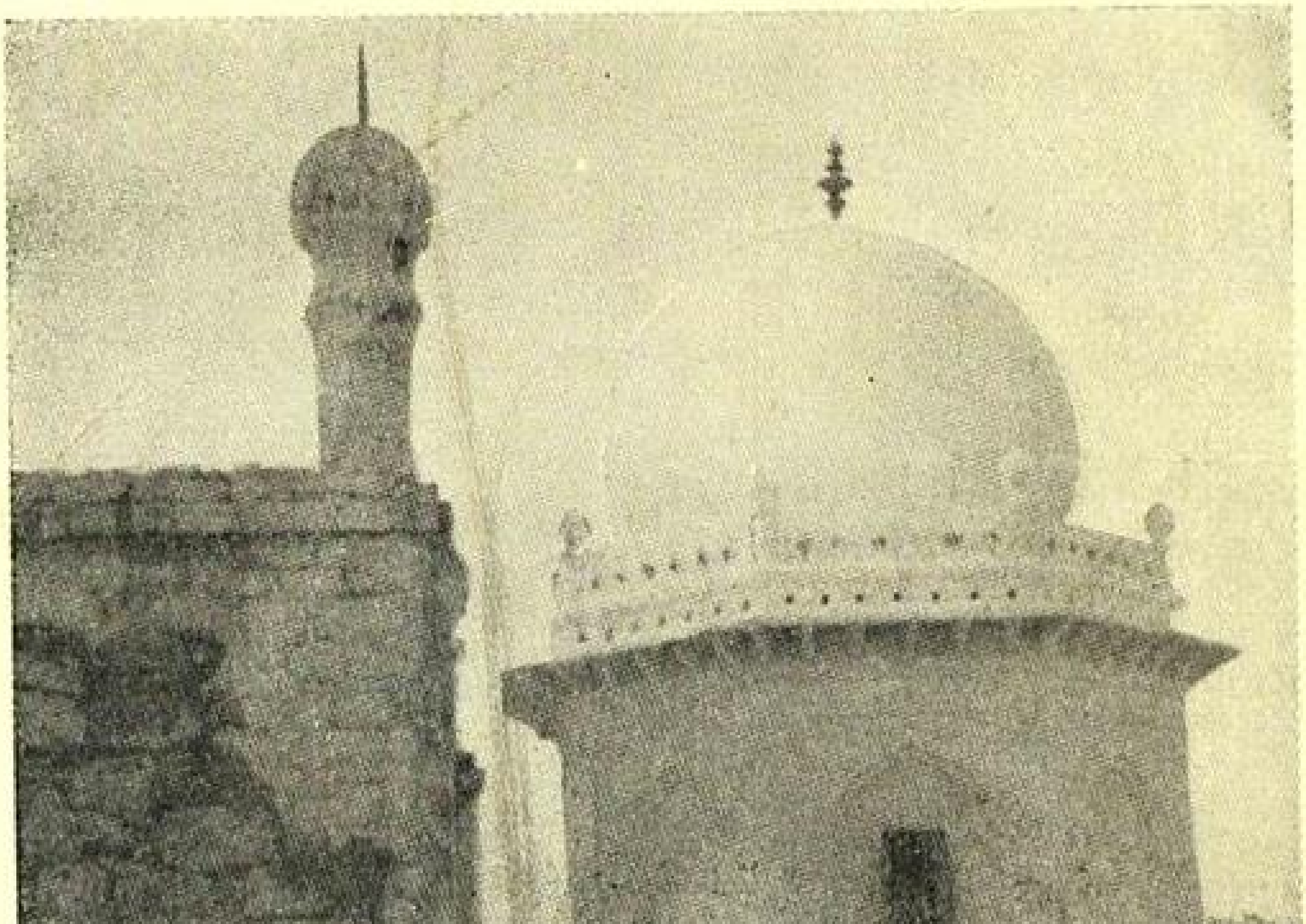

جہاں حضرت برہان الدین جانم - اُن کی والدہ اور خالہ
بھی آسودہ ہیں نیچے مسجد کے سامنے خوبصورت تعویذ
والی قبر حضرت شیخ محمود عین الحق خوش دہاں کی ہے

پیش لفظ

یوں تو ہر ایک زبان کے قدیم ذخائر کی کھوج اس کی استواری اور پائیداری کا باعث ہوتی ہے۔ لیکن اُردو کے باب میں اس قدیم سرمائے کی بازیافت نہایت ضروری ہے۔ اس کے دو وجوہ ہیں ایک تو اس لئے کہ اُردو کے قدیم سرمایہ "دکھنی" کے تعلق سے ارباب تحقیق اور ماہرین لسانیات میں بہت سی غلط فہمیاں پھیلی ہوئی ہیں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اُردو کے آغاز کے متعلق صحیح نتائج کا استخراج بھی اسی کام ہون منت ہے۔ محققین کی غلط فہمی کا باعث اُردو کے دو روپوں' قدیم اور جدید یا معیاری زبان کا صوری ڈھانچہ ہے کیونکہ اُردو کے قدیم روپ FORM دکھنی اور معیاری زبان کے روپ میں بہت سی تبدیلیاں ہوئی ہیں اور یہ تغیرات ارباب تحقیق اور ماہرین لسانیات کی توجہ کا مرکز بنے ہوئے ہیں۔ ایک مکتب خیال ایسا بھی ہے جو اس قدیم سرمائے کو اپنانے سے انکار کرتا ہے اور دکھنی' اور اُردو' کو دو علیحدہ شاخیں ماننے پر مُصر ہے۔ دوسرا مکتب خیال ہندی کے ماہرین لسانیات کا اس دور کو ہندی میں ملانے کا خواہاں ہے اور وہ اودھی۔ کھڑی۔ برج۔ قنوجی چھتیس گڑھی۔ بھوجپوری کی طرح "دکھنی" کو بھی ہندی کی ذیلی شاخ سمجھتے ہیں۔

اس میں شک نہیں یہ نظریات باد ہوا ثابت ہوئے اور دکھنی کے محققین نے مفروضات کے اس غبار کو تہہ نشین کر دیا۔ اب یہاں سوال یہ پیدا

ہوتا ہے کہ "دکھنی" اور اُردو میں یہ فرق کس طرح پیدا ہوا؟ عام خیال یہ ہے کہ دکھنی علمائے عبدالجبار ملکاپوری حکیم شمس اللہ قادری۔ ڈاکٹر زور۔ پروفیسر سروری اور نصیرالدین ہاشمی نے بابائے اُردو عبدالحق کی تحقیق کے بعد علاقائی عصبیت کے پیش نظر اور شمال کے علی الرغم دکھنیت کا احیا کیا اور دکھنی کارناموں کی اشاعت و ترویج میں حصّہ لیا لیکن یہ درست نہیں۔ یہ ایک خالص علمی جہاد تھا جس کے پس پردہ کسی قسم کے ذاتی یا جذباتی محرکات نہیں تھے۔

غالباً اس امر کا بہت کم لوگوں کو علم ہے کہ دکھنی کے بیشتر کارناموں کی بازیافت اور ترتیب و تہذیب کا سہرا یورپین مستشرقین گارساں دتاسی۔ ڈبلیو۔ بی۔ کیمر۔ اسپرنگر۔ جان گلکرسٹ۔ بلوم ہارٹ۔ ایتھے۔ اسٹوارٹ وغیرہ کے سر ہے جنھوں نے سب سے پہلے شمالی ہند کی تصانیف اور جنوبی ہند کی

---

۱ ملاحظہ کیجئے قصہ کامروپ و دیوان ولی دکھنی ۲ ملاحظہ کیجئے قصہ رضوان شاہ و روح افزاد کھنی۔ ۳ ملاحظہ کیجئے فہرست مخطوطات کتب خانہ شاہان اودھ جن میں اس نے دکھنی کارناموں کی تفصیل علیحدہ دی ہے۔ ۴ ملاحظہ کیجئے اس کی ہندوستانی زبان کی قواعد جسکی دو اشاعتوں میں وہ دکھنی کا نمونہ نہیں دیتا لیکن تیرے ایڈیشن میں دکھنی کا اقتباس شامل کرتا ہے۔ ۵ اس نے انڈیا آفس کی مخزونہ کتابوں میں دکھنی کی نشان دہی کی ہے۔ ۶ " " " "

۷ اس نے ٹیپو سلطان کے کتب خانہ کی فہرست تیار کی۔

تصانیف کی تقسیم کی۔ اسی بناء پر گراہیم بیلی (۱۹۳۲ء) پہلا مصنف ہے جس نے اپنی تاریخ ادب اردو میں دکھنی کے مصنفین کا تفصیل سے تذکرہ کیا ہے گارسان ڈی ٹاسی نے بھی اپنے خطبات میں دکھنی کے لکھنے والوں کی تعداد ۲۰۰ بتائی ہے۔

ہندوستان میں دکھنی کارناموں کی ترتیب و تہذیب زیادہ تر ریاست حیدرآباد اور جامعہ عثمانیہ کے متوسلین بابائے اردو عبدالحق حکیم شمس اللہ قادری۔ عبدالجبار ملکاپوری۔ نصیرالدین ہاشمی۔ ڈاکٹر زور۔ پروفیسر سروری۔ مولوی سید محمد کے ہاتھوں عمل میں آئی۔ دیگر جامعات کے دکھنی سے شغف رکھنے والے اساتذہ میں ڈاکٹر حفیظ سید۔ نجیب اشرف ندوی۔ حامد حسن قادری اس دور میں اور حالیہ دور میں ڈاکٹر گیان چند، ڈاکٹر آمنہ خاتون، پروفیسر جاوید وششٹ۔ ڈاکٹر گوپی چند نارنگ۔ ڈاکٹر نذیر احمد۔ ظہیرالدین مدنی۔ ڈاکٹر نورالسعید اختر وغیرہ۔ قابل ذکر ہیں۔

مذکورالصدر بزرگوں نے اردو دنیا کو اسکا وقوف و عرفان بخشا اور انجمن ترقی اردو (دور اورنگ آباد) جامعہ عثمانیہ۔ انجمن دکھنی مخطوطات بعد میں ادارہ ادبیات اردو نے اس مہم کو آگے بڑھایا اور دکھنی یا قدیم اردو کے گنج گوہر بے بہا۔ جیسے کلیات محمد قلی قطب شاہ۔ سب رس قطب مشتری۔ اردو شہ پارے مثنوی سیف الملوک و بدیع الجمال۔ طوطی نامہ۔ کلیات سراج۔ مثنوی بے نظیر۔ مثنوی پھول بن۔ چندر بدن و ماہ یار۔ قصۂ رضوان شاہ و روح افزا۔ کلیات غواصی۔ علی نامہ۔ گلشن عشق اسی زمانے میں

Hanif Razvi

منظرِ عام پر آئے۔

سالار جنگ کی وفات اور جامعہ عثمانیہ کی بساط الٹنے کے بعد دکھنی کارناموں کی تلاش و جستجو کی اس مہم میں ٹھیراؤ سا آگیا تھا۔ لیکن قدرت اپنے کارخانے میں کوئی خلا نہیں رہنے دیتی۔ خلا پُر ہوتی ہے۔ پُرانے بادہ کش اٹھتے جاتے ہیں اور ان کی جگہ نئے رندانِ مے آشام لیتے ہیں۔ اسی طرح ڈاکٹر عبدالحق کے روشن کیے ہوئے چراغوں کو ڈاکٹر زور اور پروفیسر سروری نے اپنے عہد میں منوّر رکھا۔ جب چراغوں کی لو مدھم ہونے لگی تو ڈاکٹر مسعود حسین خان نے اپنی لگن اور خلوص سے نیا روغن دیا۔ اور اپنے تحقیقی مجلّہ 'قدیم اردو' کے ذریعے دکھنی کے کارناموں کی تہذیب و تدوین شروع کی۔ اس مختصر دور میں ڈاکٹر صاحب اور ان کے رفقا نے قدیم اردو کے بعض بیش بہا کارنامے جیسے مینا ست ونتی، پرت نامہ۔ بکٹ کہانی یا بارہ ماسہ۔ ابراہیم نامہ وغیرہ جیسے اہم مخطوطوں کو اردو دُنیا کے سامنے پیش کیا اور جامعہ عثمانیہ کے شعبہ اردو کی دیرینہ روایات کو نباہا۔

میں نے بھی اس روایت کے احیا کی کوشش کی ہے۔ یہ کوشش میرے رفیقِ کار جناب محمد اکبرالدین صاحب صدیقی کی محنت شاقہ اور دقّتِ نظر کا ثمر ہے۔ صدیقی صاحب دکھنی کے محققینِ اولین کے زمرہ میں شامل ہیں وہ انجمن دکھنی مخطوطات کی نگرانی میں اپنا بے مثال کارنامہ۔ مثنوی چندر بدن و مہیار پیش کر چکے ہیں۔ اس کے علاوہ اور بھی دکھنی کے

Hanif Razvi

مصنفین اور شعراء کے کارناموں کی بازیافت میں حصّہ لیا ہے اور
اس طرح دکھنی تاریخ ادب کے تسلسل کو آگے بڑھایا ہے۔

زیرِ نظر مثنوی "ارشاد نامہ" دکن کے صوفی بزرگ برہان الدین جانم
کے رشحاتِ قلم کا نتیجہ ہے جس کا متن صدیقی صاحب نے چار نسخوں کی
مدد سے تیار کیا ہے۔ برہان الدین جانم قدیم اُردو کے ان خوش قسمت
مصنفین میں سے ہیں۔ جن کی تخلیقات میں کسی طرح کے رد و قدح کی
گنجائش نہیں۔ ان کے کارنامے دستبردِ زمانہ سے محفوظ ہیں۔ یہ
اُردو کے مستند نقوشِ اولین ہیں۔ جو نہ صرف ماہرینِ لسانیات کیلئے
کارآمد ہیں بلکہ تاریخ و فلسفہ کے طلبا کیلئے بھی مشعلِ راہ ہیں۔ اُردو ادب
کی بدنصیبی سمجھی چاہیے کہ اتنے اہم مصنف کی نہ تو تاریخ ولادت کا صحیح علم
ہے، نہ تاریخ وفات سے لوگ واقف ہیں۔ تعلیم و تربیت کے باب میں بھی
تذکرہ نگار خاموش ہیں۔ صدیقی صاحب نے بڑی تلاش و جستجو کے بعد اندرونی
و بیرونی شواہد کی بنا پر ان کے تفصیلی حالات اکٹھا کئے ہیں۔ اس کے
علاوہ صدیقی صاحب نے اپنے مقدمے میں اربابِ تحقیق کیلئے کئی مسائل
پیش کئے ہیں۔ جن پر مستقبل کے محققین قلم اٹھا سکتے ہیں۔ مثلاً لفظ
"گجری" کی تاویل صدیقی صاحب نے ایک خاص نقطۂ نظر سے کی ہے۔ ممکن
ہے ماہرینِ لسانیات کیلئے محلِ نظر ہو اور گجری۔ گوجری۔ گجراتی کے اختلافات
پر واضح روشنی پڑ سکے۔ اس طرح مباحث کی گنجائش نکل آئے اور نتیجتاً
تحقیق میں نئی راہیں کھلیں جو اس مجلّہ کی غایت ہے۔ اس مقدمہ کا اہم حصّہ

HanifRazvi

اس پورے عہد کا احاطہ یعنی جانمؔ کے معاصرین، خلفا، اساتذہ اور تلامذہ کی کھوج ہے۔ جس نے اردو ادب کی کئی منتشر کڑیوں کو ایک لڑی میں پرو دیا ہے۔

میں صدیقی صاحب کی ممنون ہوں کہ ان کی کوشش سے اس مجلہ تحقیق کا اجرا ہو سکا۔ میں ارباب جامعہ بالخصوص ہمارے ہر دل عزیز وائس چانسلر ڈاکٹر رور ڈاست نارائن، شری ولیش پانڈے اور ڈاکٹر کمار ڈین فیکلٹی آف آرٹس کا بھی تہہ دل سے شکریہ ادا کرنا اپنا فرض سمجھتی ہوں کہ انھوں نے مجلہ کیلئے مالی امداد منظور کی اور شعبۂ اردو جامعہ عثمانیہ کی دیرینہ سنت کی پیروی میں میری مدد کی۔

رفیعہ سلطانہ

پھول بن

۲ - ۲ - ۱۲/۱

حیدرآباد

Hanif Razvi

مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت برہان الدین جانم حضرت میراں جی شمس العشاق کے کے فرزند ہیں اور حضرت میراں جی شمس العشاق دوام الدین حاجی مکی کے لڑکے تھے جن کا مزار بیجا پور سے قریب ایک قصبۂ "تکونہ" میں ہے۔ آپ کے مقام ولادت کا کوئی تعین نہ ہوسکا۔ تذکروں کی رو سے مولوی عبدالحق صاحب مرحوم نے بیجاپور تبلایا ہے اور خود نوشت نسل نامہ کی رو سے مکہ معظمہ جائے ولادت قرار پاتی ہے ایک مضمون میں انھیں گجراتی بھی کہا گیا ہے اس لئے کہ ان کے شعر گجری میں کہے گئے ہیں۔ ہم نے گجری کے متعلق آئندہ صفحات میں بحث کی ہے۔

نسب کے متعلق حضرت میراں جی کی تصنیف "خوش نامہ" کا یہ شعر غور کے قابل ہے۔ دکنی کے سبھی ادیبوں کی نظر سے یہ شعر گذر چکا ہے لیکن غالباً انھیں اس پر غور کرنے کا موقع نہ ملا۔ فرماتے ہیں

ذات حماں کی جیخطا جانو باپ ترک افشاق
خوشی کی ذات علوی جانو جس تھے نام رزاق

لفظ "ممّاں" "موماں" ہے۔ یعنی میری ماں۔ باب سے مراد ہے باپ یعنے نانا جو ترک کے قبیلہ افشاق سے تھے اور خوشی جن کا نام رزاق تھا وہ علوی تھیں اس لئے کہ وہ میراں جی کی صاحبزادی تھیں۔ اس کا اشارہ ہمیں آگے ایک شعر میں ملتا ہے۔

کہیں بٹیا لے شوخ دیدہ سن جے نیکی پندہ
جھوک بلاس کر سو کہ لینیں چھوڑیں لیجئے چھندہ

اس طرح حضرت میراں جی نے اپنی والدہ کے ترک نژاد ہونے اور اپنے علوی ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے۔ "خوش نغز" میں بھی وہ خوشی یا خوش ہی سے مخاطب ہیں۔ ترکی میں ایک قبیلہ افشار تو ہے ممکن ہے کہ یہی اس دور میں افشاق کہلاتا ہو یا حضرت میراں جی نے اسکو رزاق کا ہم قافیہ کر لیا ہے۔ تذکروں اور خاندانی شجروں میں نسب نامہ اس طرح ہے۔

میراں جیؒ بن حاجی شریف دوام الدین (عرف حاجی مکی) بن سید علی بن سید محمد بن سید حسین بن سید داؤد بن سید زین بن سید احمد بن سید حمزہ بن سید سیف اللہ بن سید ابوالحسن بن سید اسداللہ بن سید ابوالحسین بن سید عبداللہ المظلوم امام زید شہید بن امام زین العابدین بن امام حسینؓ

آپ کا ایک خود نوشت نسب نامہ جو مشتبہ ہے۔ یہ خود نوشت معلوم نہیں ہوتا۔ ممکن ہے کہ حضرت میراں جی نے معتقدین کے سامنے کبھی اپنے

حالات بیان کئے ہوں اور وہ سینہ بہ سینہ آتے ہوئے گیارھویں صدی میں کسی ایسے وقت لکھے گئے ہوں جب کہ ان کی سیادت کا مسئلہ زیر بحث ہو۔ اس لئے کہ سیادت پر حرف گیری کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ حالات یہ بتلاتے ہیں کہ چشتی اور قادری سلسلوں میں حضرت امین الدین اعلیٰ کے دور میں اختلاف پیدا ہوا۔ بعض شعراء اور صاحبان شریعت نے ان کی علانیہ مخالفت کی شعراء میں صادق اور مشربی اور علماء میں سید محمد بخاری کے نام ملتے ہیں۔ بیجا پور کے مشہور نابینا شاعر ہاشمی نے اپنی ایک مختصر مثنوی میں شاہ داول کی ہجو کی کا مضحکہ اڑایا ہے۔ شاہ داول امین الدین اعلیٰ کے اتالیق اور برہان الدین جانم کے خلیفہ تھے۔ ہمارا خیال ہے کہ اسی دور میں یہ نسل نامہ لکھا گیا اور اس کو "خود نوشت نسل نامہ" سے موسوم کیا گیا جیسا کہ شعر مندرجہ بالا سے ظاہر ہے کہ حضرت میراں جی کی والدہ کا تعلق چغتائی خاندان سے تھا اس لئے کتب خانہ گچی محل بیجاپور کے مخطوطے مجمع الانساب میں مندرجہ بالا نسب دینے کے بعد "دیگر" کے عنوان کے تحت حسب ذیل گمراہ کن عبارت ملتی ہے۔

"حاجی دولت کی را چہار فرزند بودند یکے ہیبت خاں دوم مراتب خاں سوم تیغ خاں خنگ چہارم میراں خاں عرف شاہ میراں جی و شاہ میراں جی را سہ فرزند یکے برہان الدین صاحب دوم باباشاہ صاحب سوم شیخ فرید و برہان الدین صاحب را چہار فرزند یکے عبدالعزیز

Hanif Razvi

دوم میراں صاحب سوم حضرت صاحب چہارم شاہ امین الدین صاحب
وشاہ امین الدین صاحب راسہ فرزندیکے میراں صاحب دوم حضرت صاحب
وسوم باباشاہ صاحب وباباشاہ صاحب راہفت فرزندیکے
چاند بودے صاحب دوم برہان صاحب سوم بدیع صاحب چہارم
حضرت صاحب پنجم میراں صاحب ششم مخدوم صاحب ہفتم علی صاحب
وعلی صاحب راسہ فرزندیکے شاہ برہان صاحب دوم امین علی صاحب
سوم پیر پاشاہ صاحب۔

اس کے بعد لکھا ہے کہ اولاد کی یہ تفصیل ایک ایسی کتاب سے نقل کی گئی ہے جس کو شاہ امین الدین کا ایک فقیر تلنگہ سے لے آیا تھا اور ۱۲۰۵ھ میں یہ نقل حاصل کی گئی۔

حضرت امین الدین اعلیٰ کی درگاہ کے کتب خانہ سے ہمیں ایک شجرہ دستیاب ہوا ہے جس میں ہیبت خاں اور تیغ خاں کو حضرت شمس العشاق کا خلیفہ بتلایا گیا ہے۔ اس شجرہ کی قدامت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس میں حضرت برہان الدین جانم اور ان کے خلیفہ شیخ محمود عین الحق کے خلفاء کا ذکر ہے اور امین الدین اعلیٰ کا ذکر اس میں موجود نہیں ہے اس طرح یہ نتیجہ اخذ کیا جاتا ہے کہ یہ امین الدین اعلیٰ کے مسند رشد و ہدایت پر آنے سے پہلے تیار ہوا ہے۔

"مجمع العطا" میں سلسلہ نسب لکھتے ہوئے "سید داؤد بن سید زین بن سید احمد کی بجائے سید داؤد بن سید احمد لکھا گیا ہے۔

Hanif Razvi

"حدیقہ رحمانی" میں مذکورہ شجرہ میں کوئی فرق نہیں۔ خود نوشت نسل نامہ میں [۸] سید احمد بن [۹] سید محمد بن [۱۰] سید حمزہ لکھا ہے۔

"ارمغان سلطانی" میں [۶] سید داؤد بن [۷] سید احمد بن [۸] سید حمزہ لکھا ہے اور "مجمع العطا" کا حوالہ دیا ہے۔

کتب خانہ امین درگاہ کے قدیم شجروں میں ایک شجرہ دستیاب ہوا ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ میراں جی شمس العشاق کے ایک بھائی بھی تھے جن کا نام صدر الدین تھا ان کے لڑکے قطبی شاہ تھے اور ان کے لڑکے کا نام برہان شاہ تھا۔ برہان شاہ کے فرزند نبی بادشاہ تھے اور ان کے فرزند کا نام سید شاہ امین حسینی تھا۔ چنانچہ شجرہ حسب ذیل ہے۔

سید شاہ امین حسینی بن نبی بادشاہ بن برہان شاہ بن قطبی شاہ بن سید شاہ صدر الدین بن حاجی شریف دوام الدین بن سید علی بن سید محمد بن سید حسین بن سید داؤد بن زین الدین بن سید احمد بن سید حمزہ بن سیف اللہ بن سید ابوالحسن بن اسد اللہ بن سید ابو الحسین بن سید عبد اللہ بن سید امام مظلوم بن سید علی بن امام زین العابدین بن سید امام حسین بن سید علی مرتضیٰ بن ابوطالب کرم اللہ وجہہ

"خود نوشت نسل نامہ کے الفاظ ہیں۔" بر حکم پیر فقیر در عہد علی عادل شاہ آمدہ بر استعانت اشارہ ساکن و مستقیم شدم" غالباً اسی حوالے سے

Hanif Razvi

روضۃ الاولیا کے مصنف نے بھی یہی لکھا ہے۔ حالانکہ آپ بیجاپور آئے ہیں تو عادل شاہی حکومت کی بنیاد بھی نہیں پڑی تھی اور بہمنی سلاطین کی جانب سے گورنر مقرر ہوتے تھے۔ ۸۹۵ھ م ۱۴۹۰ء میں یوسف عادل شاہ اول نے عادل شاہی حکومت قائم کی اور اس نے ۹۱۶ھ م ۱۵۱۱ء میں انتقال کیا اس وقت اس کا پایہ تخت گوگی تھا نہ کہ بیجاپور۔

حضرت برہان الدین جانم کے رسالہ کلمۃ الحقایق کی ترتیب کے موقع پر ہم نے حضرت جانم کے مرثیہ سے جو انھوں نے اپنے والد کی وفات پر لکھا ہے تاریخ وفات کے دو شعر اس طرح دئے تھے۔

تاریخ حضرت سال نوسو دو اس پر لگے بھی دو
دو دن مدت وفات ہوجے کچ حکم الہی کا

اربع سوں یوسال ہے ماہے کون شوال ہے
رحلت کئے اس حال ہے جے کچ حکم الہی کا

اس میں اربع سوں کا مفہوم ادا نہ ہوسکا۔ اس کے بعد تین دفعہ بیجاپور جانا ہوا اور ہر وقت نیا مواد ملتا رہا چنانچہ جب ۱۹۶۷ء میں دوسری دفعہ حاضر ہوا تو جناب جعفر حسینی صاحب سجادہ کے کتب خانہ امین درگاہ میں اس مرثیہ کا ایک قدیم مخطوطہ ملا اس میں یہ اشعار اس طرح دئے ہیں۔

تاریخ حضرت سال نوسو دس پر لگے بھی دو
دین مدت وفات یوں سنو جے کچھ حکم الہی کا

Hanif Razvi

اربع تسوں پہ سال ہے ماہے کوں شوال ہے

رحلت کئے اس حال ہے جے کچھ حکم الٰہی کا

اس نسخہ پر کسی نے اربع تسوں پر "اربع تسعون" لکھا ہے اور حاشیہ پر یہ عبارت درج ہے۔

"سنہ ۹۰۴ھ تاریخ ۲۵ شوال المکرم شب پنجشنبہ"۔ "اربع تسعون" ایک خط میں ہے اور تاریخ دوسرے خط میں۔ اس طرح حضرت میراں جی شمس العشاق کی وفات شب پنجشنبہ ۲۵ شوال ۹۰۴ھ کو ہوئی اور آپ کا سن اس وقت چورانوے سال تھا اس لحاظ سے آپ کی پیدائش کا ۸۱۰ھ ہوگا۔ مقام پیدائش کا قطعی فیصلہ نہ ہوسکا مکاشفہ کے حوالے سے صاحب "حدیقہ رحمانی" کا بیان ہے۔

"جب آپ کو طلب حق غالب ہوا تمامی تعلقات کو چھوڑ کر زیارت حرمین شریفین کو گئے اور روضہ پر حضرت رسول خدا صلعم کے چند سے معتکف رہے"

تذکرہ اولیاء دکن میں مولد و منشا بیجاپور بتایا ہے صفحہ ۹۹۲

خود نوشت نسل نامہ کے الفاظ ہیں "در مکہ تولد شدم۔ اسمنا امیر الدین نہادند المعروف میراں جی بعد از بست و دو سال یک خرقہ حال پیدا شد از مکہ معظمہ بزیارت مدینہ شریف شرف شدم۔ مدت دوازدہ سال و سہ ماہ و پنج روز بدرگاہ قبلہ کونین سید الانبیا والمرسلین بیک پہلو افتادہ"

اس کی تائید محمد حسینی منظم مرید حضرت امین الدین اعلیٰ کی مثنوی

Hanif Razvi

شجرۃ الاتقیا سے بھی ہوتی ہے وہ کہتے ہیں ۔

کتنے ایک حاجی مدینہ بھیتر — سوتے تھے وہ سر رکھ کے پیڑھی اوپر

نبی کوں میں ظاہر بلوں کر کہے — سو بارا برس ایک کروٹ رہے

کئے تھے کتے رخ سو بنجیری کدں — دیو کہ چر گئی تھی سو سارا بدن

لیکن "شرح غوثیہ" کا مصنف جو حضرت امین الدین اعلیٰ کے پوتے حضرت علی پیر خلف باباشاہ حسینی کا مرید ہے وہ لکھتا ہے ۔

تا بہ شش سال آں شہنشہ در حرم — خفتہ زیک پہلوئے خود بہر کرم (کذا)

بارہ سال کا قیام بعض اور تذکرے بھی تسلیم کرتے ہیں ۔ اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ آپ ۳۴، ۳۵ سال کی عمر تک مدینہ منورہ میں قیام پذیر رہے اور پھر جب آپ کو بارگاہ نبوی سے بیجاپور جانے اور رشد و ہدایت کرنے کا حکم ملا تو آپ نے تعمیل کی۔ معظم نے اپنی مثنوی میں اس واقعہ کو یوں بیان کیا ہے۔

کئے استخارہ او نو مستقیم — جو ایسے میں آئے نبی الکریم

کہے یار کیا ہے طلب منجہ سوں بول — جکچھ راز دل میں ترے ہے سو کھول

نبی کے رکھے پاؤں پر سر فقیر — کہے یا نبی توں ہے روشن ضمیر

مرے دل میں یہ شوق آتا اتال — جو ظاہر دسے مجہ تما راجمال

نبی رحم کر دکے) کہے یا علی — کروں ان کو بیعت خدا کے ولی

نبی کے امر سوں یو بیعت کئے — خلافت کی اس ٹھار خلعت دئے

نبی نے کہے اب تو پایا شرف — ولے جا اتا تو بیجاپور طرف

Hanif Razvi

بیجا پور میں ایک شاہ پور ہے — مرے نور سوں سب او معمور ہے
وہاں ٹیک رہتا ہے یک دور سوں — چمکتا ہے روشن مرے نور سوں
اسی ٹھار ظاہر ملوں گا تجھے — دلے کیوں سمجھ تو سکیگا مجھے
وہاں لوگ کہتے مجھے شہ جمال — اِتا یاد رکھ خوب میرا جمال[1]

یہاں "شہ جمال" کاتب کی غلطی معلوم ہوتی ہے۔ اس لئے کہ حضرت میراں جی کو حضرت کمال الدین واحد الاسرار بیابانی سے بیعت تھی معظم نے آگے صحیح نام لکھا ہے۔ جب وہ بیجاپور پہنچے ہیں

سچے پیر برحق دسے شہ کمال — اوسی روز حق کا سو کھولے وصال

حضرت امین الدین اعلیٰ کے پوتے علی پیر نے بھی اپنی کتاب "سراج العشق" میں ان واقعات کا ذکر کیا ہے۔

که این ها عرض کردند مصطفیٰ را — ترا معلوم است احوال ما را
تحمل بر داشتن طاقت نه دارم — که حکمِ تو شود دم بر نیارم
شنید این عرض را حضرت پیمبر — ترا بسپرده ام با شاہِ حیدر
رموز و رازہا بر تو کشادم — نشانِ نور خود را با تو دادم
که نعمت باطنی اینہا از و یافت — ز مخفی گنج بر ایشاں بپرداخت
وداع کرد گفت این بر تو شاید — ہموں جا باش بوے من بر آید
ہمہ اسرار بر ایشاں عیاں شد — اجابت کرد خود آنگہ رواں شد
به نزد شہ کمال الدین رسیدہ — که نعمت ظاہری از وے چشیدہ

---

[1] شجرۃ الاتقیا محمد حسینی معظم مخطوطہ کتب خانہ سالار جنگ۔

Hanif Razvi

شجرۃ الاتقیا سے بھی ہوتی ہے وہ کہتے ہیں۔

کہتے ایک حاجی مدینہ بعینہٖ سوتے تھے وہ سر رکھ کے سیڑھی اوپر
نبی کوں میں ظاہر ہلوں کر کہے سو بارا برس ایک کروٹ رہے
کئے تھے کتے رخ سو بیخبری کدن دیو کہ چرگئی تھی سو سارا بدن

لیکن "شرح خوشیہ" کا مصنف جو حضرت امین الدین اعلیٰ کے پوتے حضرت علی پیر خلف باباشاہ حسینی کا مرید ہے وہ لکھتا ہے۔

تا بہ شش سال آں شہنشہ در حرم خفتہ زیک پہلوئے خود بہر کرم (کذا)

بارہ سال کا قیام بعض اور تذکرے بھی تسلیم کرتے ہیں۔ اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ آپ ۴۴ ، ۴۵ سال کی عمر تک مدینہ منورہ میں قیام پذیر رہے اور پھر جب آپ کو بارگاہ نبوی سے بیجاپور جانے اور رشد و ہدایت کرنے کا حکم ملا تو آپ نے تعمیل کی۔ معظم نے اپنی مثنوی میں اس واقعہ کو یوں بیان کیا ہے۔

کئے استخارہ او نو مستقیم جو ایسے میں آئے نبی الکریم
کہے یار کیا ہے طلب منجہ سوں بول جکچہ راز دل میں ترے ہے سو کھول
نبی کے رکھے پاؤں پر سر فقیر کہے یا نبی توں ہے روشن ضمیر
مرے دل میں یہ شوق آتا اتال جو ظاہر د سے مجہ تما را جمال
نبی رحم کر دکے، کہے یا علی کرو ان کو بیعت خدا کے ولی
نبی کے امر سوں یو بیعت کئے خلافت کی اس ٹھار خلعت دئے
نبی نے کہے اب تو پایا شرف ولے جا اتا تو بیجاپور طرف

بیجا پور میں ایک شاہ پور ہے   مرے نور سوں سب او معمور ہے
وہاں ٹیک دیتا ہے یک دور سوں   چمکتا ہے روشن مرے نور سوں
اسی ٹھار ظاہر ملوں گا تجھے   و لے کیوں سمج توسکیگا مجھے
وہاں لوگ کہتے مجھے شہ جمال   اِتا یاد رکھ خوب میرا جمال(۱)

یہاں "شہ جمال" کاتب کی غلطی معلوم ہوتی ہے۔ اس لئے کہ حضرت میراں جی کو حضرت کمال الدین واحد الاسرار بیابانی سے بیعت تھی معظم نے آگے صحیح نام لکھا ہے۔ جب وہ بیجاپور پہنچے ہیں

سیچے پیر برحق دیے شہ کمال   اوسی روز حق کا سو کھولے وصال

حضرت امین الدین اعلیٰ کے پوتے علی پیر نے بھی اپنی کتاب "معراج العشق" میں ان واقعات کا ذکر کیا ہے۔

کہ ایں ہا عرض کردند مصطفےٰ را   ترا معلوم است احوال ما را
تحمل برداشتن طاقت نہ دارم   کہ حکمِ تو شود دم بر نیارم
شنید ایں عرض را حضرت پیمبر   ترا بسپردہ ام باشاہِ حیدر
رموز و رازہا بر تو کشادم   نشانِ نور خود را با تو دادم
کہ نعمت باطنی اینہا ازو یافت   ز مخفی گنج بر ایشاں بپرداخت
وداع کرد گفت ایں بر تو شاید   ہموں جا باش بوے من بر آید
ہمہ اسرار بر ایشاں عیاں شد   اجابت کرد خود آنگہ رواں شد
بہ نزد شہ کمال الدین رسیدہ   کہ نعمت ظاہری ازوے چشیدہ

---

(۱) شجرۃ الاتقیا محمد حسینی معظم مخطوطہ کتب خانہ سالار جنگ۔

Hanif Razvi

از آنجا آمدہ شاہ بہ شاپور   ظہورے شد ہموں بوئے ہموں نور
مقیمی شد در آنجا چند ایام   ظہورے شد تجلی خاص بر عام
شہنشاہ معظم قطب آفاق   خطاب آمد ز درگاہ شمس العشاق[1]

بارگاہ نبوی سے آپ کو شمس العشاق کا لقب ملا - آپ مدینہ منورہ سے بیجاپور تشریف لائے۔ آپ کو حسب ارشاد نبوی آنحضرت سے ایک علم دیا گیا تھا اور ہدایت تھی کہ علم خود جہاں گڑ جائے اسی کو مستقر بنائیں۔ کہتے ہیں کہ یہ علم شاہ پور کی پہاڑی پر گڑ گیا۔ آپ یہیں اقامت گزیں ہوئے۔ علم اب بھی درگاہ شریف میں موجود ہے۔ آپ حضرت کمال الدین واحد الاسرار بیابانی سے بیعت کے بعد رشد و ہدایت اور تصنیف و تالیف میں مشغول ہوئے۔

مغز مرغوب و چہار شہادت میں محمد ہاشم علی صاحب نے حضرت میراں جی کی فارسی کی تین تصانیف یعنی ۱۔ کلید الکنج مفتاح الکنوز ۲۔ اسرار الوحدت اور ۳۔ درۃ التاج کا ذکر کیا ہے۔ دکھنی میں گلباس اور جلتر نگ کا ابھی تک بھی کوئی علم نہ ہو سکا۔ ان ہر دو کے نام سید شمس اللہ قادری نے اپنی تصنیف قدیم اردو میں دئے ہیں خوش نامہ، خوش نغز اور شہادت الحقیقت تین رسالے منظوم ہیں۔ کتب خانہ آصفیہ میں ایک اور فارسی رسالہ معراج السالکین ہے

---

[1] سراج العشق - حضرت علی پیر خلف باباشاہ حسینی ابن امین الدین اعلی مخطوطہ امین درگاہ و کتب خانہ آصفیہ [2] تذکرہ اولیائے دکن صفحہ ۸۳۵

Hanif Razvi

جو فن سلوک میں ہے۔

ایک رسالہ رموز السالکین معروف بہ رموز العارفین لکھا ہے گفتار حضرت شمس العشاق۔ اس طرح فارسی کے پانچ رسایل ہو جاتے ہیں۔ آپ کے علم و فضل کا اندازہ آپ کے ان رسائل اور نظموں سے لگایا جا سکتا ہے۔

خود نوشت نسل نامہ میں ہے۔

"من بعد ایں حکم محمد مصطفٰے و مرتضٰی بریں فقیر صادر شد کہ بہ بہ ہندیر وند نہایت عذری بہ عجز آوردم کہ زبان ہند گوناگوں فہمی ندارم۔ بہ زبان مبارک فرمودند کہ ہمہ زبان بہ شما معلوم خواہد شد ...... از سرزمین ہندو از زبان ہندی واقف شدم۔"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ یہاں کی زبان سے ناواقف تھے اور بیجاپور آنے کے بعد زبان پر اتنا عبور حاصل کیا کہ اس میں شعر کہنے لگے۔ اپنے رسالے شہادۃ التحقیق میں فرماتے ہیں کہ میں نے یہ باتیں ان لوگوں کے لئے لکھی ہیں جو عربی اور فارسی سے واقف نہیں۔ عقلمند یہ نہیں دیکھتا کہ زبان کونسی ہے بلکہ وہ دیکھتا ہے کہ کیا لکھا گیا ہے۔ اگر گھورے پہ ہیرا مل جائے تو وہ اس سے قطع نظر نہیں کریگا اس لئے زبان کو نہ دیکھو بلکہ اس گھورے پہ کی زبان سے موتی چن لو"

آپ نے فن سلوک کی تفہیم کے لئے نثر میں بھی رسالے لکھے اور نظم میں بھی۔ اسی علم و فضل کا اظہار حضرت برہان الدین جانم نے

Hanif Razvi

اپنے والد کی وفات پر جو مرثیہ لکھا ہے اس میں اس طرح کہا ہے

دنیا کا منجہ پدر رہا ہے اور دین منجہ لنگر رہا ہے
اس دوکہ کا منجہ غدر رہا ہے جے کچھ حکم الہٰی کا
توکل منے شہباز تھا، قانع قناعت راز تھا
معشوق سوں تجہ ناز تھا جے کچھ حکم الہٰی کا

ایک اور دوہے میں اس طرح اظہار خیال کیا ہے ۔

یوے جانم پیر میراں جی تمہیں سو پورے سوہے
حضرت رسول سائیاں شہو میں بھاکوں پائے
آپ مر پیو ستنگ جیونا جیونا کا پھل سوہے

ارشاد نامہ میں بھی آپ نے اپنے والد کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے

صفت شاہ میراں جی شمس العشاق

صفت کروں کچہ اپنا پیر — جس تھے روشن ہوے ضمیر
جن منجہ لیتا کرا ایدیس — بارے اس جگ لیویں گوبیس
دھوں جگ میں میت وہی — سمروں لے من نیت وہی
تس کوں سمریں تن من شاد — جس کا آہے منجہ پرشاد
جگ میں آہے توں ہیں رتن — ہردے میں لے کروں جتن
راکھیا کوندن کر اس ٹھانوں — تل تل سمروں لے اس نانوں
پیر میراں جی شمس عشاق — دھوں جگ رب تجہ کیا کشاف

Hanif Razvi

اس طرح تیس اشعار ان کی مدح میں ہیں اور آخری شعر ہے

اب ہنجہ آسا تیرے کرم ہنجہ بٹھنکا دوہوں جرم

حضرت میراں جی شمس العشاق نے ۲۵ رشوال ۹۰۴ھ کو وفات پائی۔ حضرت جانم کے مرثیے کی تاریخ پہلے بیان کی جاچکی ہے۔ اس کے علاوہ دو تاریخیں امین درگاہ کے کتب خانہ سے دستیاب ہوئی ہیں ایک تاریخ "شمس منور پور" ہے اور دوسری "مرقد ولی شاہ پور" دونوں سے (۹۰۴) ۹۰۴ مستخرج ہوتے ہیں۔ آپ کی اہلیہ محترمہ یعنی حضرت برہان الدین جانم کی والدہ کی تاریخ وصال "خوابگاہ حرم پاک" سے ۹۰۶ھ مستخرج ہوتی ہے

حضرت میراں جی کے خلفاء میں نصیح الدین بابا سنجل کا نام تذکروں اور تاریخوں میں ملتا ہے اور یہ کہا گیا ہے کہ آپ صوفی اور شاعر تھے؎۱ سلوک اور تصوف میں بڑا مذاق رکھتے تھے اور شعر وشاعری میں سرآمد دوراں تھے۔ جن کا کلام بادشاہاں زماں کے پسند تھا؎۲ مزار ساگر میں ہے۔

ہمیں امین درگاہ کے کتب خانے سے جو شجرہ دستیاب ہوا ہے۔ اس میں حضرت میراں جی شمس العشاق کے حسب ذیل خلفاء کے نام ملتے ہیں۔

؎۱ تذکرہ اولیائے دکن جلد دوم صفحہ ۹۹۲ و تاریخ دکن سلسلہ آصفیہ جلد سوم حصہ سوم صفحہ ۶۰۵ ؎۲ روضۃ الاولیاء بیجاپور ترجمہ ص ۱۲۱

حضرتؒ برہان الدین جانمؒ۔ ہیبتؒ خاں۔ میاں عبدؒ اللہ تیغ خائفؒ۔ باباگوڈریاؒ۔ میاںؒ من اللہ۔ میاں خیاؒ ابن سوتا شیخ فریدؒ چشتی۔ باباچاندؒ بودے

ان میں سوائے حضرت برہان الدین جانمؒ کے کسی اور سلسلے کے جاری رہنے کی اطلاع نہ مل سکی، اس کا ذکر اگلے صفحات میں کیا گیا ہے۔

حضرت میراں جی شمس العشاق شاہ کمال الدین بیابانی کے خلیفہ تھے اور وہ حضرت جمال الدین مغربی کے۔ حضرت جمال الدین مغربی خواجہ بندہ نواز گیسو دراز کے دادا خسر بھی تھے اور خلیفہ بھی۔ حضرت خواجہ بندہ نواز، حضرت جمال الدین مغربی اور حضرت میراں جی سب کے سلسلے حضرت زید مظلوم سے ملتے ہیں۔ اس کیلئے ہم نے آخر میں شجرہ دیا ہے۔

حضرت برہان الدین جانمؒ کی پیدائش اور تربیت سے متعلق ہمارا واحد ماخذ محمد حسینی منظم کا شجرۃ الاتقیا ہی ہے جس سے ان کی زندگی کے ابتدائی حالات پر روشنی پڑتی ہے۔ اگر شجرۃ الاتقیا تک ہماری رسائی نہ ہوتی تو ان کے ابتدائی حالات کا علم نہ ہوتا اس لئے کہ یہ معلومات نہ حضرت علی پیر کی کتاب "سراج العشق" میں ملتی ہیں اور نہ "شرح غوثیہ" میں البتہ دونوں میں ان کی مدح میں اشعار ہیں جو آگے پیش ہوں گے۔ منظم کہتے ہیں۔ کہ جب حضرت

کمال الدین بیابانی نے اپنے مرید حضرت میراں جی شمس العشاق کو کدخدائی کرنے کی ہدایت کی اور پیشین گوئی کی کہ

ترت ایک فرزند ایب ہوویگا　　بڑا قطب اقطاب او ہووے گا
دیکھا لوح پر نام برہان ہے　　ملایک کتے ظل سبحان ہے
اوسے راز مکشوف ہوگا تمام　　پرستش کریگا اوسے خاص وعام
بڑا مرد ہوگا او دیک چشت میں　　او دخل کرے گا کیتک بہشت میں

تو آپ نے شادی کی اور ......

ہوا شاہ کے گھر لو روشن چراغ　　کیا چشت کے خانوادے کو باغ
رکھے نام برہان تب شاہ کا　　تجلا دیا مکہ او پیر ماہ کا
وہی چاند کوئی دن کوں کامل ہوا　　او کامل ہوا اور فاضل ہوا
عمر جب ہو پانزدہ سال کا　　ہوا شوق غالب چھپے حال کا
ہوے دست بیعت پد رسوں کتے　　ہوا قطب روشن پدرسوں کتے
جمع کر مریداں میں رخصت کئے　　کرو کر سفر تب حکم شہ دئے

. . . .

سفر میں کتے نعمتاں پائے ہیں　　برس تین بعد از وہ پھر آئے ہیں

. . . .

اول حق کی سب آشنائی دئے　　سو بعد از کتے شاہ رحلت کئے

ان اشعار کے مطالعے کے بعد حضرت برہان الدین جانم کا سال ولادت متعین کیا جا سکتا ہے۔ آپ پندرہ سال کی عمر تک علم حاصل کرتے رہے اور اس کے بعد سفر پر روانہ ہوئے اور تین سال سفر میں

Hanif Razvi

رہ کر واپس ہوئے۔ اس طرح آپ کا سن اٹھارہ سال ہو گیا۔ پھر والد ماجد نے سلوک کے مراتب طے کرائے اور تکمیل تعلیم کے بعد حضرت میراں جی نے رحلت کی سال وفات ۹۰۲ھ ہے اگر مراتب سلوک اور تعلیم کی مدت دو سال فرض کی جائے تو آپ والد کی وفات کے وقت ۲۰ سال کے قرار پاتے ہیں اس طرح آپ کی ولادت ۸۸۲ھ یا اٹھارہ سال ہی کا سن قرار دیا جائے تو ۸۸۴ھ میں ہوگی۔

آپ والد کی زندگی ہی میں علم و فضل میں ممتاز مقام حاصل کر چکے تھے چنانچہ صاحب تذکرہ اولیاء دکن میراں جی شمس العشاق کے ذکر میں لکھتے ہیں

"آپ کے پاس زمانہ سلوک میں مسافت بعیدہ سے ایک طالب علم آیا اور آپ سے پوچھا خدا کہاں ہے؟ فرمایا تمہارے پاس ہے اور اس کو کہا یہاں سے جاؤ۔ طالب علم کشیدہ خاطر ہو کر چلتا ہوا آپ کے صاحبزادے شاہ برہان الدین اس بات پر مطلع ہوئے۔ فوراً طالب علم کو بلایا اور گھر پر مہمان رکھا پھر اس کو عرفان الٰہی سے آگاہ کیا اور اس سے کہا جو والد ماجد نے فرمایا تھا سچ ہے یا دروغ۔ طالب علم نے اقرار کیا کہ سچ ہے"

تمام تذکرہ نگار آپ کی علمی فضیلت اور زہد و ریاضت کے معترف ہیں حضرت شیخ محمود خوش دہاں بہت عالم اور حضرت شاہ ابو الحسن قادری کے بھانجے تھے[۱] انھیں سلسلہ قادریہ میں اپنے نانا بدر الدین حبیب اللہ قادری

[۱] روضۃ الاولیائے بیجاپور قلمی ص ۸۹

Hanif Razvi

دبیدں سے خلافت حاصل تھی ۔ وہ جب بیجاپور آئے تو چشتیہ سلسلہ میں حضرت برہان الدین جانم کے مرید ہوئے اور خلافت پائی آپ فارسی اور دکھنی دونوں زبانوں میں صاحب تصنیف ہیں آپ کے کئی رسائل ملتے ہیں آپ کا ایک مشہور رسالہ معرفت السلوک ہے جو دو تین بار چھپ چکا ہے اس میں حضرت جانم کے لئے انھوں نے جس احترام و عقیدت کا اظہار کیا ہے وہ ذیل کے القاب سے واضح ہوگا۔

کمترین مریداں و کہتریں طالباں و خادم و خاکسار درگاہ شاہ مریداں پناہ و حقیقت آگاہ طالباں دستگاہ مقبول حضرت الہٰ اکمل الاولیا و افضل الاتقیا صدر نشین محفل محمد مصطفےٰ صاحب الشریعۃ والطریقۃ بحر الحقیقۃ المعرفۃ مہدیٔ دین و ہادی المومنین والمساکین والمسلمین امام العاشقین والعارفین کامل الانسان محقق زماں مظہر مظہر ذات و صفات سبحان اعنی بندگی حضرت شاہ برہان معظم دین! شاہ میراں جی شمس العاشقین و محبوب رب العالمین قدس اللہ سرہم العزیز۔[1]

حضرت شیخ محمود خوش دہاں نے حضرت جانم کے صاحبزادے حضرت امین الدین اعلیٰ کی تعلیم و تربیت میں بھی حصہ لیا ہے۔

حضرت جانم کے دیگر خلفا میں آپ کو تربیت دینے والوں میں سید شاہ داول اور خداوند شاہ کے بھی نام ملتے ہیں۔

حاجی الحرمین حاجی سید اسحاق حسینی حضرت جانم کے ایسے خلیفہ

---

[1] معرفت السلوک۔ مطبع نامی منشی نول کشور بار دوم جنوری ۱۸۹۸ء شعبان ۱۳۱۵ھ صفحہ ۲

Hanif Razvi

ہیں جن کا سلسلہ آج تک جاری ہے۔ ان کا روضہ گلبرگہ سے قریب کانگی میں ہے۔ درگاہ کے سجادہ صاحب کے کاغذات میں ایک ایسی تحریر دستیاب ہوئی ہے جس سے حضرت جانم کے مرتبہ کا اندازہ ہوتا ہے۔ یہ ملفوظات ہیں جنھیں آپ کے ایک مرید حضرت مخدوم سوائی نے مرتب کیا ہے جن کا مزار مدراس میں مرجع خلایق ہے۔

ان کا بیان ہے حضرت سید اسحاق حسینی نے حصول معرفت خدا کی خاطر پیغمبر صلعم کو واسطہ بنانے کا ارادہ کیا اور مدینہ منورہ پہنچے وہاں آپ مسجد نبوی میں مصلیوں کو پانی پلاتے اور پھر اُن کے جوتے سیدھے رکھا کرتے اس طرح بارہ سال کی خدمت کے بعد آنحضرتؐ نے عالم رویا میں انھیں شرف ملاقات عطا فرمایا اور سید اسحاق حسینی نے اپنی خواہش کا اظہار کیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ ہم ایک اور عالم میں ہیں اس لئے یہ ممکن نہیں۔ آپ نے انتہائی رنج والم سے گریہ وزاری شروع کی اس پر آپؐ نے ارشاد کیا "چرامی گری؛ اگر حصول حق سبحانہ تعالیٰ خواہی نزد شاہ برہان رو کہ در شہر بیجاپور است و اورا بہ یقین داں کہ مائیم و اوترا بہ ایں مقصو د رساند"

حضرت جانم کے صاحبزادے حضرت امین الدین اعلیٰ نے بھی اپنے والد کی مدح میں اہم اشعار کا ایک قصیدہ لکھا ہے جس کے چند شعر پیش ہیں۔

برہان بن میراں او پر تن کفش جاں صدقہ کروں
احسان مقابل بھی نہیں سنج تھا جو کچھ آگل دھروں

Hanif Razvi

برہان حجت نام ہے دردین بہشت اقدام ہے
اسرار حق بانام ہے۔ برہان بن میراں اُپر

اکمل ولایت تجہ عطا ثابت ثبوت نامی خطا
جز عین حق دیگر نہ تھا برہان بن میراں اُپر

علم لدن مقدور تج، نکتہ خفی مکشوف تج
اشکال مشکل حل تج برہان بن میراں اُپر

صوفی توں ہے سرمست کام مخمور مے مشتاق جام
جا کھے سو جانے طعم و فام برہان بن میراں اُپر

واصل محقق پیر توں اعمی ابصر دستگیر توں
فرزند میراں میر توں برہان بن میراں اُپر

طایر ہوائے لامکاں سایر حرم وحدت رواں
تج ترب زایہ ہر زماں برہان بن میراں اُپر

آکھیں امیں خادم کمیں دم دم سرن گل برزمیں
مقبول ہو گفتار امیں برہان بن میراں اُپر

محمد حسینی معظم شجرۃ الاتقیا میں کہتے ہیں۔

ہوا راز اظہار برہان سوں | جواہر نیچتے ہیں جیوں کھان سوں
مکمل ولی شیر یزداں ہوا | جلالت بھرا سیف برہان ہوا
اوسے حق کتے گنج مخفی دیا | اوسے حق چھپی بات ظاہر کیا

خلیفے خلیفوں کے ہیں کئی ہزار   مریداں تو ہیں شاہ کے بے شمار
کتاباں ہوئے اور چلایا یہ کلام   بلخ اور بخارا یو سب روم و شام

حضرت علی پیر اپنے جد کی تعریف میں اس طرح رطب اللسان ہیں

ازاں نور برآمد شاہِ برہاں   کہ شمس العارفین و قطب دوراں
شدہ او صاحب الشرع طریقت   مکمل بود در بحرِ حقیقت
ہمیشہ معرفت کردہ اقامت   ظہورے کرد بر عالم مدامت
ہمہ عالم بخدمت ایستادند   سخن ہائے خدا از وے شنیدند
بر آورد از لب شیریں سخن ہا   کہ زندہ کرد سخن او مردہ دلہا
مسیحا بود شاہ در زمانہ   بعالم فیض بخشِ جاودانہ

شرح غوثیہ کے مصنف نے شاہ برہان کی اس طرح مدح کی ہے۔

رکنِ شرع مصطفےٰ برہان دین   شاہِ برہاں اسم ذات بہتریں
جانشینِ شاہ میراں آں ولی   در ریاضت بود یکتا منجلی
شاہ انس و جاں و مولائے کرم   متقی مرتاض و ہم ثابت قدم
صاحب مشکل کشا روشن ضمیر   ہادی ہر بندگاں را دستگیر
فاخر فقر رسولِ کردگار   شرح وصف ذات پاکش بے شمار

قیاس یہ ہے کہ جب حضرت جانم سفر کیلئے نکلے تو اس سے ان کا اصل مقصد تجربہ اور علم کا حصول تھا آپ نے ہندو فلسفہ اور ویدانت پر بھی عبور حاصل کیا اور اپنی تصانیف میں اس علم سے کام لیا ہے

Hanif Razvi

سنسکرت الفاظ کا استعمال انھوں نے اس خوبی اور روانی سے کیا ہے گویا وہ اس زبان میں مہارت تامہ رکھتے ہیں۔ اپنی تصنیف میں بعض مقامات پر فلسفہ کی اصطلاحیں بھی استعمال کی ہیں اور اسلامی تصوف کو سمجھانے کیلئے ہندو فلسفہ سے مثالیں بھی دی ہیں۔

وفات حضرت جانم کی وفات کی دو تاریخیں ملی ہیں۔ ایک تاریخ کتب خانہ نگجی محل سے ملی ہے جس کا ذکر میں نے اپنے مضمون "کتبہ امین درگاہ" میں کیا ہے۔ یہ "عزیز جان چشتیاں جانم" ہے جس سے ۱۰۰۶ مستخرج ہوتے ہیں۔ دوسری تاریخ جو جناب احمد خاں صاحب درویش کو امین درگاہ کے کتب خانہ کی ایک بیاض سے بعد میں حاصل ہوئی "برہان خلد شد" ہے اس سے ۹۹۲ مستخرج ہوتے ہیں۔ ان میں کوئی ایک صحیح ہو سکتی ہے۔ دونوں کے درمیان ۱۴ سال کا فرق ہے لیکن نا ممکن نہیں۔ دو مختلف تاریخوں نے شبہ میں ڈال دیا ہے۔ اگر ۹۹۲ کو صحیح تسلیم کیا جائے تو وفات کے وقت آپ کا سن ۱۰۸ سال کا ہوگا اور ۱۰۰۶ کو تسلیم کیا جائے تو ۱۲۲ سال کا۔ مولوی عبدالحق کہتے ہیں کہ ارشاد نامہ کی تصنیف ۹۹۰ھ م ۱۵۸۲ء کے بعد ان کا انتقال ہوا ہے۔ اردو کی نشو و نما میں صوفیائے کرام کے کام (طبع اول) میں انھوں نے ارشاد نامہ کو آخری کتاب

ے مطبوعہ تحریر سہ ماہی دہلی جلد ۲ شمارہ ۲ ۱۹۶۹ء اردو نامہ کراچی سب رس حیدرآباد۔ ے اردو کی نشو و نما میں صوفیائے کرام کا کام طبع دوم ص ۴۵

Hanif Razvi

قرار دیا ہے۔ کلمتہ الحقایق کا اگر تفصیلی مطالعہ کیا جائے تو اس میں ارشاد نامہ کے کئی اشعار لبطور اقتباس جگہ جگہ ملیں گے۔ اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ ارشاد نامہ کے بعد کلمتہ الحقایق لکھی گئی اور اس طرح وفات کا سن ۹۹۲ھ ممکن ہو سکتا ہے یا اس سے آگے کا سن بھی صحیح ہو سکتا ہے اور عمر زیادہ ہو سکتی ہے۔

چونکہ جانم کے فرزند حضرت امین الدین اعلیٰ والد کی وفات کے بعد پیدا ہوئے اس لئے اس عمر کو شبہ کی نظر سے دیکھا گیا اور یہ کہا گیا ہے کہ توالد و تناسل کا سلسلہ اس عمر میں منقطع ہو جاتا ہے۔ طبی نقطہ نظر سے یہ کہا جاتا ہے کہ ذکور میں یہ صلاحیت باقی رہتی ہے اور اناث میں ختم ہو جاتی ہے۔

ملک الشعرا غواصی کے مرشد حضرت میراں شاہ حیدر ولی اللہ بنیرہ قادری (م ۱۰۳۳ھ) تھے۔ جو ملنگہ (ضلع بیدر) میں مدفون ہیں ان کے حالات و کرامات میں ایک کتاب "خوارق حیدری" لکھی گئی اور اس کا مخطوطہ اس سلسلہ کے سجادہ شیدہ محمد بنیرہ قادری صاحب کے پاس بیجاپور میں موجود ہے اس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ میراں شاہ حیدر ولی اللہ کو ایک سو بیس سال کی عمر میں فرزند تولد ہوا۔

اس طرح حضرت برہان الدین جانم کا سن توالد و تناسل کے لئے حیران کن نہیں ہو سکتا۔

لہ تاریخ ادب اردو علی گڑھ ص ۲۲۳

Hanif Razvi

حضرت برہان الدین جانم کی اہلیہ محترمہ کے وصال کی ہمیں کوئی خبر نہیں لیکن امین درگاہ سے متعلقہ حضرات کا بیان ہے کہ آپ نے انتقال سے پہلے وصیت کی کہ مجھے شوہر کے پہلو میں دفن نہ کیا جائے بلکہ ایک علیحدہ مقام پر دفن کرکے چوکھنڈی سے محصور کردیا جائے تاکہ عوام کی آمد و رفت وہاں نہ ہو اسی بنا پر آپ کو حضرت جانم کے بائیں ان کے چبوترے سے کافی نشیب میں دفن کرکے ایک چوکھنڈی بنائی گئی۔ اس چوکھنڈی کی بلندی چبوترے سے بھی قدرے کم ہے ان حضرات کا بیان یہ بھی ہے کہ آپ حضرت شیخ محمود خوش دہاں کی ہمشیر تھیں۔ حضرت شیخ محمود خوش دہاں کا مزار مسجد کے سامنے ہے جس پر سنگ سیاہ کا شاندار اور خوبصورت تعویذ ہے۔ ایسا تعویذ یہاں اور کسی مزار پر نہیں ہے۔ دونوں مزار تقریباً ایک صف میں بارہ پندرہ فٹ کے فاصلے پر ہیں لیکن جانم کی اہلیہ محترمہ چبوترہ سے علیحدہ ہونے کی وجہ سے آٹھ دس فٹ نیچے ہیں مسجد اور حضرت خوش دہاں کا مزار چبوترے سے تین فٹ نیچے ہے۔

حضرت جانم کے معاصرین میں بھی بڑی اہم شخصیتیں ہیں اس لحاظ سے آپ کے دور کو مقدس کہا جاسکتا ہے۔ معاصرین کے چند اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں۔

شاہ محمد غوث گوالیاری (متوفی ۹۰۶ھ تا ۹۷۰ھ) شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی ۹۱۰ھ تا ۹۹۸ھ۔ قاضی محمود دریائی ۸۷۲ھ تا ۹۴۱ھ

Hanif Razvi

سید شاہ علی جیو گام دھنی م ۹۷۳ھ، خوب محمد چشتی ۹۴۶ھ تا ۱۰۲۳ھ

مخدوم جی ملتانی ۹۷۲ھ، شاہ ابوالحسن قادری متوفی ۱۰۵۸ھ م

برہان الدین جیسین علوی والد حضرت ہاشم پیر۔

درگاہ شریف کے شجرہ کچھ مخطوطوں اور دیگر ذرائع سے ہمیں حضرت جانم کے خلفاء کے جو نام دستیاب ہوئے ان کی فہرست پیش ہے۔

۱۔ شیخ داول ۲۔ شاہ بھائی ۳۔ سید جلال ۔۴۔ سید علی بن سید بابو ۵۔ سید اسحاق حسینی۔ ۶۔ خضر میاں ۷۔ راجو خاں۔ ۸۔ شاہ مرتضیٰ چشتی ۹۔ رن سنگار خاں ۱۰۔ میاں خاں ۱۱ شیخ محمود عین الحق ۱۲ بھیلیم خاں ۱۳۔ خضر میاں ۱۴ سید محمد حسینی نور مصطفیٰ ظہور مرتضیٰ صاحب تحقیق ۱۵۔ بحر الدین قاضی دریا (قاضی محمود بحری کے والد) ۱۶ خداوند شاہ

اسی شجرہ اور بعض مخطوطوں سے حضرت شیخ محمود عین الحق کے خلفا کے نام بھی ملے ہیں۔

۱۔ شیخ حسن گوشہ نشین ۲۔ شیخ صدرالدین ۳۔ سید سفیر اللہ سیف اللہ ۴ سید صدرالدین بخاری ۵۔ میاں متن ۶۔ سید محمد ۷۔ شیخ نورالدین ۸۔ شیخ احمد برقع پوش ۹۔ عبداللہ برہان۔ ۱۰۔ ملک جی حقانی ۱۱۔ شیخ مصطفیٰ (خلف) ۱۲۔ امین الدین

سید اسحاق حسینی کے خلیفہ راجہ محمد کنہ نواز ہیں اور ان کے خلیفہ جنید ثانی نے بیجاپور میں کافی شہرت حاصل کی تھی اس

Hanif Razvi

سلسلہ کی بہت زیادہ اشاعت ہوئی اور ابھی تک بھی جاری ہے آخر میں شجرہ کے ملاحظہ سے واضح ہوگا

حضرت جانم نے اپنے دور میں جو مقبولیت حاصل کی اس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ سلطان ابراہیم عادل شاہ ۹۸۸ھ-۱۰۳۷ھ م ۱۵۷۹ء-۱۶۲۸ء آپ کا بہت معتقد تھا" مردم خاص و عام آپ کو سجدہ کرتے تھے[1] حضرت میراں جی اور حضرت جانم دونوں کی شخصیت ہی عوام میں مقبول نہیں تھی بلکہ آپ کی تصنیفات نے بھی کافی شہرت پائی۔ بعد کے دور کی اکثر ایسی کتابیں مخطوطوں کی شکل میں ملتی ہیں جن میں ان ہر دو بزرگوں کی تصانیف سے اقتباسات درج کئے گئے ہیں چند کتابوں کے نام حسب ذیل ہیں۔

۱۔ کشف الوجود اور کشف الانوار۔ سید شاہ داول (نخ۔ ونہ آصفیہ، امین درگاہ کتب خانہ آغا حیدر حسن)

۲۔ رسائل عبدالقادر با حلیم منصف (مملوکہ سجادہ صاحب درگاہ ہاشم پیر بیجاپور)

۳۔ بیان واقعہ۔ مخدوم حسینی قادری بیجاپوری (آصفیہ)

۴۔ مکشوف الامین (آصفیہ)

۵۔ مخزن امین۔ امین الدین علی ثانی ابن حضرت حسینی بادشاہ صاحب (۱۰۱ آصفیہ)

۶۔ تجلی انوار۔ سید نور اللہ ابن سید جمال الدین مرید شاہ میر

---

[1] حدیقہ رحمانی مخطوطہ ص ۲۶

۷- تلاوت الوجود- مخدوم حسینی

۸- شکارنامہ (منسوب بہ خواجہ بندہ نواز) کتب خانہ روضتین گلبرگہ

۹- اسرار الحق (ملفوظات جانم) مرتبہ شیخ محمود خوش دہاں (آصفیہ)

۱۰- کشف الاذکار- شریف- مخزونہ کتب خانہ یونیورسٹی بمبئی-

۱۱- کتاب حسینی- اقوال بندہ نواز- جنید میراں جی (آصفیہ)

۱۲- رسالہ ذکر جلی دکنی- شاہ محمد رفیق رہنما چشتی (آصفیہ)

۱۳- رسالہ علم الحیات- شیخ محمود

۱۴- اعتبارات خمسہ- عاشق دکنی

۱۵- تجلی انوار- مصنفہ سید نور اللہ ابن سید جمال الدین مرید حضرت شاہ میر (آصفیہ)

۱۶- تلاوت الوجود- مصنفہ شاہ اعظم مرید شاہ محی الدین بن شاہ میر متوفی ۱۱۸۶ھ

۱۷- ارشاد وجودیہ- دریا محمد (بندہ حسینی)

۱۸- رسالہ وجودیہ- علی پیر ابن باباشاہ حسینی ابن امین الدین اعلی

۱۹- موحد الاسرار- امین الدین اعلی

تلاش سے اور بھی رسائل مل سکتے ہیں

ارشاد نامہ کی مقبولیت کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اس کی تقلید میں بعد کے آنے والے بزرگوں نے اسی نام سے اپنی کتابیں لکھیں اور اپنے مریدوں کو تصوف کے مسائل سمجھائے۔

Hanif Razvi

اس ارشاد نامہ سے پہلے خواجہ بندہ نواز سے منسوب ایک ارشاد نامہ پند ارشاد نامہ کے نام سے کتابوں میں نظر آتا ہے اور اس کے بعد میرا ابو صالح سرمست حسینی، شاہ نور دریا، عبد القادر قی الحالی، سید امین گنج بخش اور حاجی شاہ کے ارشاد نامے ملتے ہیں۔

لفظ ارشاد، دراصل عربی زبان کا لفظ ہے جس کا مادہ رشد اور معنی ہدایت کے ہیں۔ ارشاد ہدایت کرنا معنوں میں مستعمل ہے۔ ارشاد نامہ مرشد کی ہدایات کا مجموعہ ان ہدایتوں کے لئے فرمان، اور فرامین کے مجموعہ کیلئے دیوان کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ حضرت جانم سے ان کے مرید متعدد سوالات کرتے اور وہ ان کے جوابات دیتے ہیں اس لئے انھوں نے مناسب یہی تصور کیا کہ ان سوالوں اور جوابوں کو منظوم شکل دیدی جائے تاکہ سبھی کو استفادہ کا موقع ملے۔

حضرت میراں جی شمس العشاق کے سامنے بھی یہ مسئلہ رہا کہ زبان کون سی استعمال کی جائے۔ چنانچہ آپ نے یہ فیصلہ کیا کہ عربی اور فارسی میں تو بہت کچھ لکھا گیا ہے لیکن عوام سمجھ نہیں سکتے اس لئے ہندی میں لکھنا چاہیئے۔ عقلمند آدمی گھورے پر ہیرا ملے تو کیوں نہ اٹھا لے اسی طرح یہ زبان بھی گھوبھا کا گھورے پر کی بوٹی ہے۔ زبان کو نظر انداز کر کے معقول آدمی موتی چن لے گا یا جیسے

نیاریا مٹی چھانتے وقت صرف سونا لے گا اور مٹی پھینک دیگا

حضرت میراں جی نے گجری یا گوجری کا لفظ اپنی تصانیف میں کہیں استعمال نہیں کیا ہے ۔ حضرت جانم نے بھی ہندی میں لکھنے کی معذرت کی ہے ۔ ارشاد نامہ میں فرماتے ہیں ۔

یہ سب بولوں ہندی بول
پر توں انیھو سیتی گھول

ہے یے دیبا بھاس پلٹ
پن یو معنی دیکھ سگٹ

عیب نہ راکھیں ہندی بول
معنی تو چک دیکھیں کھول

جوں کے موتی سمندر سات
ڈبرے میں جے لاگے ہات

کیوں نا لیوے اس بھی کوے
سہانا چتور جے کوئی ہوئے

ہندی بولوں کیا بکھان
جے گر پرساد تھا منجھ گیان

میں نے یہ سب باتیں ہندی میں کہی ہیں لیکن انھیں شربت کے گھونٹ سمجھنا چاہیے ۔ یہ دیسی بولی ہے اس میں صرف معنی دیکھو یہ نہ کہو کہ یہ ہندی زبان ہے بلکہ آنکھیں کھول کر معنی دیکھو سمندر کے موتی اگر کسی کھڈ میں مل جائیں تو ہوشیار اور عقلمند آدمی انھیں کیوں نہ لے بہرحال میں نے یہ باتیں جو اپنے مرشد کے فیض سے حاصل کی ہیں ہندی میں کہی ہیں ۔ ارشاد نامہ میں ایک مقام پر کہتے ہیں ۔

یہ سب گجری کیا بیاں
کر یہ آئینہ دیا نماں

کلمہ حق سب کیا بیاں
دیکھ خلاصہ ہوئے عیاں

اپنے ایک رسالہ حجت البقا میں لکھتے ہیں۔

جِسے ہوے گیان بچاری   نہ دیکھیں عیب کا گجری

نثر کے رسالہ کلمتہ الحقایق میں لکھتے ہیں۔

سبب یو زبان "گجری" نام ایں کتاب کلمتہ الحقایق

ہمارے ادیب جنھوں نے دکھنی ادب کو منظر عام پر لایا ان میں بعض نے گجری کو گجرات کی زبان سے تعبیر کیا ہے۔ چنانچہ شیرانی فرماتے ہیں۔

جب اہالی دکن نے اردو کا نام دکنی رکھا اہالی گجرات نے اس کا نام گجراتی یا گوجری رکھ دیا[1] مثال کیلئے موصوف نے خوب ترنگ، جواہر اسرار اللہ اور یوسف زلیخا نے محمد امین کو پیش کیا ہے یہ سب گجراتی تھے۔

شیرانی نے دکنی میں بولی اور لکھی جانے والی زبان کو دکنی اور گجرات میں بولی اور لکھی جانے والی زبان کو گجراتی یا گوجری کہا ہے پروفیسر سنیتی کمار چٹرجی نے شاہ برہان کی نظم "سکھ سہیلا" پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے۔

"Shah Burhan's language has some distinct Panjabi affinities, and it is noteworthy that he calls it Guj (a) ri as constrasted with i. e. Braj Bhasha. This name Gujri gives an indication of the origion and affinity of this dialect." (1)

---

(1) Indo Arian and Hindi, PP-185-186-191   ۱؎ پنجاب میں اُردو ص ۱۴

Hanif Razvi

ڈاکٹر حفیظ سید بھی "سکھ سہیلا کی" اشاعت کے موقع پر اس خیال کے حامی ہیں اور "حجت البقا" اور "ارشاد نامہ" کے اشعار توجیہاً پیش کرتے ہوئے، لکھتے ہیں۔

A close study of his works reveals that his language is much influenced by Gujrati and it is but natural. The inter relation between Gujrati and the dialect in which our poet wrote is established by a number of parallels. (1)

ڈاکٹر گیان چند کہتے ہیں۔

ایک زمانہ میں اردو کا ایک نام گجری بھی تھا۔ ڈاکٹر سنیتی کمار چٹرجی نے لکھا ہے کہ اس کا گجرات سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ نام گجران والا اور گجرات (پنجاب) کے دکن وارد سپاہیوں کا عطا کردہ ہے۔ چنانچہ دکنی شعرا شاہ برہان الدین جانم اور امین الدین دکنی نے اپنی زبان کو گجری کہا ہے۔ ڈاکٹر زور گجراتی کو دکنی سے علیحدہ بولی قرار دیتے ہیں لیکن وہ مذکورہ بالا شعرا کی گجری کو گجراتی نہیں مانتے بلکہ گجرات کے شاعر خوب محمد چشتی کی مثنوی خوب ترنگ کو گجراتی کا نمائندہ قرار دیتے ہیں[۲]

---

(1) Allahabad University studies (c. 1934 '35 or 36) PP 492 لہ

[۲] اردو کے معلی لسانیات نمبر صہ ۱۳۲

ڈاکٹر زور کا کہنا ہے کہ جب

"گجرات کی سلطنت .... کا شیرازہ بکھر گیا شاعر اور ادیب بے سروسامانی کی حالت میں اِدھر اُدھر مارے مارے پھرنے لگے ایسے نازک موقع پر دکن کی ایک سلطنت بیجاپور کے حکمراں ابراہیم عادل شاہ ثانی نے فیاضی اور علمی نفسی دکھائی اس نے اپنے آدمیوں کو بیش بہا تحائف اور سوغات دے کر گجرات روانہ کیا تاکہ وہاں کے علماء اور شعراء کو بیجاپور کے دربار میں آنے کی دعوت دیں چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ کے بعد گجرات کی ادبی عظمت کا پرچم بیجاپور پر لہرانے لگا مشہور و معروف مثنیوں کے علاوہ اکثر عام لوگ بھی بیجاپور آگئے تھے اور ان گجراتیوں کا اس قدر اثر ہو گیا تھا کہ بعض دکنی مصنف بھی اپنی گجراتی آمیز ہندوستانی کو گجری کے نام سے موسوم کرنے لگے[۱]

لیکن ڈاکٹر زور کا یہ بیان میراں جی یا برہان الدین جانم سے متعلق نہیں۔ اس لئے کہ اکبر اعظم کی جانب سے عبدالرحیم خانخاناں مظفر شاہ والئی گجرات سے مقابلہ کیلئے مامور کیا گیا جس نے اس کو شکست دے کر گرفتار کیا اور آگرہ بھیجدیا لیکن اثنائے راہ میں اس نے خودکشی کر لی یہ واقعہ ۱۰۰۱ھ م ۱۵۹۲ء کا ہے[۲]

---

[۱] ہندوستانی لسانیات صفحہ ۱۰۳ [۲] تاریخ ہند ہاشمی فرید آبادی صفحہ ۱۶۹

جب کہ حضرت جانم ایک لحاظ سے انتقال کر چکے تھے اور ایک لحاظ سے آخری کبر سنی کے پانچ سال اور بقید حیات تھے

واقعہ یہ ہے کہ لفظ "گجری" نے گجرات سے متعلق ہو کر غلط فہمی پیدا کر دی۔ میراں جی نے تو اس کا نام بھی نہیں لیا لیکن جانم نے گجری کا لفظ استعمال کیا ہے۔ اس کا تعلق گجرات سے نہیں ہے دکن کے اکثر قصبات میں خواہ وہ حیدر آباد ریاست کے ہوں یا میسور ریاست کے شاہراہ پر کسی مخصوص جگہ روزانہ بھاجی ترکاری یا دیگر ضروریات زندگی کی یا مستعملہ سامان کی عارضی دوکانیں لگتی ہیں اور بازار کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے چونکہ یہ دوکانیں مستقل نہیں ہوتیں اس لئے ان کا کاروبار دو تین گھنٹے سے زیادہ نہیں ہوتا اور چونکہ یہ گذرگاہ پر ہوتی ہیں اس لئے اس کو "گذری" کہا جانے لگا اور کثرت استعمال سے "گجری" ہو گیا چنانچہ آج بھی اکثر قصبات میں یہ بازار لگتے اور گجری ہی کہلاتے ہیں۔ یہاں کی زبان غیر فصیح اور غیر معیاری ہوتی ہے لیکن ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ گاہکوں اور سوداگروں کی زبان یکساں نہیں ہوتی مطلب برآری کیلئے دو تین زبانوں کے الفاظ ملا کر بات کی جاتی ہے۔ حضرت برہان الدین جانم نے منفعت الایمان اور کلمۃ الحقایق کی زبان کو انھیں معنوں میں گجری کہا ہے۔ اس کا گجرات سے کوئی تعلق نہیں بلکہ اس کا تعلق "گذری" سے ہے۔ اسی لئے وہ اکثر تکیہ کلام کے الفاظ بھی اپنے اشعار میں

Hanif Razvi

بلا تکلف استعمال کر جاتے ہیں مثلاً۔

پھیلے (پہلے)، پن (مگر) بھُٹولا کھانا' آگل (آگے) بھلا۔ بھلیرا' بھئی (بھائی) بھج تیک۔ کوئی۔ کوئی ایک۔ بجے کوئی آپیں (خود) بازد (بعد از) نیں تو۔ تو (تب) وغیرہ

حضرت برہان الدین جانم کی تصانیف زیادہ ہیں لیکن ان میں سوائے ارشاد نامہ اور کلمۃ الحقائق کے کوئی ضخیم نہیں حجۃ البقا میں (۸۰۵) اشعار ہیں باقی دوسرے رسائل بہت مختصر ہیں۔ ارشاد نامہ سنہ ۹۹۰ھ میں لکھا گیا جس کی تاریخ خود شاعر نے دی ہے۔ کہتے ہیں۔

یہ سب بولیا ہے انجان   عابد عاجز ہے برہان
ہجرت نہ صد نود مان   ارشاد نامہ لکھیا جان

کلمۃ الحقائق میں ارشاد نامہ کے متعدد اشعار موجود ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ۹۹۰ھ کے بعد کسی وقت کلمۃ الحقائق تصنیف ہوئی ایک روایت کے مطابق حضرت جانم کا وصال سنہ ۹۹۲ھ میں اور دوسری روایت کے مطابق سنہ ۱۰۰۶ھ میں ہوا ممکن ہے کہ آئندہ کوئی ایسی سند جو سنہ وصال کو قطعیت دینے کا باعث بنے مل جائے۔ ان دونوں کے علاوہ جتنے رسائل ہیں کسی کی تاریخ تصنیف کا پتہ نہیں البتہ والد کی وفات پر جو مرثیہ لکھا گیا وہ قریبی تاریخوں میں ہو سکتا ہے۔ اس لئے اس کو سنہ ۹۰۲ھ کی تصنیف قرار دیا جا سکتا ہے۔

Hanif Razvi

آپ کے رسائل کے متعدد نسخے مختلف کتب خانوں میں ملتے ہیں۔ کلام کا مکمل مجموعہ جس میں اور حضرات کے رسالے بھی شامل ہیں کسی نے ۱۰۶۸ھ میں نقل کیا ہے۔ اس بیاض کے متعلق ڈاکٹر عبدالحق لکھتے ہیں "وہ قلمی بیاض جو بہت ضخیم ہے مجھے ایک بزرگ نے عنایت فرمائی۔ اس میں شاہ میراں جی کے کئی رسالے ہیں۔ اس قلمی مجموعے کا سنہ کتابت ۱۰۶۸ھ ہے[1]۔

ہمارا خیال ہے کہ یہ بیاض کتب خانہ ہمتان یا بونچہ میں رہی ہے اور اس کی ایک مکمل نقل نہایت صاف خط میں یہاں کروائی گئی اتفاق سے یہ نقل شدہ بیاض ڈاکٹر زور مرحوم کے پاس آئی جس کو انھوں نے اپنے ذاتی کتب خانہ کے لئے خرید لیا۔ اس میں جتنے رسائل ہیں ان کی مکمل فہرست میرے پاس موجود ہے

۱۔ منظوم تصنیفات

۱۔ وصیت الہادی:۔ تصانیف میں "وصیت الہادی" ایسا رسالہ ہے جس کی نقلوں سے کوئی کتب خانہ خالی نہیں کتب خانہ امین درگاہ کے علاوہ درگاہ حضرت ہاشم پیر صاحب کے سجادہ صاحب کے پاس بھی ایک مخطوطہ ہے اور ہمارے پاس بھی اس کے دو مخطوطے ہیں۔ آصفیہ، سالار جنگ، ادارہ، انجمن علی گڈھ اور انجمن کراچی کے کتب خانوں

---

[1] اردو کی ابتدائی نشو ونما میں صوفیائے کرام کے کام صـ ۳۵

Hanif Razvi

میں اس کے نسخے موجود ہیں۔ یہ نسخہ دو طرح سے لکھا گیا ہے بعض میں عربی آیات بطور عنوان دئے گئے ہیں اور بعض میں بغیر عربی عنوان کے مسلسل لکھا گیا ہے۔

دین درگاہ میں ایک نسخہ ایسا ہے جس کو حضرت جان محمد محرمی چشتی قطب المشائخ نے نقل کیا ہے[1] اس کی صحت میں کلام نہیں ہوسکتا اس لئے بھی کہ اس کو قرب زمانی حاصل ہے

وصیت الہادی میں ابتدا حمد سے ہوئی ہے۔ دو شعر حمد میں ہیں اور ایک نعت میں، اس کے بعد دو شعروں میں "وصیت الہادی" کے مضامین کا یوں ذکر کیا گیا ہے

آو توں سالک راہ روانی چلتی نہ لائیں بار
مقام راہ منزل بوجھیں ہلیا ہے کس ٹھار

دوئی مقام راہ چہار تج کر منزل بھی ہے چار
فرصت دیتا جب لگ تج کوں جاگا ہو ہشیار

اس طرح اس میں دو مقام چار راہیں اور چار منزلوں کی تشریح کی گئی ہے۔ یہ نظم اکاسی اشعار کی ہے۔ اور اس کے پانچ باب ہیں۔ اس میں تیسرے باب کا آخری حصہ اس طرح ہے۔

---

[1] محرمی کے متعلق ہمارا تفصیلی مضمون اردو ماہی کراچی ۲۳ء جنوری ۱۹۶۵ء میں شایع ہوا ہے

الصلوٰت الانبیاء والاولیاء یصلون فی قلوبھم دایمون،

کب یک جیو سوں کمب یک تن سوں بندگی تھے نئیں خالی

تن من جیو اس سوں جوڑے یک جیت دیویں تالی

خاموشاں میں خاموش ہوئیں بولتیاں سوں ل بولیں

کنتھا کنتھن سبھی سنتے ناچت کدھری ڈولیں

چلتیاں سوں ل چل کر جائیں بیٹھیاں سوں ل بیٹھیں

ان کا انگ کوئی نہ بوجھیں جیسیاں سوں ل ویسیں

من قتلہٗ وانا دیتہ

ایسی منزل جبروت اچھے کیتا لبتی بارے

آکل دستا راج مارگ نا گھاٹ ڈونگر آڑے

امین درگاہ آصفیہ۔ ڈاکٹر زور کے نسخوں میں ۸۱ اشعار ہیں درگاہ ہاشم بیر کے نسخے میں ایک شعر نمبر ۱۶ سہوًا چھوٹ گیا ہے۔ اس طرح صرف ۸۰ اشعار ہیں۔ ڈاکٹر نذیر احمد نے انجمن کے نسخے میں ۸۲ اشعار کی موجودگی کا ذکر کیا ہےلہ

۲۔ سکھ سہیلا۔

یہ جانم کی ایک عارفانہ نظم ہے۔ اس میں ۲۸ بند ہیں ہر بند چار مصرعوں کا ہے جن میں چوتھے مصرع یعنی

لہ تاریخ ادب اردو علی گڑھ صہ ۲۲۵

Hanif Razvi

سے "لوکا یہ مت کچھ الا دھی جن بوجہ بختوں لادھی" کی تکرار ہوتی ہے۔ جانم کے کلام میں اپنی نوعیت کی یہ واحد نظم ہے۔ ہندو جوگی اور سنیاسی اور مسلم فقرا روحانی ترقی اور بلندی کے لئے جو سخت نئے اور شدید قسم کے طریقے اختیار کرتے ہیں ان سے انھیں باز رکھنے اور صرف خدائے واحد کی پرستش کرنے کی تلقین کی ہے کہتے ہیں۔

لوجیت مونڈت جٹا دھاری کیس نکھاں جوں ریچھ
کانو مندرا گھال پھریں گے لیویں جیبھو اکھینچ
انتر اندری انرمن کی ماریں بیٹھیں انکھیاں مینچ
لوکا یہ مت کچھ الا دھی جن بوجہ بختوں لادھی

یہ ہندو سادھو سنیاسیوں کا ذکر تھا اب مسلم درویشوں کا حال لکھئے

ذاکر ہو کر دم چلاویں تسبیح لے کر ہات
دل کے منکے ناہیں پھیرے تب لگ خالی بات
نندرا کیری آسا ماریں بیٹھیں جاگیں رات
لوکا یہ مت کچھ الا دھی جن بوجہ بختوں لادھی

اس نظم میں جو تمثالیں تشبیہیں اور استعارے ہیں وہ نہایت دلآویز ہیں چونکہ ہم الفاظ سے مانوس نہیں اس لئے ابتدأ مشکل معلوم ہوتی ہے لیکن بار بار کا مطالعہ ہمیں مرکزی خیال تک پہنچا دیتا ہے

Hanif Razvi

یہ نظم ڈاکٹر حفیظ سید نے اپنے تفصیلی مقدمہ اور ترجمہ کیساتھ

شائع کردی ہے

۳۔ منفعت الایمان۔

یہ ایک مختصر مثنوی ہے جس کے کتب خانہ آصفیہ کے نسخہ میں (۱۱۹) اور ڈاکٹر زور مرحوم کے نسخہ میں (۱۱۷) شعر ہیں۔ انجمن علی گڑھ کے نسخے میں ڈاکٹر نذیر احمد صاحب نے تعداد اشعار (۱۲۰) بتائی ہے۔ اس میں حمد و نعت کے بعد ایک شعر ہے۔

جس کوں ہووے ارادت حق   تو وہ بوجھے حق مطلق

اس شعر کے بعد عنوان ہے "در بیان اعتقاد ملحداں" اس کے تحت ملحدوں کے مختلف خیالات کا اظہار کیا ہے۔ دو مثالیں پیش ہیں

بعضوں کیرا یو فہام   سننا دیکھنا جیتا کام
بولنا چلنا حرکت تن   سپنے بھی تن جے ہے من
ایسا پر جو آکھیں دیٹ   گیان نظر تھیں گذرے بھینٹ
بعضی آکھیں تن موجود   تن من دسرا دیکھ وجود
ہوے گنارے اندر خواب   نہ کچھ اس بن اور جواب

ان کی مختلف قسمیں بیان کرنے کے بعد آخر میں عنوان ہے "در بیان نصیحت گوید" اس میں نصیحت کی ہے۔

آخری دو شعر حسب ذیل ہیں۔

Hanif Razvi

بندے سکلے ناتواں — اللہ راکھے آپ نہاں
یوں فرمائے شاہ برہان — اس میں لہے نفع ایمان

۴۔ نسیم الکلام :۔ یہ ۴۵ اشعار کی نظم ہے اس میں جبر و قدر کے مسئلہ کو کلام مجید سے کل چار آیتیں دے کر ان کا مفہوم سمجھایا ہے یا پھر اپنے قول پر آیت دے کر تصدیق کی ہے۔ ابتدائی دو اشعار حسب ذیل ہیں اس کے بعد ایک آیت اور ایک حدیث لکھی ہے

کہے کی یہ نفع زیاں کس رنگ تھے لیکھوں
قرآں میں تو تین بھاؤ یہ بول چلایا دیکھوں
اول جے جج بھاوے سو ہے کرسوں آج
ٹیک رتی کا کام نئیں میرے اچھے باج

چنانچہ۔ قال اللہ تعالیٰ۔ یفعل اللہ ما یشاء و یحکم ما یرید و قال علیہ السلام لا تتحرک من ذرۃ الا باذن اللہ تعالیٰ

۵۔ نکتہ واحد:۔ اس نام کی دو نظمیں ہیں ایک تو مثنوی کی شکل میں ہے جس میں کل ۲۹ شعر ہیں جن کا ذکر ڈاکٹر زور نے اردو شہ پارے[1] میں اور ڈاکٹر نذیر احمد نے تاریخ ادب اردو علی گڈھ میں کیا ہے[2]۔ اس کا پہلا شعر ہے۔

۱۔ اردو شہ پارے ص ۳۲، ۳۳ ۲۔ تاریخ ادب اردو علی گڑھ ص ۲۳۷

Hanif Razvi

نکتہ واحد ابیں احد ہے   الف ذات اللہ صمد ہے

دوسری نظم کا پہلا شعر ہے

الف ایمان اللہ پہ لیاؤ ان سب جگ نپایا
ایسی قدرت یہ بھانت رچیا الیس آپ چھپایا

اسی نام کی ایک تیسری نظم بھی ہے جس کے گیارہ بند ہیں جس کا ٹیپ کا بند ہے

پیا نکتہ پر گٹ آج بھیا   جاؤں پہ داد یکھن کاج کیا

ج، ح، خ اور د، ذ، اور ر کیلئے دو بند پیش ہیں

ج ۔ جیو میں میرے توہی لبے
ح ۔ حاصل مرشد باج کسے
خ ۔ خلوت میں توں آپ رہے
پیا نکتہ پر گٹ آج بھیا   جاؤں پردا دیکھن کاج کیا
د ۔ دل من مو کا عرش خدا
ذ ۔ ذکر فکر میں رہیں سدا
ر ۔ رب کی راہ میں ہوئیں فدا
پیا نکتہ پر گٹ آج بھیا   جاؤں پردا دیکھن کاج کیا

۶۔ حجت البقا۔ ارشاد نامہ کے بعد جانم کی یہ سب سے طویل یعنی (۸۰۵) اشعار کی نظم ہے۔ ارشاد نامے کی طوالت نے زیادہ نقل ہونے کا موقع نہ دیا۔ اسی طرح حجت البقا کی

Hanif Razvi

نقلیں بھی بہت کم ہوئیں۔ حیدرآباد کے کسی کتب خانے میں اس کا کوئی نسخہ نہیں۔ البتہ ڈاکٹر زور مرحوم کے اس مجموعہ رسایل میں شامل ہے جو نسخہ مکتوبہ ۱۲۶۸ھ کی نقل ہے۔ ایںنر گاہ بیجاپور میں بھی اس کا ایک نسخہ موجود ہے۔ انجمن علی گڈھ میں بھی ایک نسخہ موجود ہے۔ انجمن کراچی کی فہرست میں نام محبت نقا ہے شاید سہو ہوا ہو بے پیری کی مذمت کی ہے اور توحید اور ذات و صفات کے مسائل کو سوال و جواب کی شکل میں سمجھایا ہے۔ آغاز کے اشعار یہ ہیں

آپ واحد دہی ایک | دیکھ قدرت کیا ایکٹ
جے دھاوے اس کے پنت | نہ سمجھیا کس یہ انت
ان اپیں اپرم پار | نہ کھوجت پاویں ٹھار
بے چوں چگو نہ جان | کیوں کرتا اس پکھان
جے نظروں دیکھ نہ آوے | نہ بوجھیں بوجھیا جاوے
یہ معنے بہت فکر | جے دھاوے اس کے دہر

اس کی زبان گجری کا ذکر پہلے آگیا ہے اور اس پہ ہم نے اپنا خیال ظاہر کر دیا ہے

۷۔ بشارت الذکر۔ کتب خانہ سالار جنگ میں بشارت الذکر کا جو نسخہ ہے کتاب کے نام کے ساتھ شاہ میرانجی شمس العشاق لکھا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نصیر الدین ہاشمی مرحوم نے اس کو میران جی

286137 810-۹۸ / 968

سے منسوب کیا[۱] لیکن اور نسخے برہان الدین جانم سے منسوب ہیں اس کا آغاز اس شعر سے ہوتا ہے

اللہ اسم ذاتی دو ہوں جگ ازل جلی ہم خفی سوں کیا ہے فضل

چار شعر حمد میں ہیں۔ ایک شعر نعت میں دو شعروں میں پانچ اذکار کے نام دئے ہیں اس کے بعد ہر ذکر کیلئے ایک باب ہے یعنی جلی[۱]، قلبی[۲]، روحی[۳]، سری[۴]، خفی[۵]

آخری دو شعروں میں پہلے میں اشعار کی تعداد اس طرح بتائی ہے۔

نظم دیک گنت کیا ساٹ لے ایک یک آن موزوں کیا یاٹ آئے
خلاصہ مذکور کردم تمام بفضل النبی علیہ السلام

۸۔ رمز الواصلین۔ ڈاکٹر زور نے اردو شہ پارے میں اس کا نام رمز الواصلین دیا ہے[۲] لیکن تذکرہ مخطوطات[۳] جلد پنجم میں رموز الواصلین لکھا اور مولوی عبدالحق صاحب نے رموز الواصلین مخطوطات انجمن ترقی اردو پاکستان کراچی میں اس کے تین نسخے ہیں اور سب میں رموز الواصلین لکھا ہے۔

اس نظم میں نور، روح، دل اور نفس کی شناخت کا ذکر کیا گیا ہے اور ہر ایک کے مراقبہ کے اصول بتائے ہیں

۱؎ دکن میں اردو بار ششم ۱۹۶۳ء ص ۵ و وضاحتی فہرست سالار جنگ ص ۱۷۲

۲؎ اردو شہ پارے ص ۳۲ و ص ۳۳ ۳؎ تذکرہ مخطوطات جلد ۵ ادارہ ادبیات اردو ص ۲۷۸

Hanif Razvi

خدا سے وصل و فراق اور تفرید و تجرید سے بھی بحث کی ہے
ابتدائی چار شعر جو اکثر رسایل کے شروع میں بعد کے دور میں استعمال
ہوئے ہیں یہ ہیں۔

اللہ پاک منزہ ذات — اس سوں صفتاں قایم سات
علم، ارادت، قدرت، بار — سنتا، دیکھنا، بولن ہار
بجے صفت بہ جان حیات — اس کوں ناہیں کد ممات
ایسیاں صفتاں سوں ہے ذات — جوں کہ چند نا چاند سنگات

۹۔ کفر نامہ۔ یہ مخطوط کتب خانہ روضتین گلبرگہ میں ہے
ہماری اس تک رسائی نہ ہو سکی لیکن ڈاکٹر رفیعہ سلطانہ نے
اپنے مقالے "اردو نثر کا آغاز اور ارتقا (۱۹ ویں صدی کے
اوایل تک میں اس کا ذکر کیا ہے ہم یہاں اس کی نقل پیش کرتے ہیں
" اس نظم کا تذکرہ کسی نے نہیں کیا ہے مجھے اپنی تحقیقات کے
دوران میں اس مثنوی کا ایک مخطوطہ کتب خانہ روضتین گلبرگہ
میں دستیاب ہوا۔ یہ نظم بڑی اہم ہے اس میں اشعار فارسی اور
اردو دونوں میں لکھے ہیں ایک بند فارسی میں ہے اور دوسرا
اردو یا ہندی میں۔ ہندی بندوں میں زیادہ تر ہندی شاعری
کے لوازم کی پیروی کی گئی ہے۔ نظم میں سالک کی خصوصیات بتائی
گئی ہیں۔ شاہ برہان کا صوفیانہ مسلک بہت ہمہ گیر ہے۔ وہ کہتے
ہیں کہ سالک خواہ مسجد میں بیٹھے خواہ کنشت میں سالک ہی رہتا ہے

بہ شرطیکہ وہ ہر جگہ خدا کو یاد رکھے۔ کیونکہ دونوں جگہ اسی کا جلوہ ہے۔ ابتدائی دور کے اکثر بزرگ اسی قسم کی تعلیم دیتے تھے۔ وہ دین کے فیضان کو محدود کرنا نہیں چاہتے تھے بلکہ عالمی اخوت اور آپس میں بھائی چارہ بڑھانا ان کی تحریر اور تقریر کا اولین مقصد تھا۔ اس نظم میں جگہ جگہ شاہ برہان کا نام آتا ہے۔ جیسے اس شعر میں

خدا قد عالم برہاں چہ فزود ۔۔۔ ترا برہاں گزیدن کر دبس سود

ابتدا میں یہ اشعار ہیں۔

کنم سر داستاں کفر نامہ ۔۔۔ ز اسلام مجازی کفر نامہ
بگو با من کہ ایں راز جوید ۔۔۔ ہمہ با سوز اندر ساز جوید
بیا گوکل خود خوانِ حکایت ۔۔۔ کہ از عشق آمد ایں روایت
تبانِ ہند را ایں درجہ کار اند ۔۔۔ ہنوز آں عشق کشن ندارند
یکے از کشن می خواند حکایت ۔۔۔ یکے دارو زدی شیریں حکایت
یکے خنداں یکے گریاں نہ دانم ۔۔۔ چہ آمد ایشاں شادی و غم
اگر چہ کشن از خلق است پنہاں ۔۔۔ ولے باشد عیاں نزدیک ایشاں
چو می کردند مست از کثرت خویش ۔۔۔ ہمی گویند بیش کشن مدہوش

اس کے بعد ہندی اشعار دیے گئے ہیں جو درج ذیل ہیں

رہیں کوئی رہیں لیں سوین جہاں نہاں ۔۔۔ تمہیں کن کہ جگائیں ہند ما نہاں
تہاری یا نسری تے ہم جگائیں ۔۔۔ تہاری ہند کارن یہ جگائیں

تمہاری بانسں نت جو بانسری ہے　　ہماری بانسری یہ سانسری ہے

رسالہ کی وجہہ تسمیہ کے بارے میں لکھتے ہیں سہ

بجواین ابیات را نبگاشت خامہ　　نہادم نام آنہا "کفر نامہ"

اس کے کچھ اور ہندی اشعار یہ ہیں سہ

ہمیں پورب دِسا کی بات لائی　　کنھانے پورب ہے کہتے جو آئی

ایو رب بات پورب کے نہ کہنی۔　　سبھوں کی بات من کہ مونڈ رہنے

سنادیں وہاں پھیری پورے کوں　　نہیں جو پوری پھیری اسی کیوں

آخر میں پھر فارسی اشعار ہیں جن میں سے ایک میں شاہِ برہان کا نام آتا ہے۔

نشہ ورامت عیسیٰ گذارت　　کہ برہان محمدؐ کرد کارت

۱۰۔ مُسافرت خان میاں وبیان خلاصہ۔ خان میاں اور راجو خاں دونوں حضرت جانم کے خلیفہ ہیں۔ خلفاء کی فہرست میں ہم نے ان کے نام ظاہر کر دیئے ہیں۔ یہ نظم بارہ مسافرتوں اور اس کی تعبیر یا تشریح پر مشتمل ہے۔ خان میاں نے سلوک کے جو مقامات طے کئے ہیں اس میں ان کا اظہار ہے اور وہ مرشد سے اس کی تفہیم چاہتے ہیں مرشد نے "بیان خلاصہ" کے تحت اس کی تفہیم کی ہے۔ مولوی عبدالحق صاحب کا خیال ہے کہ۔

"یہ کہنا دشوار ہے کہ اشعار بجنسہ شاہ صاحب کے ہیں یا خان میاں نے اپنے پیر و مرشد کے ارشادات کو نظم کر دیا ہے۔ قیاس یہ ہوتا ہے کہ

Hanif Razvi

خان میاں نے اپنی مسافرت لکھ کر دی یا بھیجی اور شاہ صاحب نے اس کے جواب میں اس کی تعبیر بیان کی لیکن نظم کا خاتمہ پڑھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس نظم کا لکھنے والا یا مرتب کرنے والا کوئی شخص راجو نام ہے اور وہ بھی شاہ برہان صاحب کا مرید ہے۔ چنانچہ وہ کہتا ہے۔

راجو بولے بیان خلاصہ حقیقت کی بات ۔۔۔ خان میاں مسافرت کیتے یک بیس اور سات
دل میں فکر کر اس کا معنی لکھیا ہیں کچھ یاد ۔۔۔ دل کیا ان لکھیا جس کوں ہتیں وہ من ہو شاد

اس سے یہ امر مشتبہ ہو گیا ہے کہ "بیان خلاصہ" کے نام سے جو اشعار لکھے گئے ہیں وہ شاہ برہان کی تصنیف ہیں"۔

اگر ہم مولوی صاحب کی اس رائے کو تسلیم کر لیں تو ہمیں یہ ماننے میں بھی تامل نہیں ہونا چاہیے کہ ارشاد نامہ اور کلمۃ الحقائق میں جو سوالات اشعار یا نثر کی شکل میں ہیں وہ مرید کے ہیں جو سائل ہے اور جوابات جانم کے۔

ہمارا خیال یہ ہے کہ یہ پوری نظم جانم ہی کی ہے اور اپنے مرید کی طرف سے سوالات بھی انھوں نے مرتب کیے اور جوابات بھی دیئے۔ اگر خاں میاں اور راجو خاں نے مشترکہ طور پر مرشد سے سوالات دریافت کیے ہوں تو سوالات کو نظم کی شکل دے کر ان کے جوابات دیئے اور اس کا نام مسافرت خان میاں رکھ دیا پہلی اور دسویں مسافرت اور اس کے بیان خلاصہ حسب ذیل ہیں

مسافرت اوّل

پہیلا تماشا بھی دیکھیا یہاں اندھاری بھاری
چاند اجیت تارے نیں حقیقت منے میری

بیانِ خلاصہ

یہی مسافرت اوّل دیک دوئی کوں کیتی دور | چاند اجیت وھاں تارے نیں حقیقت دیکھیں نور
نراد جو تھا اندھارا جبروت کی منزل | ایس ہیں سو دھیا لوڑے ہو کر ایک دل

مسافرت دہم

دسواں تماشا یہی دیکھیا یھاں کفر نا اسلام | شیخ قاضی کوئی نیں یھاں نیں کوئی امام

بیانِ خلاصہ

نواں تماشا تھوں دیکھیا دسویں پایا عشق | علوی ہے یھاں ذات منزہ عقل کرے کیوں رشک
عشق مالک ہر دو جہاں توحید کیرا احال | نا کفر اسلام جانے عین الحق کا حال

عین الحق حضرت محمود خوش دہاں کا لقب بھی تھا۔
ممکن ہے کہ ان کی طرف اشارہ ہو۔

۱۱- لعبۃ جانم یا توحید حقیقت۔ یہ (۱۴۶) اشعار کی نظم ہے
جس میں (۹۷) اشعار حمد میں ہیں اور شعر ۹۸ سے نعت کا مضمون

شروع ہوتا ہے۔ لیکن اس میں بھی توحید ہی کے مضامین باندھے گئے ہیں۔ چند شعر نمبروں کے ساتھ درج ہیں۔ انھیں ابھی تک منظرِ عام پر آنے کا موقع نہیں ملا ہے۔

(۱) اے حاکم حکیم ہے توں قادر قدیر — کر سب پر توانا توں ناظر نظیر

(۲) کتنے بھانت رچنک رچیا ہے اپار — نہ کس پاک ہوئے سکے کر شمار

(۳) کیا جن و انساں و سارے ملک — رچیا چند سورج و چرخ و فلک

(۹۴) ہمہ روپ آکار تر روپ اپیا — ابس سوں اپیا نہ کھیلے چھپیں

نعت

(۹۸) نبی نور بر تا کیا آپ پر — اپیں آپ دیکھیں اپیں چھا پکر

(۱۱۷) دوئی اور شرکت نہ یاں تج اچھے — تو ہیں توں کا بھانا کیا ہیچ میں رچے

(۱۲۸) نہ اس بن خالی کوئی ٹھار ہے — نہ کوئی روپ تج باج اظہار ہے

(۱۴۵) یوں ہے دیک توحید حقیقت نام — ہوتا نور واصل مرتب تمام

(۱۴۶) یہ توحید بولے حضرت شاہ برہاں
جے عاشق خدا کوں انو ہوے عیاں

۱۲- کتابِ عبرت آدم۔ یہ اکتیس ۳۱ اشعار کی ایک نظم ہے۔ اس میں جانم نے خدا کی زبان سے خدا کے مظاہر کا اظہار کیا ہے اور بتلایا ہے کہ آدم کے عیش و آرام کی خاطر میں نے اتنی لاتعداد اشیا پیدا کی ہیں لیکن آدم انھیں مظاہر میں کھو جاتا ہے اور میری یاد کرنے کیلئے تیار نہیں۔ چونکہ یہ نظم ابھی تک منظرِ عام پر

Hanif Razvi

نہیں آئی اور نہ کسی کتب خانہ کی فہرست میں اس کا نام نظر آیا اس لئے اس کے چند اشعار پیش ہیں۔

کہیں کہ یہ سب بنائے کا ہے کیرے کاج — کہیں عبرت آدم کو تجے مج سوں ہوس آج
اس امر میں کل اشارت یہ سب تیرے تائیں — ان مے پچھان میری کر مج سوں جیوڑا لائیں
تیرا مکھڑا دیکھنیں ات میٹھا مج کوں بھایا — اپن خدمت کارن کوں تیری خدمت لایا
تیرے کارن نعمت الواں، میوے، شکر، نبات — تیرے تائیں مانک، موتی، رتن، ہیرے ذات
توں میرا میں تیرا بار مج تجھے پیار اتار — جر ٹھے نہ شک مج اس تھے تو مجھ گیا دو ٹھار
میں سو تم کوں جب دیا کی میر بول بکھانے — سو میرا نام کروا کر سٹ اور زباں ہی آنے
دیتیاں انکھیاں تم کوں کی مرا دیکھیں مکھ — تم سو بھوے اوروں کوں یہ چھوڑ میرا سکھ
میں تو سکتا سب پیچ حاضر سبھوں پاس — مج سمرت کوں چھوڑ کریں اوروں کی آس
ماں کے پیٹ کیوں نکلایا کیوں کیوں پالیا تن — کیوں سنبھال سنبھالا کیتا ہم سو نچہ دو من
کیوں کر دودھ پلایا نج رکت ماس تجھے آن — آخر بیٹھا و عولی لے کر مج پر انکھیاں تان

مج کوں تیری جاڑا پچھے کر سب پیچ نراسھوں
تیرے کرہاتے تیرے آگل اور کسے جا کھوں

۱۳۔ حضرت جانم نے اپنے والد کی موت پر جو مرثیہ لکھا ہے اس کو بھی ہم نے سب رس اپریل ۱۹۶۰ء میں شائع کر دیا ہے۔ ایک مرثیہ ہے جس کا تعلق شہادت حضرت امام حسینؓ سے ہے۔ اس کا پہلا اور آخری شعر ہے[1]

۱۳۔ تذکرہ مخطوطات جلد پنجم ص ۱۲۲، ۱۲۳

Hanif Razvi

محرم کا چند دیکھ کر من بیے ماتم ہوا پیدا | محباں کے دلاں میں سے شہاں کا غم ہوا پیدا
جلی قلبی ہیں غم بستا سو ردی ہیں عیاں دستا | یو ہے تیری سو وا بستا خفی جانم ہوا پیدا

حضرت جانم نے اُردو اور فارسی میں غزلیں بھی لکھی ہیں جو ہمیں قدیم بیاضوں میں دستیاب ہوتی ہیں۔ تمام کلام ایک جگہ ابھی تک کہیں دستیاب نہیں ہوا۔

ڈاکٹر زورؔ نے تن نامہ کو حضرت جانم کی تصنیف قرار دیا اور اسی طرح رسالہ اربعہ طریق بھی حضرت جانم سے منسوب ہے۔ لیکن کلمتہ الحقائق کی اور ان رسائل کی زبان میں بہت بڑا فرق ہے۔ اس لئے اس نسبت میں ہمیں تامل ہوتا ہے۔

پنج گنج بھی حضرت جانم کے نام سے منسوب ہے۔ اس کا آغاز اس طرح ہوتا ہے[1]

بنام خداوند نام خدا | سرا کر کہوں میں دمے دم سدا
عجب اسم فرخ و فرخندہ ہے | جکوئی اس کا ذاکر وہ زندہ ہے
جکوی اس اسم سات ہمدم ہوا | زمانے کے غم سے وہ بے غم ہوا

نعت

خصوصاً حبیبِ خدا مصطفیٰ | اسی نام سوں دل کئے ہیں صفا
وہی یاں محامد سوں محمود ہے | وہی ذات سب ٹھار موجود ہے
محمدؐ کا مبداء مرجع تمام | اسی طرف جم ہے علیہ السلام

---

[1] تذکرہ مخطوطات جلد سوم ص ۸۱

Hanif Razvi

اس مثنوی میں پانچ اذکار کا بیان ہے اس لئے اس کو پنج گنج کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر زور اور ڈاکٹر نذیر احمد دونوں محققین نے صفائی زبان کے لحاظ سے اس کو بعد کی تصنیف قرار دیا ہے اور حضرت جانم کی تصنیف ہونے میں شبہ ظاہر کیا ہے۔ اگر پنج گنج کے اس شعر پر غور کیا جائے تو یہ کسی اور کی تصنیف معلوم ہوتی ہے

دیکھیں گے جو ہے پیر شاہ برہان۔ کئے دو وضع سوں ہر یک کوں بیان

یعنے پیر شاہ برہان جو ہیں انھوں نے اس کو دو طرح سے بیان کیا ہے۔

فارسی میں بھی حضرت جانم کے تین رسائل تک رسائی ہوئی ہے (۱) مخزن السالکین (۲) ارشاد الطالبین اور سوال وجواب راز و نیاز۔

پہلا اور دوسرا دونوں کے نسخے حیدرآباد اور انجمن علی گڈھ و کراچی کے کتب خانوں میں ہیں تیسرا رسالہ صرف ادارہ ادبیات اردو میں موجود ہے مخزن السالکین کا ایک نسخہ ہمیں کتب خانہ گچی محل بیجاپور میں بھی ملا ہے۔ اس میں حمد و نعت کے بعد تصفیہ کا سبب اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

بداں کہ نام این کتاب مخزن السالکین و مقصد العارفین نہادہ شدہ است یعبادات خوب و فوائد مرغوب بیان کردہ

و این رسالہ خفیات رموز حقیقت را و اظہار اسرار معرفت را مفتاح گشت از برائے سالکان سالک طریقت و عارفانہ معارف حقیقت تا ہر کہ درو مطالعہ کند فایدہ تمام یابد بہدایت اللہ تعالیٰ بدان این تصنیف حضرت شاہ برہان الدین شمس العشاق چشتی قدس اللہ سرہٗ"

اِس عبارت کے بعد رسالہ کی ابتدا ہوتی ہے۔

دوسرا رسالہ ارشاد الطالبین ہے اس کا ایک نسخہ کتب خانہ امین درگاہ میں بھی موجود ہے۔ اس کی ابتداء اس طرح ہے۔

"ایں رسالہ الیست ارشاد الطالبین در خانوادہ بندگی حضرت میرانجی شمس العشاق و حضرت شاہ برہان الدین قدس اللہ سرہ العزیزؔ از برائے طالبان و مریدان و صادقان بہ طریق تلقین و ارشاد راہِ حق سبحانہٗ تعالیٰ"۔

ادارۂ ادبیات اُردو کے کتب خانے میں "سوال و جواب راز و نیاز کے نام سے بھی ایک فارسی رسالہ ہے ان سب میں سلوک و تصوف کی تعلیم دی گئی ہے۔

Hanif Razvi

ادارۂ ادبیاتِ اردو کے کتب خانہ میں جانم کا ایک فارسی قصیدہ بھی محفوظ ہے جس کے ابتدائی شعر ہیں۔

چشم بکشا کہ جلوۂ دلدار   متجلی است از در و دیوار
نحن و اقرب الیہ آمدہ است   دور افتادہ تو از پندار

تخلص کا شعر ہے۔

ہر چہ از یاد او تو پنداری   جانم آں وقت را غنیمت دار

گفتار شاہ برہان کے نام سے بھی متعدد نظمیں ملتی ہیں۔ کچھ نظمیں اس لیے پیش کی جا رہی ہیں کہ یہ کم یاب ہیں اور بعض نایاب بھی۔

(۱)

مرنا مرنا نہیں رے لوگاں جیونا سدا کال   اس تن روح رو نہ میثاق حال
اے تن مشک نافہ جانو کستوری خاص   وہ تن دو جا دیکھ روحانی نور کا مہکا باس
ایسا خاک نافہ مڑیا روح کے اوپر جان   ارشاد مرشد کیرا لوڑے ہر دیں ایکے گیان
یوں حقیقت پچھان پورا قدرت دیکھ بچار   وے تو مومن جیوتی جانو دونو عالم ٹھار

(۲)

جب لگ تن نئیں چھوڑیا جیو کوں تب لگ ہونا دور
جب لگ نظر نئیں چھوڑے آنکھ کوں تب لگ ہونا نور

Hanif Razvi

جب لگ سنتا نئیں چھوڑیا کان کو یوں سب اعضا حال
جب لگ فہم نئیں چھوڑیا دل کو بوجھت ہو نرالی
یوں سب تن ہیں من برتن دیکھ چھوڑیں یہ دکھ سکھ
دکھ سکھ دونوں یک کرسی تو پاوے سہج کا سکھ

(۳)

دیکھ وجود کے برتن — و حرکت چھوڑیں تن
سب کاموں ہوویں اداس — تو دیسے بنج بلاس
جے باندھے پنچ ہوس — تو ہوے وہی نفس
جے نفس کا جاے وسواس — ہو آوے دِل شناس
جے دل نہ رہے اپج — تو وہی ہے روح سمجھ
اے نفس دل روح ایکھ — کن فعلوں خارج دیکھ
او روح سوں کوئی پکڑا — جس میں بن لاگا چرٹ
او ہیں بن جائے نکل — تو ہوے نور اصل
نور قدرت قبضہ قید — نا کوئی پایا وہاں کا بھید

حضرت جانم چشتی تھے اس لئے انھیں موسیقی سے بھی بہت زیادہ لگاو تھا چنانچہ متعدد راگنیوں میں آپ نے نظمیں لکھی ہیں۔ مثلاً مقام ملار۔ بلاول۔ دھناسری۔ اساوری۔ نٹ رام کلی۔ بھاکرا، توڈی۔ بھیرویں۔ بسنت۔ گوری۔ سہیلا۔ نمونے کے طور پر چند پیش ہیں۔

Hanif Razvi

(۱)

در مقامِ اساوری

پیاری کنیا بھولی کس رنگ، تغیر دستا تیرا رنگ
جوں آئینہ پکڑتا زنگ، عاشقی کے ایسے ڈھنگ

بین

جس بھولی توں جگ بھولا یا ایسی بھولیا بھول
اس میں بھولے سو پھول کھلے ہیں کبھی نا ہوئیں مجہول

بین

بھولنا اس کہیں جوں زلیخا بھولے یوسف گیان
سب تجھے ایس دورکرنا کی لائش اس سوں دھیان
نو پائے اس میں مان
بھی پھر خالق نے کی جان۔ کی لائیں اس سوں دھیان

بین

آکھے جانم پریت سب میں ہے، وو نہیں کوئی اس تھے بھار
او ذرہ ہے سب میں ظاہر سارے اس کے آدھار
کرو پرت ہو یوں ہی بچار۔ عشق توی ہے قرار

(۲)

در مقامِ اساوری

پیا دے پیو کا تجہ پر خیال، تو ایسی بیگ سنبھال مت دیک جاوے گی کھال، بیگ لینا اس کا دھمال

Hanif Razvi

بین ۱

پیو نیرا ہے تج تھے نیرے تو کیا بیٹھی نسور
عشق بازی سوں پیو ملائی جوں تجہ راکھے حضور
مت دیک پری کے اور

بین ۲

سن سیانی پیو کوں مانی پیو دیکھے تجہ دھیر
شو سنگراتی ہور مدماتی کیا بیٹھی دل گیر
مل پیو سوں بیٹھے بھیر

بین ۳

رت خوشیاں سوں عاشق ہوکر دیکھے پیو کا مکھ
آکھے جانم مکہ جا اُس یں جوں روں روں پاوے سکھ
تجہ بسارے سارا دکھ

(۳)

کورہ

Hanif Razi

مرناں جیوناں دونوں ہار
شدھ چیتن دیکھ آپ بچار

بین اوّل

جوں سونکے دیکھ بہوروپ
یہ بھیکہ سوں وہ آپ بروپ
سب تجھے سوں انیت
جاں وہ سمجھ سروپ

بین دوّم

جاگرت سین کا
جے ہے یادرس یادگیرا
جے کوئی شاد
اس کے بیکھیں یو سب برباد

بین سوم

مرشد موکھوں سجھے بیاں ٹوٹے پردا تو دیکھے عیاں

دیکھن ہارے کون نانوں نہ نشاں

بین چہارم

آکھے جانم یورہ راس نورمحمدی دیٹھا خاص

نا یو اتیجے نا کد ناس

حقیقت کے نام سے ایک نظم ہے جو راگ کے متعدد مقامات پر مشتمل ہے۔ اس کا کوئی اور نسخہ ہماری نظر سے نہیں گذرا۔ چونکہ یہ مختصر ہے اس لیئے اس کی مکمل نقل پیش ہے۔

حقیقت

در مقام نٹ

اللہ صدقے ہوں میں تیرے ناتوں پر ناتوں پر، گاتوں پر، ٹھانوں پر

بین اوّل

نانوں ٹھانوں گانوں یو کیں ہو نبیایا جن کوئی پایا انھیں چھپایا ظاہر عین الحق کہایا

بین دوم

یو دل یورا سوتج گاتوں ہے۔ من مانگے مو وہ تجہ ٹھانوں ہے۔ کل نبی میں محیط سوتج ناتوں ہے

ابھوگ

جانم چہار یار تیرے شناسوں۔ حوراں پریاں ملک اچھناسوں۔ اللہ باقی یو سب نناسوں

Hanif Razvi

حقیقت

مرشد میرے تم ہو سر کے تاج - کر دہ دل پیا معراج - شاہ کوں دیکھن لوڑوں آج

بین اوّل

گیان دیپک لائیں ہر دے میرے غفلت کیتا
غضب شہوت دو توڑے پردے نیں تو دیکھیا اونور
حق کیوں ہے منج میں ظہور

بین دوم

نفس امارہ تے بیگ چھوڑا کریں بین سکلا گال
نیہہ کی چنگی تج سدگا کر ہوا حرص سب جال

ابھوگ

بولیں جانم پیر شاہ میراں جی حق دینے سمجاے
آپ خودی تھے من چھوڑا کر میل پیو منجے میلاے
ابلا کوں تو مارے پاے

حقیقت در مقام پھاگہ پا

سہیلی پیو کاں ڈھونڈی توں - ان سب میں مو ہی رہیا کھے ہوں شاکا دیکھن تپی ہوں

بین

ہو دیوانی مجنوں پھرے سد رہی کھیں ٹھانوں بن او دو جاکن لیسے ری تو اپنا بسار ناتوں

بین

سو سیانے میل نہ جاتے - بھول پڑی تج گت آپ گنوائے تو پیو کوں پاوے ملنے کی یو ریت

ابھوگ

آکھیں جانم پیو کی جو ندھی سیج پڑے ناکس جب او لوڑے اُسے آپ دیکھو بھاگ بڑے ہیں تس

در مقام کوری

میں عاشق اس پیو کی جنے منجے جیو دیا ہے   او میرے جیو کا برقا لیا ہے

بین اوّل

او معشوق آپ میں بے مثل ہے نور بنی نپایا   اپس اپیں دیکھنے کیسی آرسی لایا

بین دوّم

گھر گھر ہے پیو جیو میں اپیں آپ دکھاوے   ایسی میٹھی معشوق کوئی کیوں دیکھن پاوے
جن دیکھے پیو اپنا او سے اور نا بھاوے

بین سوم

کل شئے میں محیط ہے او سے کوی نا پچھانے   جے کوئی عاشق اس پیو کی او جیو میں جانے
اس کوں دیکھت گم ہوئے جیسے دیوانے

اجوک

خواجہ نصیرالدین سنائیاں جنو پیو کوں پائے   جیو کا گونگھٹ کھول کر کہ پیو دیکھوائے
اکھے سید محمد حسینی پیو کا سکہ بیان آوے

حقیقت

سیانے عین یو نکتا غیر سوں پکڑ یا ناؤں ہوا او س غین
غیر کا نکتہ میں میٹوں تو پھر دیس سب عین
احد احمد بیچ میم کا پردا باطن میں وہ یک ذات صفت ہو آپ پکڑیا اردیپ
بھیا بھو بھیکیہ میم کا گھونگھٹ بیچ اچا کر اس نھے اس کوں دیک
جوں اُن لوڑے تیسے ہونا ہونے کی یوں دھات
ہوں کہتے سو ہوں میں ہونا ہوں سو توں کی سات
ہوے میں فانی یوں یو ہونا بھی ذات صفات

میم پر چھائیں الف کیری یو سب اس کی چھاؤں
گھٹ گھٹ گھونگھٹ آپ حبیبنی ہو چھیا ٹھانویں ٹھاؤں
مخفی تھا سو ظاہر ہوا نا ؤں بدلیا ناؤں

حقیقت

اللہ ہیں کس نا دیکھوں جدا ان سب ہیں یک خدا بندا ابیں ہو نا فدا
واحد ہو نا یک پنے سوں دو جا نا ہیں بچار
بھو روپ دھارے بھول پڑے لوڑے دیکھن ہار
آپس آپیں دیکھن کارن کیتا ہے بھو بھیک
کس کہوں ہیں کس کہاؤں ان سب ہیں ایک ہی ایک
آکھے جا نم اپس کھوجے بوجھیں منزہ ذات
سب پر شاہد آپ جناوے مرشد کے مکہ بات

حقیقت

میرے سیں لگیا ہے بھولنا بھولے پر لالن سوں کھولنا
نس دن دیکھوں ہیں اپنے پیا کوں بسروں تو یاد کرنا
پیو کوں پائی ہیں اُسیں گنوائی بھی منج نہیں مرنا
دریا سیس پا چھیں کیوں پھرتا
جیو کا ساتی جیو کی کیری نیبڑے بھی کھاں ڈھونڈوں دور
جیو سوں پیو ہے پیو پیو جیو دل کے نظر حضور
وہی نور پرگٹ سب ہیں ظہور

صورتِ عالی کہیں نھیں خالی بھرپور سب ہیں لیسے
جس گھٹ دیکھوں روپ اوسی کا بن روپ اپیں دیسے
پیا باج دوجا کہنا کیسے

جے کوی ناری پیو کی پیاری بھاگوں بنا
پیو سیج آوے سب دوکھ جاوے جر نوں لاگ رہنا
محبت میں اپیں ہونا فنا

پورا عاشق ہونا داول[1] و اصل ہو کر بچار
تن من جوبن ہیں توں دو بن آپ قرار
حقیقت بھاکر ڑا

دھا دھو کینی کا کھیل جولائے۔ کن نیکوں کا میلائے۔ غفلت کی دائی بجائے
روز میثاق تھے آنکھ میچائی روز محشر لگ کھیل
غفلت کو نچا تن کا کونا قوتوں بھائی ٹھیل
دنیا کھری نس اندھاری مایا رچینا ما و
کلمہ چیند نا جگ میں پیارا نبی محمدؐ کیرے چاؤ
یہاں جن اندھے وہاں بی اندھے

اس کے بعد قلمی نسخے میں اوراق موجود نہیں بلکہ اس کے بعد شکار نامہ از تصنیف حضرت سید محمد گیسو دراز قدس سرہ العزیز کی ابتدا ہوئی ہے اور یہ بھی ناقص الآخر ہے۔

---

[1] جانم یہاں اپنے خلیفہ سید شاہ داول سے مخاطب ہیں۔

Hanif Razvi

نثری کارنامے

۱۔ مقصود ابتدائی۔ کتب خانۂ ادارہ ادبیات اردو میں اس کا ایک قلمی نسخہ کلمتہ الحقایق کے ساتھ شیرازہ بند ہے اور چونکہ مسایل کی انہام و تفہیم کا انداز دونوں میں یکساں ہے اسی لئے ڈاکٹر زور کا قیاس صحیح معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرت جانم ہی کی تصنیف ہے۔ مرید کا سوال کرنا اور مرشد کا جواب دینا اسی طرح ہے جیساکہ کلمتہ الحقایق میں ہے۔ ممکن ہے کہ یہ کلمتہ الحقایق کیلئے خاکہ کا کام دیا ہو۔ اس کو سہوًا شیخ محمود خوش دہاں سے بھی موسوم کیا گیا ہے۔

۲۔ کلمتہ الاسرار کے دو قلمی نسخے کتب خانہ آصفیہ اور کتب خانہ جامعہ عثمانیہ میں موجود ہیں لیکن بہ اعتبار زبان اور اسلوب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ قدرے بعد کے دور کا ہے۔ ممکن ہے جانم یا اعلیٰ کے مریدوں میں سے کسی نے لکھا ہو۔ بہرحال قطعیت کے ساتھ جانم کی تصنیف تسلیم کرنے میں تامل ہے۔

۳۔ ذکر جلی ارشاد نامہ کے نام سے مختلف قلمی رسایل ملتے ہیں ان میں کہیں ابتدا میں فرق ہے اور بعد میں یکسانیت مثلاً اکثر قلمی نسخے اس شعر سے شروع ہوتے ہیں۔

ارشاد نامہ شریعت کا   اس میں راز ہے رحمت کا

آگے مشہور جملہ سے ابتدا ہوتی ہے:

اللہ محمدؐ کے راز رموز کیا پاتاں کسی نامحرم کے آگے نا بولنا الخ

اس کو ذکر وجودیہ سے بھی موسوم کیا گیا ہے۔

بہ ظاہر یہ بھی حضرت جانم کا معلوم نہیں ہوتا۔

۴۔ **معرفت القلوب** ۔ اس کا ایک نسخہ امین درگاہ بیجاپور کے کتب خانہ میں ہے اور ایک پروفیسر آغا حید رحسن کے کتب خانے میں اسمیں طریقت سے معرفت تک کے طریقے بیان کئے گئے ہیں۔

۵۔ **ہشت مسایل** ۔ اس کے قلمی نسخے مولوی عبدالحق۔ ڈاکٹر زور۔ امین درگاہ بیجاپور اور پروفیسر آغا حید رحسن کے کتب خانوں میں موجود ہیں اس میں مقصود ابتدائی کی طرح سوال و جواب کا اسلوب اختیار کیا گیا ہے۔

۶۔ **کلمتہ الحقائق** ۔ حضرت جانم کا یہ نثری رسالہ نہایت اہم ہے اور بلا اختلاف اس کو اردو کا اولین مکمل رسالہ تسلیم کیا گیا ہے۔ اسی بناء پر ہم نے اس کو جولائی ۱۹۶۱ء مرتب کر کے شایع کر دیا ہے۔ اسی رسالے کو ڈاکٹر رفیعہ سلطانہ نے بھی مرتب کر کے شایع کیا ہے۔

یہ عجیب بات ہے کہ ارشاد نامہ کا کوئی مکمل نسخہ کسی کتب خانہ میں نہیں۔ ادارہ ادبیات اُردو کے کتب خانہ کا نسخہ ڈاکٹر مہندر راج سکسینہ صاحب کا عطا کردہ ہے۔ یہ بھی مکمل نہیں معلوم ہوتا اس لئے کہ کتب خانہ امین درگاہ سے ہمیں تین نسخے ملے اور دو اتنے خستہ حالت میں تھے کہ ان سے کوئی استفادہ کرنا مشکل تھا تاہم جہاں وہ کارآمد تھے استفادہ کیا گیا۔ ان میں ایک نسخہ اول و آخر ناقص تھا اس میں اکثر جگہ اشعار کی کمی بیشی نظر آئی۔ جہاں اشعار زیادہ ملے انھیں حاشیہ میں

دیدیا گیا اور جو اس میں نہ ملے "ندارد" لکھدیا گیا ہے۔

این درگاہ کا یہ نسخہ دوسری اور کتابوں کے ساتھ مجلد ہے اور جلد بندی میں احتیاط سے کام نہیں لیا گیا۔ اوراق مقدم موخر ہوگئے ہیں تاہم ترک کی وجہہ سے کچھ سہولت ملی۔

ارشاد نامہ کا اسلوب اور زبان

اس موضوع پر ابتک دکنی پر تحقیقات کرنے والے متعدد ادیبوں نے اظہار خیال کیا ہے۔ ان میں اہم مولوی عبدالحق، ڈاکٹر زور، ڈاکٹر رفیعہ سلطانہ اور ڈاکٹر نذیر احمد ہیں۔ مولوی عبدالحق نے شعری نقایص کا اظہار کیا ہے اور یہ بتلایا ہے کہ وہ عروض اور نظم کے اُصول و قواعد کی مطلق پروا نہیں کرتے۔ اکثر مصرعہ کو کھینچ تان کر پورا کردیتے ہیں۔ ضرورت شعری کیلئے لفظ کی ہیئت بدل دیتے ہیں۔ ساکن کو متحرک اور متحرک کو ساکن کر دیتے ہیں۔ اگر ضرورت محسوس ہو تو سادہ الفاظ کو مشدّد کر دیتے ہیں۔ یہ طرز ادائے الفاظ ارشاد نامہ میں عام ہے۔ لیکن ایک سوال یہاں یہ پیدا ہوتا ہے کہ پانسو سال پہلے بول چال میں یہ الفاظ کس طرح ادا ہوتے تھے۔ ارشاد نامہ عالمانہ زبان میں نہیں بلکہ بول چال کی زبان میں لکھا گیا۔ جس کا اظہار خود حضرت جانم نے کیا ہے۔ یہ واضح ہے کہ بول چال کی

زبان ادبی زبان سے مختلف ہوتی ہے وہ ادبی سے کمتر درجہ کی ہوتی ہے اور اس میں الفاظ اسی طرح استعمال کئے جاتے ہیں جیسے کہ حضرت جانم نے کئے ہیں اس کی مثالیں آج بھی ہمارے سامنے موجود ہیں۔ آسمان کو اَسمان اور قفل کو کلف' بھائی کو بھی ظُلم کو ظُلَم' کہتا ہوں کو کتوں' آیا ہوں کو آیوں' بچھونا کو بچھانا' آج بھی کہا جاتا ہے۔ اگر تحقیق کی جائے تو ایسے الفاظ سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں ملیں گے۔ اِس لئے یہ کہنا کہ وہ عروض کی پیروی نہیں کرتے۔ زیادتی ہوگا۔ اس کا ایک اہم سبب ہمارے نزدیک یہ بھی ہے کہ حضرت جانم موسیقی کے ماہر سُر تال سے واقف تھے راگ راگنیوں پر انھوں نے نظمیں اور دوہرے لکھے اور پیچیدہ بحروں میں بھی اپنا کلام پیش کیا اور یہ بحریں ایسی ہیں کہ عروض کے علاوہ پنگل سے بھی مطابقت رکھتی ہیں۔

جانم کے دور میں اردو کو تحریری شکل میں وجود میں آئے ایک صدی بھی پوری نہ گذری تھی۔ جو زبان ابھی گہوارے میں ہو اس میں قواعد کی تدوین کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ قواعد کی کتابیں تین سو سال بعد وجود میں آتی ہیں۔

مولوی عبدالحق نے زبان کو گجری سے مراد گجراتی بتایا ہے اور اس کے لئے کچھ الفاظ بھی دئے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ

Hanif Razvi

یہ الفاظ گجراتی زبان کے ہیں لیکن یہ پانچ سو سال گذرنے کے بعد آج بھی ہماری زبان میں موجود ہیں اچھنا اور اس کے مشتقات، ہمناؤچ تاکیدی یا تخصیصی گمنا (وقت گذارنا) کے معنوں میں، ایلاڑ، پیلاڑ اب بھی دکنی کے زندہ الفاظ ہیں یہ الفاظ صرف بیجاپور یا عادل شاہی سلطنت ہی سے مختص نہیں بلکہ سارا دکن انھیں استعمال کرتا ہے۔ تعلیم یافتہ طبقہ اور شہری عوام نے ان الفاظ کا استعمال ترک کر دیا ہے۔ لیکن ناخواندہ دیہاتی عوام کی زبان پر اب بھی یہی الفاظ ہیں۔ زبانوں کی توسیع "دو اور لو" کے اصول پر ہوتی ہے اور کوئی زبان اس سے منحرف ہو تو وہ مردہ ہو کر رہ جائے گی۔ دکنی نے بھی گجراتی ہی نہیں بلکہ مرہٹی، تلنگی اور کنڑی زبانوں کے اثرات قبول کئے۔ غائر مطالعہ سے اس کی شہادت مل سکے گی۔ ہمارے بعض ادیبوں کے سامنے جب یہ بات رکھی جاتی ہے تو وہ اس کو سنسکرت سے ملاتے ہیں حالانکہ ان کا تلفظ اور ہیئت سنسکرت سے بدلی ہوئی ہوتی ہے اور تلنگی، مرہٹی یا کنڑی میں وہ جس طرح استعمال ہوتے ہیں اسی شکل میں یا اس کو بھی قدرے تبدیل کر کے استعمال کرتے ہیں۔ قواعد کی بھی بعض خصوصیات ایسی ہی ملیں گی۔

نظم کے اصولوں کے متعلق مولوی عبدالحق کا یہ کہنا صحیح ہے کہ

حضرت جانم نے پابندی نہیں کی ہے۔ غالباً ان کے پیش نظر مولانا روم کا یہ شعر تھا ؎

شعر می گویم بہ از آبِ حیات　　من ندانم فاعلاتن فاعلات

وہ اظہارِ مطلب کو اہمیت دیتے تھے اور نظم کے اصول میں ردیف قافیے کی پابندی چنداں نہیں کی۔ اگر ہم صوت الفاظ ہی کے استعمال پر وہ اکتفا کرتے تو کوئی بات نہ تھی۔ آج اس کو جائز سمجھ لیا جاتا لیکن انھوں نے اس سے آگے بڑھ کر ہم وزن لیکن بے قافیہ الفاظ کو نظم کر دیا۔ عارف کا صادق فرق کا طرف، عشاق کا کشاف اور شرف کا فرق قافیہ استعمال ہوگیا۔ انصاف کا قافیہ پاس اور منسوخ کا رُخ سے روخ اور طوق کا روح استعمال ہوا ہے۔ اشباع، امالہ، ادغام اور ترخیم کی مثالیں بھی ملتی ہیں۔ اس سے زیادہ فکر مستعد اور مفلس کو فکیر، متعید اور مفلیس استعمال کیا ہے اور شروع اور صحیح کو شرو اور صحی۔ عبدالحق نے ایسے لفظوں سے متعلق جو بحث کی ہے وہ بجا ہے۔

ڈاکٹر زورؔ نے اُردو شہ پارے میں حضرت جانم کے اسلوب کو حضرت میراں جی شمس العشاق سے زیادہ سادہ بتایا ہے۔ یہ بالکل صحیح ہے کہ حضرت میراں جی کا اندازِ بیان پیچیدہ اور مغلق ہے۔ عام ذہن کی رسائی ان کے پیش کردہ خیال تک نہیں ہوتی۔ خوش نامہ، خوش نغز گو کہ مختصر ہیں لیکن آج خواندہ حضرات کے لئے بھی سریع الفہم نہیں۔

Hanif Razvi

ڈاکٹر زور نے دوسری بات یہ بیان کی ہے کہ انھوں نے فارسی اور عربی کے الفاظ کم استعمال کئے ہیں لیکن اس پر ایک اضافہ یہ کیا جا سکتا ہے کہ زبان کو سنسکرت آمیز بنا دیا ہے۔ حضرت جانم نے بعض ایسے سنسکرت کے الفاظ استعمال کئے ہیں جنھیں ان کے معاصرین بھی نہ سمجھ سکے اور ارشاد نامہ کی شرح کی فرمائش کی۔ جس کی بنا پر "کلمۃ الحقائق" وجود میں آئی۔ ان کے معاصرین میں خوب محمد چشتی ہیں جن کی تصنیف خوب ترنگ ہے۔ جو عام فہم نہیں تھی۔ انھوں نے عوام کی فرمائش کی بنا پر "امواج خوبی" بطور شرح لکھی بعد کے دور میں حضرت جانم کے خلیفہ بحر الدین قاضی دریا کے صاحبزادے قاضی محمود بحری نے "من لگن" لکھی لیکن اپنے مریدین اور معتقدین کی فرمائش پر اس کو ایک نئے انداز سے "عروس عرفان" کی شکل میں پیش کیا۔

ڈاکٹر زور نے تیسری خصوصیت یہ بیان کی ہے کہ ان کی نظمیں بالکل صوفیانہ خیالات اور اعتقادات سے مملو ہیں۔ جیسے غالب کہتے ہیں کہ ؎ سو پشت سے ہے پیشہ آبا سپہ گری

اسی طرح جانم کا پیشہ بھی تصوف ہی رہا۔ دادا دوام الدین بیجاپور سے قریب موضع تکوٹہ میں آسودہ ہیں۔ والد میراں جی دربارِ نبوی سے شمس العشاق کا خطاب پا چکے تھے۔ جانم بھی اسی رنگ میں ڈوبے رہے۔

Hanif Razvi

تیسری ناقد ڈاکٹر رفیعہ سلطانہ ہیں جنھوں نے اپنی کتاب "اُردو نثر کا آغاز وارتقاء" میں حضرت جانم کی خصوصیاتِ شعری سے بحث کی ہے محترمہ موصوفہ نے بھی مولوی عبدالحق کی تائید کرتے ہوئے زبان پر گجراتی زبان کے اثر کا اظہار کیا ہے اور یہ بتلایا ہے کہ کبھی کبھی وہ ایسے ہندی الفاظ بھی استعمال کرتے ہیں جو ان سے پہلے کے مصنفین کے ہاں نہیں ملتے۔

اس کا ایک سبب یہ ہے کہ اپنے خیالات کے اظہار کے لیے حضرت جانم نے بول چال کی زبان استعمال کی اور دوسرے بزرگوں نے اپنی زبان کو علمی انداز میں ڈھالنا پسند کیا۔ حضرت جانم کے سامنے حضرت گنج العلم خواجہ بندہ نواز، شاہ کمال بیابانی، شاہ علی جیوگام دھنی اور ان کے والد میراں جی شمس العشاق کے رسایل تھے۔ ان کے مطالعے کے بعد غالبًا انھوں نے محسوس کیا کہ عوام کے لیے ان کا سمجھنا مشکل ہے اسی لیے بول چال کی زبان استعمال کی۔

محترمہ موصوفہ نے بحروں میں موسیقیت اور ترنم کا ذکر کیا ہے اور تشبیہوں اور استعاروں کی برجستگی کو سراہا ہے۔

چوتھے ناقد ڈاکٹر نذیر احمد ہیں۔ انھوں نے مولوی عبدالحق کے خیالات کی تائید کی ہے اور اختلاف قافیہ کی متعدد مثالیں دی ہیں۔ زبان کے تعلق سے وہ گجری سے مراد گجرات کی زبان لیتے ہیں جو حضرت جانم کے خیال کے مغایر ہے اور جس پر ہم بحث کر آئے ہیں۔

Hanif Razvi

تائید مزید کیلئے انھوں نے پروفیسر ڈار اور پروفیسر شیرانی کی یہ رائے بھی نقل کی ہے کہ " وہ تمام علما جو اپنی زبان کو گجری کہتے تھے درحقیقت گجرات ہی کے باشندے یا ان کی اولاد تھے جنھوں نے دکن میں آکر بود و باش اختیار کی۔

ہم اوپر یہ بیان کر آئے ہیں کہ برہان الدین جانم کے دادا بیجاپور سے قریب ایک موضع تکوٹہ میں دفن ہیں۔ حضرت میراں جی مدینہ منورہ سے بیجاپور آئے اور اپنے مرشد حضرت شاہ کمال الدین بیابانی کے حکم کی بنا پر بھنکار مضافات احمدنگر میں شادی کی اور بیجاپور میں رہ کر رشد و ہدایت کے فرائض انجام دیتے رہے اور چورانوے سال کی عمر میں وفات پائی حضرت برہان الدین جانم نے اس سے بھی زیادہ طویل عمر پائی دونوں کے متعلق گجراتی ہونے کی کوئی شہادت نہیں۔ اس لئے ہم ان تمام ناقدین مورخین اور ماہرین لسانیات کا احترام ملحوظ رکھتے ہوئے ان کی رائے سے اختلاف کرتے اور گجری کو گذری (راستہ پر کی یا بازار کی) عوام کی زبان کے معنوں میں تصور کرتے ہیں۔

حضرت برہان الدین جانم نے جو تشبیہات استعمال کی ہیں وہ بہت عام فہم ہیں اور اس کو سمجھنے کے لئے ذہن پر بار ڈالنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ یہاں ہم چند اشعار مصرعے یا ٹکڑے پیش کرتے ہیں۔ جن میں تشبیہ استعمال کی گئی ہے

مرکھٹ کیری دھات۔ بھری ندی میں جیسے ناؤ۔ چنڈو کیری دھات۔ جوں کوڑی جا لگے اکاس۔ جوں کر جھارا ماٹی دھوئے۔

جوں اس تن کوں جامہ پوش   تیوں اے نور کے دوسر پوش
جوں عشق دریا میانے   یہ گیانی ہوئے سو جانے
ہیں چاروں تن کا جان   جوں کشتی پر دیدبان
جوں وہ پنجھی وایم نیر   کیوں کر بیٹھے گبان سر پر
جوں کہ ہلد چونے کے ٹھار   دونوں ملتیں لالی بار

اسی طرح بعض مصرعے بے ساختہ نکل گئے ہیں جن کا مفہوم بے حد آسان اور سلیس ہے۔ ان کی نثر نہیں ہو سکتی۔ یہ ان کی قادر الکلامی کی دلیل ہے۔ چند مصرعے ملاحظہ ہوں۔

تل میں شادی تل میں غم۔ نیئں تو بھوکٹ کیرا داد۔
کیسے کیسے سر بجھیں تل۔ نا کوئی سائیں نا کوئی داس۔
لکھیا سو کیوں میٹیا جائے۔ لکھیا سو وہ ٹل سے نا۔

چند ایسے ضرب الامثال اور محاورے بھی استعمال ہوئے ہیں جو آج تک بھی زباں زد خاص و عام ہیں مثلاً:-

گانوں نیئں بھاں بیوں کیارے   گھر نیں کیا آنگن ستوارے
انبریت گھوٹے تجہ بجن،   سنتیں ہیا نیوے من
اور جے زہر کھائیں ارے   انبریتا بیہیں یا جے مرے
پان منہ بھر کے بھئی اس باج

حضرت جانم کے معاصرین میں ابراہیم عادل شاہ ثانی نے نورس لکھی اور اس کے درباری شعراء میں ایرانی بھی تھے اور مقامی بھی

Hanif Razvi

ایرانی شعراء میں محمد امین آتشی اور سید محمد رضا مشہدی۔ مرزا محمد مقیم مقیمی ملک قمی۔ ظہوری ملا محمد ظہور۔ دہدار فانی اور سالک یزدی وغیرہ ہیں ان میں محمد امین آتشی کے متعلق کہا گیا ہے کہ اس نے دکنی میں بھی شاعری کی ہے۔ دہدار فانی اور سالک یزدی کی غزلیں ہم نے سب رس میں شایع کی ہیں۔ مقیمی نے چندر بدن حضرت جانم کے وصال کے بہت بعد لکھی۔ محمد قلی قطب شاہ اور وجہی بھی آپ کے آخری دور میں ہیں۔ ان سب کی زبانوں کا تقابلی مطالعہ کیا جائے تو پتہ چلے گا کہ دوسرے تمام شعراء نے اپنے دور کی ادبی زبان استعمال کی ہے لیکن حضرت جانم نے مقامی عوام کی زبان میں اظہار خیال کیا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ دوسرے شعرا نے غزل اور مثنوی کی صنف کو اپنایا ہے اور حضرت جانم کا خاص موضوع تصوّف ہے انھوں نے مثنوی کے علاوہ دوسرے اصناف مثلاً غزل۔ مرثیہ۔ خیال۔ دوہرے وغیرہ میں بھی شعر کہے ہیں۔ اس فرق نے بھی دوسرے شعراء سے حضرت جانم کو ممیز کر دیا ہے۔

Hanif Razvi

ارشاد نامہ کا موضوع

ابتدائی تئیس اشعار حمد میں ہیں اور پھر تیس اشعار نعت میں اس کے بعد انھوں نے اپنے والد اور مرشد حضرت میراں جی شمس العشاق کی مدح میں تیس شعر لکھے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ میں کچھ ایسی باتیں بیان کرنا چاہتا ہوں جس سے بہت سے رموز ظاہر ہوں گے جو لوگ نعمت شکر سے فیض یاب ہیں میری باتیں انھیں خوش کر سکیں گی ان کا سوچنا اور سمجھنا کچھ مشکل نہیں گو میں نے یہ سب باتیں ہندی زبان میں بیان کی ہیں لیکن اس کو عیب نہ سمجھنا چاہیئے بلکہ یہ دیکھو کہ اس میں کیا معنی پنہاں ہیں۔ یوں تو سات سمندر کے موتی اچھے ہی ہوں گے۔ لیکن پانی کے کھڈ میں بھی اگر کوئی موتی ہاتھ لگ جائے تو عقلمند انساں اس کو کیوں نہ لے۔ یہ دل کے سمندر کے موتی ہیں اور رتن کی طرح چمکتے ہیں۔ ان کو میں نے بڑی محنت سے محبت کے دھاگے میں پرو دیا ہے۔ یہ تو ایک موتیوں کا انبار تھا میں نے اس کا ہار گوندھ دیا ہے جو جوہری ہیں وہی پرکھ سکتے ہیں۔

میں نے اس کتاب کا نام ارشاد نامہ رکھا ہے اور اپنے

پیر و مرشد سے جو فیض حاصل ہوا اس کو ہندی زبان میں بیان
کر دیا ہے جو اس کو پڑھ کر عمل کریں گے وہ حقیقت کے راستہ
پر چل کر مسرت حاصل کریں گے۔ میں نے اس کو طالبوں کے
فائدے کے لئے سوال و جواب کے طور پر پیش کیا ہے۔ شریعت،
طریقت، حقیقت اور معرفت کے متعلق جو بھی سوالات ہو سکتے
ہیں۔ ان سب کے جوابات ان میں مل جائیں گے اور ساری
مشکلیں حل ہو جائیں گی"۔

مرید اپنے مرشد سے پہلا سوال یہ کرتا ہے کہ ذات اور
صفات کا کیا مفہوم ہے۔ قدیم و جدید سے کیا مراد ہے؟ ابتدا
انتہا اور باقی و ساقی کیوں ہے؟ تفرید اور تجرید کا کیا مطلب
ہے؟ اور توحید کا خلاصہ کیا ہے؟ یہاں قدرت کیا ہے۔ جس نے
اس کائنات کی تخلیق کی؟ براہ کرم آپ ان کا تشفی بخش جواب دیں۔

مرشد کہتے ہیں کہ تم پہلے یہ سمجھو کہ اس کائنات پر قدرت
رکھنے والی ایک ہستی ہے۔ وہ قدیم القدیم ہے۔ وہی خدا ہے اسی نے
یہ کائنات سنواری۔ اس کا جلوہ ہر جگہ ہے۔ جب کچھ نہ تھا
تب بھی وہ موجود تھا اور اس کا کوئی شریک نہیں۔ جو یہ سمجھ جائے
پھر اس پر خدا کا فضل ہو گا۔ یہ باتیں میں نے مروجہ زبان یعنی
گجری میں کہی ہیں اور آئینہ کی طرح واضح کر دیا ہے۔ ظاہر باطن
کی سب چیزیں جاننے والے کی نظر سے چھپی نہیں ہیں ان باتوں کو

Hanif Razvi

تعلق ذات سے ہے صفات کا ذکر علیحدہ ہوگا۔ اس نے جس کو چاہا ہدایت دی اور شعور پیدا کر دیا۔ جو اپنے آپ کو پہچان سکے وہی اس ذات کو بھی جان سکتا ہے۔ بقول حضرت علی عرفت ربی بربی۔

یہ فرمائیے کہ وہ مطلق کیوں تھا؟ اور اس کی تخلیق کیسے ہوئی وہ کیا ہے اور کیسا ہے؟ ان کا جواب اگر مجھے تشفی بخش ملے تو میرا شبہ دور ہوگا۔

آپ نے جواب دیا کہ وہ پاک اور منزہ ذات ہے۔ بے چون وبے چگونہ اور بے نمونہ ہے۔ اس نے کائنات کی تخلیق کی اس کو رنگ و روپ دیا۔ اس کو اس طرح سمجھا جاسکتا ہے کہ ہم میں روح موجود ہے لیکن اس کے مقام کا صحیح تعین نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح وہ بھی لامکان ہے جب ہم اپنی روح کے مقام سے واقف نہیں ہوسکتے تو ذات مطلق کے مرتبہ سے کیسے واقف ہوسکیں گے۔ وہ ہماری نظروں سے اوجھل ہے اس میں غصہ اور محبت دونوں صفتیں موجود ہیں۔

پھر یہ قدرت کیا ہے؟ قدرت دلائل اس کا خدا پن ہے وہ سب پہ غالب ہے۔ مختلف افعال اس کی قدرت کے مظاہر ہیں۔ وہ جس سے راضی ہوتا ہے اس کو سارے خزانے بخش دیتا ہے۔ اس کے دل کو آئینہ کی طرح صاف کر دیتا ہے ہم اس کے متعلق قدیم جدید، تفرید تجرید، ظاہر و پنہاں، متشکل بے شکل ایسا کوئی حکم نہیں

Hanif Razvi

لگا سکتے۔ اس کی مثال یوں ہو سکتی ہے کہ زمین میں ایک بیج بویا گیا۔ جب ہم غور کریں تو پتہ چلے گا کہ اس کا ارادہ اس بیج پر عمل کرنا ہے ورنہ مٹی میں جانے کے بعد بیج کی حیثیت بھی غبار سے زیادہ نہ تھی لیکن اس کے عمل نے اس کو نمود عطا کی۔ اس طرح خودی ارادے کا تخم ہے اور عشق سب کا تخم ہے۔ اس نے بغیر جڑ کے بیل کو کس طرح پھیلایا اور عشق کا کھیل نمایاں کیا۔ اس کی خودی اور ارادہ اس میں اسی طرح موجود ہے جیسے لکڑی میں ایجاب حرارت کی خاصیت اس نے اپنے عشق کی تکمیل کیلئے نور نبیؐ کی تخلیق کی۔ اس کی قدرت کی عظمت کا یہ عالم ہے کہ وہ اس میں اسی طرح جاگزیں ہے جیسے کافور میں خوشبو یا شکر میں شیرینی۔ اس کو نہ ہم کلیتہً یکتائی ہی کہہ سکتے ہیں نہ اس میں دوئی کا دخل دکھائی دیتا ہے جیسے جوہر میں تاب ہے۔ غرض وہ ذات منزہ اور پاک ہے۔ اس کی سات صفات ہیں۔ علم[۱]۔ ارادہ[۲]۔ قدرت[۳]۔ باز[۴]۔ سمیع[۵]۔ بصیر[۶] اور کلام[۷]۔ یہ صفات اس میں مدغم ہیں۔ محمدؐ اسی کا نور ہیں۔ وہ اپنے آپ ہی دیکھنے والا ہے اور اپنا آپ شاہد بھی۔ وہ سب سے آزاد بھی ہے اور سب میں شامل بھی۔

کچھ دیر کے لیئے یوں سمجھو کہ بیداری اور خواب کے درمیان دو بیج ہیں جن میں ایک بیج اُگا اور ساری کائنات ابھر آئی

Hanif Razvi

محبت نے اس کو پروان چڑھایا۔ علم، ارادہ اور قدرت سے اس نے اپنے آپ کو واضح کیا اور پھر کائنات کو سنوارا۔ نورِ نبیؐ کو پیدا کر کے اس کا شاہد بنا اس طرح دوسرا شاہد پیغمبر محمد صلعم کی ذات ہے۔ کُن فیکون کا مقصد بھی اظہار نور کے سوا کچھ اور نہ تھا۔ اسی کے لئے اس نے عرش، فلک، جن و انس اور ملک پیدا کئے گویا ایک چراغ سے اس نے لاکھوں چراغ روشن کر دیئے۔ چنانچہ حدیث قدسی انا من نور اللہ و کل شیئ من نوری اس کی شاہد ہے۔ صفا، ہوا، آگ، پانی، سمندر وغیرہ پیدا کئے اور یہ سب ایک ہیں۔ ایک فنا ہونے والے ہیں۔ اس کو حضرت جانم نے کلمۃ الحقایق میں اس طرح ظاہر کیا ہے کہ۔

"زمین پگھلے تو پانی میں مل جائے۔ پانی کا ہیزم (ہضم) آگ ہیں۔ آگ کا ہیزم باؤ میں۔ باؤ کا ہیزم ہوا میں ہوا کا ہیزم صفا میں صفا کا ہیزم قدرت میں قدرت کا ہیزم ذات قدیم میں[۱]"

اسی طرح اس نے اپنی قدرت سے چار عناصر پیدا کئے اور ان کو خمیر کر کے ایک وجود نمایاں کیا۔ گویا یہ خاکی تن ایک سیپی ہے اور اس میں نور محمد موتی کی طرح ہے۔ اس نے اپنی قدرت سے طرح طرح کی چیزیں پیدا کیں اگر عالم کو قدرت کے پیٹ سے تشبیہ دیں تو گویا یہ سارے مظاہر اس میں ہیں جیسے درخت کا بیج کہ

---

[۱] کلمۃ الحقایق ص۲۸

اگتا ہے۔ پھر رگ و بار لاتا ہے۔ ایسے ہی قدرت بھی ظاہر ہوتی اور سنسار کو پیش کرتی ہے گویا یہ عالم ایک فرزند ہے اور وہ قابل بیٹے کا باپ۔

قبلہ۔آپ نے تو میرے لئے بڑی مشکل پیدا کر دی لم یلد ولم یولد ربانی کلام کے بعد آپ جو فرما رہے ہیں میں اس کو کیسے سچ سمجھ سکتا ہوں۔

جیسے مخلوق کی تبدیل شدہ شکل ہے یہ غفلت کا ایک مظاہرہ ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھو کہ سورج کے محاذی آتشی شیشہ رکھو تو دونوں کے درمیان گویا آگ کا سمندر ہے اور آتشی شیشہ جس طرح آگ پیدا کر دیتا ہے۔ اسی طرح عالم کی تخلیق ہوئی۔ یہ بھی صحیح ہے کہ نہ اس سے کوئی پیدا ہوا ہے اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا ہے۔

ہاں یہ تو صحیح ہے۔ اب یہ فرمائیے کہ اس کی ذات کو مطلق کیسے سمجھا جائے؟

ایک بات سنو تم اپنے متعلق غور کرو اور مرشد کی زبان سے سن کر اس کو جانچنے کی کوشش کرو۔ تم اپنے آپ کو پہچانو۔ بقول حدیث مَن عرفہ نفسہٗ فقد عرفہ ربّہٗ یعنی جس نے اپنے نفس کو پہچانا پس تحقیق کہ اس نے اپنے رب کو پہچانا اور نہ پہچاننے تو غفلت کیسے دور ہو سکتی ہے؟

آپ کے کلام پر میں کیسے شبہ کر سکتا ہوں ؛ آپ کا فرمان بجا ہے اور مجھے اس کا یقین ہے لیکن میں اپنے شبہات کا ارتفاع چاہتا ہوں میرا ایک سوال یہ ہے کہ میں خاک ہوں اس کی ذات سے مجھے کیا نسبت ہو سکتی ہے ؛ اس کا کلام تو نسبت کی گواہی دیتا ہے لیکن میں آپ سے سُننا چاہتا ہوں۔

بھئی تم خاک کیسے ؟ تم میں تو نبیؐ کا پاک نور موجود ہے جس پر قرآن شاہد ہے۔ روح تو روز میثاق یعنی ازل میں ملی تو اس وقت خاک کا سوال کیسے پیدا ہوا ؛ مٹی نے نور کو قبول کر لیا تھا۔ بہ الفاظِ دیگر یوں کہو کہ روح مٹی سے نہیں ہے بلکہ اس کو نطفہ میں مستتر کیا گیا ہے۔ اس تک بھی ہماری نظر نہیں جا سکتی بلکہ قیاس کر سکتے ہیں۔ البتہ تشفی کی خاطر یوں سوچا جا سکتا ہے کہ آدم صفی اللہ اور حضرت عیسیٰؑ کب نطفہ سے تخلیق پائے۔

یہ اس کی حکمت کی باتیں ہیں۔ تیری تخلیق میں نطفہ داخل ہے اور تیری روح امرِ ربّی ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ روح تنفس یا سانس ہے۔ یہ ایک بات سمجھ میں آتی ہے کہ ہمارے جسم میں وہ حرکت کرتی ہے۔ اس کے بغیر کوئی حرکت نہیں ہو سکتی۔

تمہارا یہ جواب غفلت پر مبنی ہے۔ اس میں صداقت نہیں تم جس کو تنفس یا سانس سمجھتے ہو یہ تو صرف ہوا کا ایک جزِ قلیل ہے

Hanif Razvi

اگر ہاتھ پیر ٹوٹ جائیں تو ہو سکتا ہے کہ دم نکل جائیگا لیکن اس
سے روح کا کیا نقصان ہوگا؟ یہ دم تو اس وقت تک انسان کے
ساتھ ہے جب تک وہ تن کا دوست ہے۔ یہ چاروں عناصر
منتشر ہوں گے لیکن روح تو باقی رہے گی جو نور لطیف ہے وہ جسم کو
چھوڑ کر کثیف کیسے ہو سکتا ہے؟

آنکھیں جو خواب دیکھتی ہیں ان میں کہاں تک صداقت
ہوتی ہے اس کے متعلق ایما فرمائیں دم تو اپنی جگہ ہے پھر تن کو چھوڑ کر
باہر کون جاتا ہے؟ نیند بھی موت کے مماثل ہے جو دوست دشمن
میں امتیاز نہیں کرتی پھر سانس کو ہم ہرا کیسے کہیں اگر کہیں تو خود ہی
خواہ مخواہ نقصان اٹھائیں۔

میں کہتا ہوں کہ خواب میں جو کچھ نظر آتا ہے وہ ایسا محسوس
ہوتا ہے کہ میں اپنا جسم چھوڑ کر خود گھومتا پھرتا ہوں دراصل وہ میں ہی
ہوں۔ لیکن یہ کہا جاتا ہے کہ اس تن کو روحانی سمجھنا چاہیئے۔ لیکن خاکی
تن کی کیفیت اس میں کیسے پیدا ہو گئی۔ خاکی تن کو جو شکل ملی ہے
وہ اس میں کیسے آگئی اور ساری خصوصیات بھی سما گئیں۔ ان دونوں
جسموں کا مجھے ارشاد دیجئے۔

آپ نے فرمایا کہ تیرا جسم خاکی جیسا ہے ویسا ہی تیرا تن خواب
میں تجھ کو نظر آئیگا اگر تو لولا یا لنگڑا ہے تو خواب میں بھی ایسے ہی دیکھے گا
تجھے یہ غلط فہمی کیوں ہے۔ تیرے جسم خاکی کو تغیر و تبدل ہے مگر روح

Hanif Razvi

اس سے منزہ ہے۔ روح ایک ہے اور یہ تمام اجسام عالم میں داخل ہے اور ایک ہونے کے لحاظ سے جسموں کی طرح کلیتہً نظر نہیں آتی وہ ایک ہوتے ہوئے بلحاظ صفات امتیاز رکھتی ہے۔ روح امر ربی ہے اس کو متشکل مت دیکھ جیسے کہ آفتاب کی کرنوں اور ہوا کے تصادم سے سراب پیدا ہوتا ہے گو ہوا کا کوئی روپ نہیں اسی طرح روح کو سمجھنا چاہیئے فرق صرف یہ کہ روز ازل سے ہر ایک کی شکل ظہور میں آئی ہے اور ان سب کی نگران روح ہے۔ جسم میثاقی سے اس جسم خاکی میں جو کچھ خواص اور حرکت ہوتی ہے اسی کی بدولت ہے۔

جب یہ دونوں ملتے ہیں تو یہ ایک ہو جاتے ہیں یا علیحدہ رہتے ہیں؟ مجھے اس کا علم عطا ہو۔

مرشد نے جواب دیا کہ اس کو اس طرح سمجھنا چاہیئے کہ ایک پرندہ ہے اور اس کے دو بازو ہیں یا یہ کہ دو آنکھیں ہیں لیکن نظر ایک

مرید نے پوچھا کہ یہ آنکھیں نظر تو نہیں ہو گئیں اس پر آپ نے فرمایا کہ تو مستقل مزاجی سے اپنے آپ کو پہچان لے تو یہ مسئلہ حل ہو سکے گا۔

مرید نے سوال کیا کہ میں خود ہی عقل ہوں اور بغیر عقل کے میرا کوئی مقام نہیں۔

مرشد نے کہا کہ جب تو پیدا ہوا تو اس وقت نہ تجھے عقل تھی اور نہ تمیز جب تو سن شعور کو پہنچا تو عقل آئی اس طرح تغیر پذیر ہے

Hanif Razvi

اس لحاظ سے تو عقل کیسے ہو سکتا ہے؟ جب کوئی اپنے آپ کی خبر نہیں رکھتا وہ اللہ کو کس طرح پہچان سکتا ہے تو پہلے اپنا آپ پتہ چلا تو خواہ مخواہ سرگرداں کیوں ہے اور دلدل میں پھنسا ہوا ہے۔ جب تو اپنی آپ تلاش کرے گا تو یہ سوال ہی تجھ میں پیدا نہیں ہو گا اور تو اس میں مستغرق رہے گا۔

اس ارشاد کا مطلب یہ ہوا کہ میں بھول کے سوا اور کوئی دوسرا نہیں

آپ نے جواب دیا کہ جب تجھے کچھ یاد نہیں تو پھر کیا بھول گیا ہے۔ اس طرح یاد اور بھول دونوں لازم و ملزوم ہیں۔ تیری ذات بھول اور یاد دونوں سے علیحدہ ہے اور یہ دونوں تجھ میں ہیں جس طرح دو ملے ہوئے سیپی۔ اسی طرح ذات، عقل، یاد اور بھول ان چاروں کو سمجھ اور گمراہی سے بچ۔

مرید نے کہا کہ میں پھر ظلمت میں آگیا ہوں اور آپ کے سوا مجھے کوئی اور اس ظلمت سے نہیں نکال سکتا۔ مجھے بتلائے کہ یہ چار وجود کیا ہیں۔

اس میں چار تن کی وضاحت اس طرح کی گئی ہے کہ پہلے دو تن ہیں ایک ناسوتی ہے اور دوسرا مثالی۔ تیسرا ایک نظر نہ آنے والا۔ ان تینوں کا نگران چوتھا تن روحانی ہے جس میں نور محمدی متجلی ہے۔ اگر ان چاروں کا عرفان حاصل نہ ہو تو خودشناسی بھی نہیں ہو سکتی۔ پہلا تن تغیر پذیر ہے۔ اور یہ بچپن، جوانی اور بڑھاپے پر منقسم ہوتا ہے۔ دوسرا یعنی میثاقی تن

اس سے متاثر نہیں ہوتا۔ پہلے تن کو کوئی نقصان پہنچے تو اس سے روح متاثر نہیں ہوتی بلکہ موثر رہتی ہے۔ خاکی تن جو عناصر سے مرکب ہے۔ جس کو ہم بخوبی سمجھتے ہیں۔ یعنی ناسوتی تن کا یہ حال ہے کہ دوکھ سکھ اس سے متعلق ہے اور یہ بلحاظ نشان حساس ہے اس کے اعضاء اپنا اپنا مفوضہ کام انجام دیتے ہیں اور ان کا نگران روحانی تن ہے۔ ان سب سے قطع نظر اپنے حال کو سمجھنے کی کوشش کر جسم میں روح اس طرح ہے جیسے چقماق میں آگ یا اندھیرے گھر میں چراغ وغیرہ اسی طرح جن لوازمات سے تیرا ظہور ہوا ہے اس سے تو بالکل منزہ ہے

مرید نے کہا کہ میں ابھی یہ پوری طور پر سمجھ نہیں سکا ہوں۔ کیا ایسا ہے کہ سانپ نے کینچلی چھوڑ دی اور اپنی کثافت کو دور کر دیا۔ لیکن اس میں یہ گمان ہے کہ اس سے تن تو چھوٹ جاتا ہے لیکن متغیر نہیں ہوتا بلکہ شکل بجنسہ باقی رہتی ہے میرے لئے اس طرح کہنا مشکل ہے۔ آندھی آتی ہے اور درخت کو ہلا کر گذر جاتی ہے لیکن اس کے گذر جانے کے باوجود درخت جھولتا رہتا ہے۔ ان چیزوں کے بارے میں آپ ارشاد فرمائیں اور میری فکر اور غم کو دور کریں۔

جواب میں یہ کہا گیا کہ یہ صحیح ہے کہ آندھی گذرنے پر درخت جھولتا ہے لیکن بہت جھڑیں بینے ہوا کے بغیر ہی گر جاتے ہیں۔ دوسرا تن اس سے علیحدہ ہو کر یہ منظر دیکھتا ہے اور روح کا تعلق مثال سے ہو جاتا ہے۔ روح جاری مثال کے ساتھ رہتی ہے اور روح مقیم

اپنی جگہ بر قرار رہتی ہے۔ روح جاری کو سفلی سے اور روح مقیم کو علوی سے تعبیر کیا گیا ہے۔ روح مقیم چراغ کے مانند روشن رہتی ہے اور سفلی گھومتی پھرتی ہے۔ حقیقت جس کا اطلاق من عرفہ نفسہٗ پر ہوتا ہے وہ ان دونوں سے بالکل علیحدہ ہے یعنی الآن کما کان۔ میری یہ باتیں سن کر مطمئن ہو۔ انسان نیند میں دو حالتوں میں ہوتا ہے ایک تو بلحاظ جسم مردہ ہوتا ہے یعنی پہلا تن اور دوسرے تن میں روح سیلانی ہوتی ہے۔ یہ عالم خواب ہے اور سیلانی روح، روح جاری کہلاتی ہے۔ اہل نفس رنج و غم اور افکار دنیاوی میں مبتلا رہتے ہیں۔ برخلاف اس کے اولیاء اللہ مرتے نہیں۔ انھیں موت و حیات یکساں ہیں تن خاکی تن مثالی کا (ٹھپّا) عکس ہے اور تن مثالی ازلی ہے۔ اس جسم مثالی کو منزل ملکوت کہتے ہیں اور خاکی کو ناسوت۔ روح کو چاند سے تشبیہ دیجائے تو چاند روشنی سے ممیز ہے۔ اگر روشنی نہ ہو تو اس کا کوئی مقام نہیں جیسے کہ اماوس کی رات۔ اسی طرح جسم خاکی کیلئے روح ضروری ہے اس کو پہچان اور اپنے آپ کو اس منزل سے بھی آگے لے جا اس لئے کہ تو پاک اور منزہ نور ہے۔ جب ان سب مراحل سے گذرے گا تو اپنے آپ کو پاوے گا۔ گویا اپنی یافت عین حق کی یافت ہے۔ بمصداق من عرفہ نفسہٗ فقد عرفہ ربّہٗ۔

میں نے دو تن کی معرفت تو پائی لیکن یہاں پہنچ کر میں ظلمت میں آگیا ہوں براہ کرم مجھے اس ظلمت سے نکالیئے اور اس سے آگے

جو تنِ غیب ہے اس سے مطلع کیجئے۔

حصولِ معرفت کیلئے غفلت میں نہ رہنا چاہیئے بلکہ غواص کی طرح غوطہ زن ہو تو کہیں تیرے وجود کا عرفان حاصل ہو سکے گا۔ تیسرا وجود غیبی ہے۔ یہاں وہ اپنے آپ کو عین دیکھتا ہے۔

یہاں تک تو میں نے آپ کے ارشادات کو پوری طور پہ سمجھ لیا ہے۔ اس سے آگے کے مدارج ارشاد فرمائیں تاکہ میری غفلت دور ہو۔

اس پر آپ نے فرمایا کہ اب یہ تیسرا تن عرفان کا ہے ایسے چار تن ہیں جو چوتھا تن وجود کا ہے جو عقل سے سمجھا جا سکتا ہے۔ اگر تینوں وجودوں سے گذریں تو شہود قایم ہوتا ہے۔ یہاں عقل کھو کر اس کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ اور معارف سے آگاہ ہو کر عارف بن جاتا ہے۔

سوال: میں شاہد تو ہو چکا ہوں لیکن چونکہ عرفان میں تسلسل نہیں۔ اس کی یافت کیسے ہو؟

جواب: شہود دوامی نہیں ہوتا جیسا کہ بچپن میں تجھے اپنی پہچان نہ تھی۔ یہ عقل آتی جاتی رہی ہے اور دونوں کا شاہد تو ہی رہا ہے۔

سوال: مجھے یہ بتلایئے کہ بچپن میں سوجھ بوجھ کیوں نہ تھی جو کچھ نظر آتا ہے وہ تو خوبصورت اور منزہ ہے لیکن عرفاں کے لحاظ سے اس کی شکل کیسی ہے؟

جواب: عقل کی دو قسمیں ہیں۔ ایک دلالی۔ دوسری مقیم۔ عقل مقیم کا نام شاہد ہے اور عقل دلالی اس کی تابع۔ اس کی مثال یوں دی گئی ہے کہ

Hanif Razvi

آگ اور اس کی آنچ - یہ آنچ عارف تن ہے اور آگ مقیم۔ چاروں تن کا عرفان حاصل کرنا اور پھر ان سے قطع نظر کر کے بے خبر ہو جانا حاصلِ عرفان ہے۔

طالب نے اپنے آپ کو عرفان سے بہرہ ور ہوتے ہوئے اپنی انانیت کا اظہار کیا ہے اس پر مرشد نے جواب دیا کہ یہ تیرا "میں پن" جھوٹا ہے اور نورانیت میں نقص ہے۔ تجھ میں یہ "میں پن" کیسے پیدا ہو گیا۔ فہم دلالی نے تیرے ذہن میں ایسے تصورات پیدا کر دیئے ہیں۔ تو مشاہدہ کی بنا پر مغرور ہوا ہے۔ اس کو چھوڑ تاکہ اس نور کو پا سکے۔ شاہد اور مشہود دونوں کا تصور موجود ہو تو دوئی باقی رہتی ہے۔ یہ "میں پن" ہے اس سے صرف نظر کرنا یا خود سے بے خبر ہو جانا چاروں تن گزرنے کی تعریف میں ہے اب یہاں اس کا "میں پن" زائل ہو جائے گا تو شاہد حق ہی رہے گا اور یہ مشہود ہو جائے گا۔

سوال: آپ نے شاہد کے متعلق جو کچھ بیان کیا ہے اس لحاظ سے بیداری اور نیند کے درمیان کا مقام اصل نور کا ہے۔ جس کی کوئی مثال نہیں دی جا سکتی۔ جس کا صرف اندازہ کیا جا سکتا ہے یا اپنے مرشد کے ارشادات سے معلوم ہو سکتا ہے۔ نہ وہ متکلم ہے اور نہ کوئی شکل و رنگ رکھتا ہے۔ نور محمدی بھی نہ ظاہر ہے نہ باطن اور نہ نزدیک نہ دور ایسی صورت میں آخر میرا مقام کہاں ہے؟

Hanif Razvi

جواب مرشد:- تیری شکل قدرت میں مخفی تھی- میں جیسا کہتا ہوں اس پر عمل پیرا ہو- اس کے بعد ہی کچھ حاصل ہو سکتا ہے. فضول سوال سے کوئی فایدہ نہ ہوگا-

مُرید:- میں کچھ کہہ تو نہیں سکتا اس لئے کہ میرے ذہن میں صرف شاہدی باقی رہ گئی ہے اور عرفان سے عاری ہو گیا ہوں- ان دونوں اعتبارات سے ہٹا کر مجھے کوئی ایسی راہ بتلائے کہ میں خود سے کھو جاؤں کیوں کہ بغیر عقل دلائی کے میں کچھ سمجھ نہیں پا رہا ہوں عقل مقیم سے تفہیم کیجئے تاکہ نور تسلیم میں آجائے-

جواب:- عقل نہ ہو تو وہ کیا سمجھ سکتا ہے- عقل مقیم چراغ کی روشنی اور یہ تو عقل دلائی ہے جو اپنے آپ کو ڈھونڈھتی ہے- ورنہ اندھیرے میں کوئی کام نہیں ہو سکتا- اگر اندھیرے میں کچھ گم ہو گیا ہو تو چراغ لے کر یعنی عقل مقیم کے توسط سے تلاش کرے اور جو کوئی اپنے آپ کو کھوئے گا وہی پا سکے گا- اب چراغ کی ضرورت باقی نہیں رہے گی- یہ ایک پیچیدہ بات ہے جس کو تو شاید ہی سمجھ سکے جب تو اپنے آپ کو بھول چکا تو بتا کہ تیرا مقام کہاں ہے؟

مُرید نے خدا کی صفات کو اپنے اعتبارات پر محمول کیا اور ان کی تفصیلات اپنے مُرشد کے سامنے بیان کیں تو مرشد نے متنبہ کیا کہ یہ تیری کیسی سمجھ ہے کہ تو نے ان اعتبارات کو اپنی طرف منسوب کیا ہے جس کی وجہ سے ظلمت میں جا پڑا- تو ایک نور ہے اور تجھے اپنی غفلت سے باز آنا چاہیے۔

چونکہ تو نے خود شناسی صحیح طریقہ پر نہ کی اس لئے تو اس گناہ میں مبتلا ہوا۔ ایک مثال کے ذریعہ تفہیم کی گئی ہے کہ جس طرح آسمان میں سورج نظر آتا ہے اسی طرح تجھے نور کا شہود کرنا چاہیئے تو جو یہ سمجھ رہا ہے کہ میں اپنے آپ کو کھو چکا ہوں۔ یہ محض تیرا ظن ہے اس لئے کہ عملاً اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ یہ عمل سے عاری ہے۔ تجھے اپنے آپ کو ایسا دیکھنے کی کوشش کرنا چاہیئے جیسا کہ سمندر میں موتی اور اندھیرے میں چراغ جگمگاتا ہے تو اپنے آپ کو سنبھال کر اس نور کا مشاہدہ کر۔

س۔ میرا تو یہ حال ہو گیا کہ جیسے پانی میں نمک تحلیل ہو گیا ہو یا پانی یا دودھ میں دودھ مل گیا ہو۔ اب مجھے یہ راز بتائیے کہ میں کہاں ہوں یا میرا تشخص کہاں ہے؟

ج۔ جہاں دو چیزوں کا میل ہوتا ہے وہاں صبر و سکون اور استقلال کے ساتھ دیکھنے کی کوشش کر جیسے اندھیرے میں نظر کام نہیں کرتی اس کے یہ معنی نہیں کہ تیرا کوئی وجود نہیں۔ اس طرح تو نور کو مکانیت سے منزہ دیکھ اس کے بعد کی کیفیت سے تو لا علم ہے یہی نور منزہ کا مقام ہے۔ جہاں سے عرفان کی کرنیں پھوٹتی ہیں۔

س۔ میں نے کچھ کچھ سمجھا ہے براہ کرم آپ مزید تفصیل سے تفہیم کریں تو شاید پوری طور پر سمجھ سکوں اس لئے کہ آپ میرے مرشد ہیں اور میرا کوئی دوسرا سہارا نہیں۔

کسوف و خسوف اور غواص کی مثال دے کر اس طرح سمجھاتے ہیں کہ

Hanif Razvi

راہو کی روشنی مستعار ہے اور اس کا نظر نہ آنا اس کے عدم محض کی دلیل نہیں اور غواص اگر غوطہ لگائے تو پانی میں مل نہیں جاتا بلکہ اپنی ذات کو باقی رکھتا ہے اسی طرح پانی اور نمک کی مثال دی گئی ہے۔ بیج کا بھی یہی حال ہے کہ ذات کلیتاً فنا نہیں ہوتی بلحاظ احوال جداگانہ اعتبارات پیدا ہوتے ہیں۔ اس لحاظ سے تو اپنے کو سمجھ۔ مختصر یہ کہ مختلف تمثیلات سے اصل راز کی تفہیم کی گئی ہے کہ تیرا وجود اور انیت اضافی ہے ان ہر دو کو وجود انیت مطلقہ میں فنا کردے۔

مرید نے کہا کہ میں ہر طرف اپنے ہی وجود کو پا رہا ہوں اور آپ جو اس کے وجود کو دیکھنے کی کوشش کرنے کے لیئے فرما رہے ہیں۔ یہ مجھ سے نہیں بن پڑ رہا ہے۔ اس پر مرشد نے فرمایا کہ خدا کی شناخت کر تجھے جو کچھ نظر آرہا ہے یہ تو نے اپنے سے متعلق کر لیا ہے کہ وہ ذات بے مثال ہے اور تجھ پر اس کا انعکاس ہوا ہے۔ یہ سب اسی ایک وجود کے مظاہر ہیں جو تجھے نظر آرہے ہیں۔ ان خارجی مظاہرات کو اپنے آپ میں دیکھ کہ وہ ذات ایک ہی ہے اس لئے تو اپنی خودی سے گذر جا۔ مرید نے کہا کہ میں صرف اپنی حقیقت کو ہر جگہ پا رہا ہوں اس کے سوا اور کوئی چیز مجھے سجھائی نہیں دیتی۔ مرشد نے جواب دیا کہ حقیقت غیر مجسم ہے اور کوئی نہ کوئی اس کا جاننے والا اور فاعل موجود ہے اور اس کا کسی کو عرفان نہیں ہوتا۔ اس پر مرید نے کہا کہ میرے بغیر کوئی دوسرا نہیں اور میری حقیقت جہاں ہے اس کا

Hanif Razvi

ہیں دیکھنے والا ہوں اس پر مرشد نے جواب دیا کہ تجھ میں یہ قدرت نہیں کہ حقیقت کو دیکھ سکے یہ محض تیرا گمان ہے۔ تو اپنی اس جھوٹی خودی کو چھوڑ دے اور ایسی غلطی نہ کر۔ اس نے تیری حقیقت کو ایک خزانہ غیبی میں پوشیدہ رکھا ہے جیسے ایک رتی میں سارے سمندر کے موتی (وحدت میں کثرت) تو اس میں مخلوق دیکھ اور فضول گمان میں نہ رہ اس لئے کہ تو حقیقت کو نظروں سے نہیں دیکھ سکے گا کیوں کہ اس کا ظہور نہیں ہوا۔ اس میں تیرا کچھ زور نہیں چلتا اس لئے کہ بہتیروں نے اپنا سر عجز زمیں پر رکھ دیا اور عالم حیرت میں رہے اور حقیقت کو نہ پا سکے۔

طالب نے سوال کیا کہ بلحاظ علم ہم یقین کر سکتے ہیں لیکن مرتبہ عین میں ہم نہیں دیکھ سکتے۔ آپ مجھے اس کی توجیہہ فرمائے اس لئے کہ آپ کی تفہیم کے بغیر میں نہ سمجھ سکوں گا۔ اتنا تو معلوم ہو گیا ہے کہ کوئی فاعل حقیقی ضرور ہے۔

آپ نے جواب دیا کہ لوگوں نے اپنی اپنی سمجھ کے مطابق خدا کو جانا ہے کسی نے تمام مخلوق کو خدا سمجھا ہے اور کسی نے کچھ۔ یہ الحاد ہے۔ یہ موحد کی فہم نہیں۔ موحد وہ ہے جو شرع کے مطابق فہم دیتا ہے۔ صرف کتابی تعلیم ہی سے عرفان حاصل ہو سکتا ہے اور نہ اس کی راہ مل سکتی ہے یہ لوگ بھنورے کی طرح چکر لگاتے یا تیلی کے بیل کی طرح گھومتے ہیں کوئی عبادت کے مختلف طریقے اختیار کئے ہوئے ہے مثلاً عابد زاہد

بن باسی، جپ تپ کرنے والے حاجی اور تیرتھ یاتری گوسائیں اور سادھو سنیاسی، بھبھوت ملنے اور کانوں میں مدرا ڈالنے والے جوگی۔ یہ لوگ سب ظاہر پرست ہیں جسمانی پاکی تو کر لیتے ہیں لیکن قلب کی صفائی کے بغیر وہ طاہر نہیں ہو سکتے۔ جیسے مچھلی پانی میں رہ کر بھی گندی ہی رہتی ہے۔

ان تمام چیزوں کو چھوڑ کر تو اپنے دل کی خبر لے۔ جب تجھے عرفان حاصل ہو جائے گا تو اس وقت اپنے وجود کو فنا کر کے وجودِ حق کو پائے گا جب تو عرفان کی آنکھ سے اپنے وجود کو دیکھے گا تو اپنے دل کو خدا کا گھر پائے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے تجھ کو ظاہر کیا ہے تو اپنی چشم ظاہر سے علانیہ نہیں دیکھ سکتا۔ وہ ہر شکل میں اس کا عین ہو کر ہر شے کو ظاہر کرتا ہے اور پھر وہ شے نہیں بنتا اس لئے کہ وہ منزہ ہے۔ یہاں حق کو حق سے دیکھنے کا درس دیا گیا ہے۔ بمصداق حدیث رایت ربی بربی (دیکھا میں نے اپنے رب کو رب سے) بندہ اور خدا کے تعلق سے تفہیم کرتے ہوئے متعدد مثالوں کے ذریعہ یہ سمجھایا گیا ہے کہ خدا کے ہاتھ میں بندہ ایسا ہے جیسا کہ کاتب کے ہاتھ میں قلم۔ جس سے حروف کا ظہور ہوتا ہے۔ مختلف امثال سے اللہ تعالیٰ کی احاطت ثابت کی گئی ہے۔

"آپ نے جو کچھ کہا میں نے اس کو تسلیم کر لیا ہے۔ براہ کرم یہ بتلائیے کہ انیت اور اقرار کا کیا مفہوم ہے" مرید نے پوچھا۔

آپ نے جواباً فرمایا کہ انیت ایک ہے۔ اس کے اقرار دو ہیں

ایک حقیقی دوسرے اضافی نیز بمصداق انا من نور اللہ وکل شئی من نوری تمام مخلوق کا ظہور نور محمدی سے ہے۔ ساتھ ہی ساتھ یہ بھی فرمایا کہ میرا رب قوی ہے اور میں ضعیف بندہ ہوں اور میں شہادت دیتا ہوں کہ محمدؐ خدا کے بندے اور رسول ہیں۔

طالب نے معذرت کرتے ہوئے پوچھا کہ مخلوقات میں خدا کس طرح جلوہ گر ہے۔ کیا ایسا تو نہیں کہ مصوّر کے ذہن میں تصویر یا حکیم کے ذہن میں اس کی حکمت۔ میں اس کو کیسے سمجھوں؟ ارشاد فرمائیے۔

جواب میں آپ نے فرمایا کہ مصور اور حکیم اپنے کمالات فکر کے ذریعہ سے حاصل کرتا ہے اسی طرح شاعر بھی تفکر ہی کے بعد شعر کہتا ہے۔ خدا کا علم ذاتی ہے اس کو فکر کی ضرورت نہیں۔ شاعر، حکیم اور مصور اپنے معلومات پر محیط ہونے کے باوجود معلومات ان کے غیر ہیں اسی طرح خدا کے علم میں قبل تخلیق معلومات تھے۔ اب وہی مخلوق ہوتی ہے ان معلومات پر باوجود علماً محیط ہونے کے وہ معلومات اس کی غیر ہے۔ یوں خدا اور بندہ میں ربط ہے اور تیری عقل اس نور کا پرتو ہے بالکل اسی طرح جیسے آئینہ میں شخص کا عکس۔ بغیر آفتاب کی روشنی کے آئینہ میں عکس دکھائی نہیں دیتا اسی طرح بغیر نور کے عقل ظاہر نہیں ہوتی۔ جس طرح وجود عالم کبریٰ اور اس کا عکس عالم صغریٰ ہے اسی طرح قدرت عالم کبریٰ اور صفا عالم صغریٰ اور یہ راز بغیر ارشاد مرشد کے منکشف نہیں ہو سکتے۔

Hanif Razvi

طالب نے اپنے شیخ کی تعریف کرتے ہوئے یہ کہا کہ ہوا صفا سے آپ کی کیا مراد ہے؛ ہوا تو ظاہر ہے؛ .... لیکن صفا کسے کہا جائے؛ آپ عارف کامل ہیں۔ مجھے اس کا مطلب سمجھائے۔

جواب میں آپ نے فرمایا کہ عارف کی توجہ ہوا جو ظاہر میں موجود ہے اس کی طرف نہ ہونی چاہیئے بلکہ اس کا باطن جس سے کہ ہوا قایم ہے ظاہر دیکھنے میں تو ایک ہے مگر اس کا باطن صفا ہے۔ نفس کا تعلق ہوا سے اور صفا کا تعلق دل سے ہے۔ خدا لامکاں ہے اور دونوں عالم پر اسی کی حکومت ہے اور عالمین کو عالم غیب سے ظہور میں لایا اور اس میں اپنا ظہور کیا۔ جس ذات نے خلق میں ظہور کیا (اصطلاحاً) اس کو واجب الوجود کہتے ہیں۔ واجب الوجود وہ ہے جو اپنی ذات سے ہمیشہ قایم ہے اور بے چون وہ بے چگونہ ہے جس کی نہ ابتدا ہے نہ انتہا اور تمام اشیاء اُس سے قایم ہیں۔ اِس طرح یہ عالم فانی اس ذات واجب الوجود سے قایم ہے۔ دوسرا ممکن الوجود ہے۔ جس کو جسم میثاقی کہتے ہیں جس پر .... روز میثاق میں سوال و جواب ہوا۔ جسم میثاقی بہ واسطہ روح حرکت کرتا ہے۔ تیسرا ممتنع الوجود وہ ہے جو صبر و سکوں اور غنا رکھے چوتھا عارف الوجود ہے جو دانا اور بینا ہے۔ ان چاروں پر وہ ذات قدیم حاکم ہے۔ یہاں تک تو وجود ذاتی کا بیان تھا۔ صفاتی کی تعریف پچھلے صفحات میں ہو چکی ہے۔ اور روح امر رب سے ہے (قل الروح من امر ربی)۔

کہدے روح میرے رب کے امر سے ہے)

مرید نے سوال کیا کہ روح کو امر رب کیسے سمجھا جاے ؛ اس لئے کہ روح اور امر دو ہیں یا یہ کہ دونوں مل کر ایک ہوے۔

مرشد نے جواباً فرمایا کہ ذات حق میں روح اس طرح مستتر تھی جیسے کہ نقاش کے ذہن میں نقش، جب اس نے ظہور میں لانا چاہا تو اس کے امر کن (ہوجا) سے یہ فیکون (بس ہوگئی) یعنی ظہور میں آگئی۔

مختصر یہ کہ اس نے مختلف شکلوں میں اپنی ذات سے ظہور کیا باوجود اس کثرت ظہور کے سب میں ایک ہی نور ہے۔ اس کثرت میں دو — روحیں ہیں۔ ایک روح جاری ہے اور دوسری روح مقیم جس کا ذکر پہلے آگیا ہے۔ اس کے بعد صفات نفس چار ہیں نفس امارہ جو برائی کی طرف لے جاتا ہے جس پہ اللہ تعالیٰ کا قہر نازل ہوتا ہے دوسرا نفس لوامہ جو گناہ میں ڈالتا اور پھر نادم ہوتا ہے تیسرا نفس مطمئنہ جو صابر ہے اور برائی اور بھلائی دونوں سے بے نیاز ہے۔ چوتھا نفس ملہمہ ہے جو شاکر اور تابع قدرت ہے اس پر صفات ملکی غالب رہتے ہیں۔

روح انسانی رحمان کا پرتو ہے اور اسی بنا پر ملائک نے اس کو سجدہ کیا ورنہ وہ خاک کو کیوں سجدہ کرتے گویا ملائکہ نے اس نور کو سجدہ کیا۔ جسم خاکی کے بارے میں یہ تمثیل دی گئی ہے کہ ٹھیکہ پر

Hanif Razvi

ملمع کرنے سے اس کی قیمت بڑھ جاتی ہے لیکن جب ملمع نکل جائے تو وہ کوئی قیمت نہیں رکھتا۔ یہی حال روح انسانی کا جسم خاکی سے ہے۔ جب روح ساتھ چھوڑ دیتی ہے تو عناصر کی ترتیب بھی باقی نہیں رہتی۔ لہذا جب تک حیات ہے اس وقت تک اللہ تعالیٰ کی پہچان کرلینا چاہیئے ورنہ قیامت تک پچھتاتے رہیں گے۔

تیرا ظہور نور محمدی سے ہوا ہے۔ اس نور کی کوئی شکل نہیں تو جب تک اس نور سے عرفان حاصل نہ کرے اپنی پہچان نہیں کر سکتا اس تن میں دو وجود روح اور مثال بصورت ظاہر و باطن موجود ہیں۔ ان کو دو آنکھوں سے تشبیہ دی ہے۔ ایک کو ظلمت سے اور دوسرے کو نور سے تعبیر کیا ہے۔ تاوقتیکہ یہ دو نہ ملیں اس وقت تک اس تن خاکی سے کسی چیز کی دید نہیں ہو سکتی ان دو کے ظہور کیلئے نور لازمی ہے۔ بلحاظ نور ہر دو میں عینیت ہے اور بلحاظ نوعیت ہر دو جداگانہ ہیں وہ بہ ظاہر ایک معلوم ہوتے ہیں۔ ذات اور صفات کا بھی یہی حال ہے نور کا ظہور تن میں اس طرح ہوا ہے جیسے کافور میں خوشبو یا صندل میں ٹھنڈک یا شکر میں شیرینی اس راز کا انکشاف مرشد ہی کر سکتا ہے۔

طالب نے کہا کہ آپ نے میری الجھن کو دور کر دیا ہے۔ اب یہ فرمائے کہ میری روح کو زندہ رکھنے والا کون ہے۔ مجھ میں اس کی بو کس طرح بسی ہوئی ہے تاکہ میں اپنے دل کی آنکھوں سے اس نور کا

Hanif Razvi

عین ہو کر دیکھوں۔

مرشد نے فرمایا کہ روح کی نظر اور دل کے کانوں سے کام لے اور اپنے میں غور کر کہ وہ ایک ہی ذات کا پرتو ہے۔ جس سے کہ کل صفات کا ظہور ہوا ہے اور وہ ذات سب پر دانا و بینا ہے۔ تیسرا روپ اسی کا ظل ہے۔ اس کی مثال کو یوں سمجھ کہ جیسے مکان کے اندر چھاؤں رہتی ہے۔ اور باہر دھوپ اور چھت نکال دیں تو چھاؤں باقی نہ رہے گی اس طرح تیرے جسم کا حال ہے۔ نفع و ضرر کا تعلق صرف مادی جسم سے ہے۔ اگر تو عرفان میں قاصر رہے تو وہاں تیرا عجز قایم رہے گا تیری روح اسی ایک نور کا ظل ہے اس لیے تو اس نور کا شاہد ہو اور وہ ذات تیری ظاہری نظر سے نہیں نظر آتی لیکن وہ تمام کو ظاہر کرتی ہے بالکل اسی طرح جیسے درخت بیج سے پیدا ہوتا ہے اور نشوونما پاتا ہے لیکن بیج باقی نہیں رہتا لیکن یہ سب کچھ بیج ہی کی بدولت ہے۔ آئینہ میں دیکھنے سے دو شکلیں ہو جاتی ہیں لیکن در اصل وہ ایک حقیقت ہی کا عکس ہوتا ہے جب عکس کا تصور ختم ہو جائے گا تو ایک ہی حقیقت باقی رہے گی اور تو اس کا شاہد ہو رہے گا اور شمع کی تمثیل بھی اس کے اظہار کیلئے دی گئی ہے۔ ان مثالوں سے اس کی ذات پاک اور منزہ ہے۔ کیونکہ رب نے اپنی بشارت "نحن اقرب" سے دی ہے اس لئے ان تمام چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے کسی کا مرید ہو کر ہی یہ فہم حاصل کی جا سکتی ہے

اور محض عقیدت سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

باطن کے تعلق سے جو کچھ بیان کیا گیا ہے اس سے میں مطمئن ہو گیا ہوں - اب خارج میں اس کی ذات کیسی ہے۔ مطلع فرمائیں کیونکہ اس کو شکل وصورت کچھ نہیں اور کیا کوئی اسکو دیکھ سکتا ہے؟

مرشد نے جواباً کہا کہ اسی ایک کی ذات کی وجہ سے سب کا ظہور ہوا اور اس کے سوا کوئی دوسرا نہیں اور وہ ہر قسم کی قید سے منزہ ہو کر ہر قید میں ظہور کیا ہے اور پھر بھی وہ منزہ ہے وہ اپنی قدرت کاملہ سے فاعل کی حیثیت میں مخلوق کی نمود کیا ہے لہذا اس فعل میں اس فاعل کا مشاہد ہو۔

طالب نے سوال کیا کہ قیامت میں دیدار کس طرح ہو گا کیا یہ دیدار جائز ہو گا اس کے متعلق قرآنی ثبوت سے مطلع فرمائے -

مرشد نے کہا کہ اس میں دو فرقے ہیں ایک وہ ہے کہ وہ بے مثال بے نمونہ اور بے ردیف ہونے کی وجہ سے نظر نہیں آسکتا اس طرح اس کو ایک وہم ہو گیا۔

دوسرے گروہ کا کہنا ہے کہ قیامت کے دن مثالی آنکھ سے خدا کا دیدار جائز ہے اور وہ بلحاظ اطلاقیت خدا کا دیدار کریں گے وہاں حساب وکتاب اور سزا وجزا بلحاظ عمل ہو گی اور وہاں صرف وہ اپنا دیدار کرائے گا۔ ہندو عقیدے کی ایک مثال پیش کرتے ہوئے بتلایا کہ کرشن کی سولہ ہزار گوپیاں ہیں وہ سب کے ساتھ عیش وعشرت

Hanif Razvi

میں معروف رہتا ہے۔ اور اس بنا پر ایک گروہ اس کو لا قید سمجھتا ہے لیکن ایک اس کو بلحاظ تعداد مقید قرار دیتا ہے۔ چونکہ وہ ایک نور مطلق سب میں سرایت کئے ہوئے ہے بلحاظ مظاہر کثرت ہے اور ان سب میں نور واحد ہے۔ اس نور کے مشاہدے میں نفی کا کوئی سوال نہیں بلکہ اثبات ہی اثبات ہے اس نور کے ادراک میں عارفین بھی عاجز رہے ہیں کیونکہ وہ ذات بے نہایت ہے۔ اس کے بعد یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ ہر چیز پر محیط ہے اس کو بلحاظ قرآن جس نے اس عالم میں نہیں دیکھا وہ وہاں بھی نہ دیکھ سکے گا (من هذا الاعمیٰ فهو کالاعمیٰ) اور جو شک و شبہ رکھے گا۔ خدا اس سے ہمیں پناہ میں رکھے

جب طالب نے دریافت کیا کہ قدرت کیسے ظاہر ہوئی اس کا جواب نور کا لحاظ کرتے ہوئے دیجئے۔ مرشد نے کہا کہ خدا نے اپنی قدرت سے نور ظاہر کیا اور شکل و صورت عطا کی اور باوجود اس کے نور خود بے شکل رہا۔ نور بغیر قدرت کے ظاہر نہیں ہوتا اور بغیر نور کے قدرت کا کوئی استوا نہیں۔ اس کو علم ثلاثی سے سمجھا جا سکتا ہے۔ یعنی خدا، نور اور قدرت تینوں مل کر ظاہر ہوئے ہیں۔ اسی طرح ہر شئے میں صفات کو دیکھ جس سے تیرا ضمیر منور ہوگا۔

طالب نے سوال کیا کہ نور اور قدرت کیا ہے اور اس پر اللہ کس طرح محیط ہے؟

اس کے جواب میں کہا گیا کہ نور بے روپ اور خدا مستتر تھا اور

اپنی قدرت سے وہ نور ظاہر ہوا تو عالم کا روپ بنا یا اشکال ظاہر ہوئے مثال کیلئے سونا، سنار اور سنار کی قدرت فن کاری دی گئی ہے۔ یعنی سونے سے مختلف قسم کے زیورات بنتے ہیں۔ لیکن سونا کسی خاص شکل کیلئے مختص نہیں بلکہ سنار اس کو اپنی ہنرمندی سے آگ میں تپا کر مختلف شکلوں میں ڈھالتا ہے۔ سونا اشکالی وجود ہے جو مختلف شکلوں میں ظاہر ہوتا ہے۔ سونا بجنسہ رہے گا لیکن اس کی اشکال میں تبدیلی ہوتی رہے گی۔ اسی طرح خدا نے ساری کائنات کو قدرت اور نور سے ظہور میں لایا۔ اس نور کا پرتو روح ہے جو خاکی تن میں مستتر ہے۔ بالفاظ دیگر چاروں وجود جو باطن میں ہیں۔ یہ آئینہ عرفان ہیں اور جس سے ان کی پہچان حاصل ہوتی ہے۔

طالب نے سوال کیا کہ جب یہ تن چھوٹ جائیگا تو من بر مثال کیسے قایم رہ سکے گا؟

مثال روح کا مرکب ہے۔ یہ لازم و ملزوم ہیں علیحدہ نہیں ہوں گے مرشد نے جواب دیا کہ دوسرا تن روحانی وجود ہے، دکھ سکھ اور اوامر و نواہی کا تعلق صرف جسم اور احساسات سے ہے۔ جسم خاکی جسم مثالی کا آلہ ہے۔

یہاں ایک سوال یہ ابھرتا ہے کہ جب سارے وجود ایک ہی نور سے ہیں تو پھر کافر اور مسلمان کا امتیاز کیسے پیدا ہوا اور کیوں ہونا چاہیئے؟ اس کی وضاحت فرمایئے۔

Hanif Razvi

آپ نے جواب دیا کہ چونکہ ایک ہی نور سے سب کا ظہور ہوا ہے جیسا رس ہے اور رس پین میں ایک ہے مگر بعض رس کڑوے بعض زہریلے اور بعض میٹھے یعنی خواص میں مختلف ہوتے ہیں اس طرح کافر، مسلمان، زاہد اور عابد کے امتیازات ہیں۔ انھیں واضح طور پہ کہا نہیں جا سکتا میں تو یہ سمجھ رہا ہوں کہ جو چیز مقدر ہو چکی ہے وہ بہر صورت ہو کر رہے گی۔ اس راز کا انکشاف کیجئے۔ مبادا میں گمراہ ہو جاؤں اس کو سمجھے بغیر میری نجات ممکن نہیں۔

آپ نے فرمایا کہ بندہ اپنے فعل میں مختار ہے اور اس کو نیک و بد کی تمیز عطا کر دی گئی ہے اور کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں رکھی گئی نبیؐ کے توسط سے قرآن نازل کر کے ہر چیز بتا دی ہے۔ اب اگر نہ سمجھے تو تیرا قصور ہے۔ یہ صحیح ہے کہ مقدرات تکمیل پا چکے ہیں اور بہ لحاظ اقتضا انھیں حق ظہور میں لاتا ہے۔ اس طرح بندہ فعل میں مختار اور قوت میں مجبور ہے۔

آپ نے یہ جواب اپنے طور پہ دیا ہے یا اس کا کہیں تحریری ثبوت موجود ہے؟

اس میں گمان کرنے کی کوئی گنجائش نہیں۔ قرآن اس کا گواہ ہے کہ کوئی ذرہ اس کے حکم کے بغیر حرکت نہیں کرتا جو کچھ اس نے لکھا ہے وہ تیری حقیقت کا اندازہ کر کے ہی لکھا ہے۔

مستقبل کا علم مجھے کیسے ہوگا اور جو کچھ ہو رہا ہے اس کا مواخذہ

مجھ سے کیوں ہو رہا ہے جبکہ ہر چیز اس کے حکم سے ہو رہی ہے۔

تیرا یہ خیال صحیح ہے کہ جو کچھ تیرے دل میں آتا ہے وہ اس کو ظہور میں لاتا ہے قرآن کا قول ہے کہ جیسا کرے ویسا جائے گا۔ قرآن نے دونوں راستے یعنے شکر اور کفر بتا دیئے جو چاہے قبول کر ادب یہ ہے کہ بھلائی کو خدا کی طرف منسوب کر اور برائی کو اپنے نفس کی طرف اعنیں اعمال کے لحاظ سے جنت اور دوزخ بھرے جائیں گے۔ تیرا جو اعتقاد ہے۔ اس میں بنیادی طور پر ایک غلطی ہو رہی ہے۔ ادب یہ ہے کہ برائی کو اپنے سے متعلق کرے اور ایمان یہ ہے کہ خدا اس کو ظاہر کرتا ہے۔ اگر تم خدا کو ظالم سمجھو تو یہ اس سے دشمنی کے مماثل ہے۔ خدا تجھے اس تصور سے محفوظ رکھے اور کسی کے دل میں ایسی بات نہ آئے۔ وہ کسی پر ظلم نہیں کرتا بلکہ وہ بندے کے تصورات کے مطابق اعمال کو ظہور میں لاتا ہے۔ بلحاظ افعال سزا و جزا مرتب ہوتی ہے۔

میں نے یہ سمجھا تھا کہ خدا کا کوئی شریک نہیں جب سب بندے اس کے ہیں تو وہ جیسا چاہتا ہے کرتا ہے اس لئے میں یہ سمجھا کہ وہ ظالم ہے۔

یہ درست ہے کہ اس کا کوئی شریک نہیں بہتر یہی ہے کہ یہ سمجھے کہ میں بندہ ہوں اور وہ رب ہے اور اپنی قدرت سے تمام بندوں پر شاہد ہے اور اپنے بندوں پر اپنے عدل و انصاف کو واضح طور پر بیان کر چکا ہے۔ اب تو اس غور و فکر میں رہ کر اپنی

نفسانی جہالت سے باز آ۔ کلام اللہ ایک معمہ ہے اس پہ تیرا وہم کام نہیں کر سکتا کیونکہ اس میں ناسخ و منسوخ ہے اس لئے واضح طور پر نہیں سمجھے گا اور بھنورے کی طرح پھرتا رہے گا اس لئے کسی مرشد کے پاس جا تاکہ وہ تجھکو راہ بتائے۔ یہ اپنے آپ سے سمجھ میں نہیں آسکتا۔

مرید نے اس کو تسلیم کیا کہ مجھ میں اتنی طاقت نہیں کہ میں اس کو سمجھ سکوں یہ تو بدیہی ہے کہ جو چیز لکھی جا چکی ہے وہ مٹ نہیں جا سکتی جیسا بیج بوئے گا ویسا یاد آئے گا اور لکھا ہوا ٹل نہ سکے گا۔

مرشد نے فرمایا کہ جو پہلے لکھا گیا اس کا علم تجھے نہیں یہ غلط گمان نکال دے اس لئے کہ جو لکھا ہے وہ تو نہیں جان سکتا۔ کاتب تقدیر نے از ابتدا تا آخر جو کچھ لکھا ہے اسی کے مطابق ظہور میں آرہا ہے تو اپنے نفس سے یہ کیا باتیں کر رہا ہے۔ چونکہ اس کا علم قدیم اور ذاتی ہے اس لحاظ سے اس نے لکھا ہے۔ اس پر تیری نظر نہیں جا سکتی تیرا کچھ یارا نہیں اگر اس کے خلاف تو کر سکتا ہے تو کر کے دیکھ لے۔ یہ ممکن نہیں۔

جو حرکت سرزد ہوتی ہے وہ مجھ سے ہوتی ہے اور یہ خدا پر روشن ہے اور اس طرح ساری مخلوق کی حرکات اس پر عیاں ہیں اس پر مرشد نے فرمایا کہ حرکت تیری ذاتی نہیں ہے بلکہ فاعل حقیقی رب ہے۔

Hanif Raza

فعل کی نسبت حق کی طرف ہے مستقبل جس سے ہم ناواقف ہیں اس کو بھی اس نے مقدر کر دیا ہے اور جو روبہ عمل آتا ہے وہ بھی اسی کی طرف سے ہے (مرید اپنا جبری عقیدہ پیش کر رہا ہے)

اس پر مرشد نے فرمایا کہ جو کچھ مقدر کر دیا گیا ہے اس سے تو ناواقف ہے اس لئے کہ وہ حجاب میں ہے تو نے مقدر کرنے والے کی ہستی کو نہیں سمجھا۔ تیری تقدیر مقدر ہو چکی ہے جس کو وہ ہر آن ظاہر کرتا رہتا ہے۔ مرید نے اپنی مشکل اور بے بضاعتی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ میرے لئے یہ مسئلہ سمجھنا مشکل ہے اور نہ مجھ میں اس کو وضاحت کرنے کی سکت ہے۔ اگر میں یہ کہوں کہ جانتا ہوں تو شرک کا مرتکب ہوتا ہوں اس لئے میں نے اس کا تصور ہی چھوڑ دیا ہے۔ مرشد نے جواباً کہا کہ یہ تیری مرضی ہے اس نے تجھے سننے دیکھنے اور کرنے کا اختیار دیا ہے یہ اسی کی قدرت ہے کہ تیرے افعال ظہور میں آتے ہیں۔

مُرید نے کہا کہ مجھے ایسا معلوم ہو رہا ہے کہ سب وہی کرا رہا ہے اگر میرا کرنا ثابت ہو تو یہ شرک ہوگا۔ جیسا اس نے مقدر کر دیا ہے اس طرح مجھ سے عمل میں آ رہا ہے۔ اس پر مرشد نے پوچھا کہ کیا تیری تخلیق ہی نہیں ہوئی اور سب کچھ وہی ہے۔ مرید نے کہا کہ بندہ ضعیف ہے اور تمام مخلوق کے ساتھ اس کی بھی تخلیق ہوئی ہے۔

مُرشد: بندہ فعل میں مختار اور اختیار میں مجبور ہے حسبِ استعداد تجھے اختیار دیا گیا ہے تو ہمیشہ خوف و اُمید میں رہ تیری کوششیں نفس کے تابع ہیں یہاں علانیہ اقرار ہو اور وہاں اپنا سر تسلیم خم کرے جو چاہے کر اور انصاف سے

کام ہے کہ تیری پسند خود تابع تقدیر ہے۔ اس نے مکرر اپنا جبری عقیدہ پیش کیا اور کہا کہ وہ جیسا چاہتا ہے کرتا ہے تقدیر کا کوئی سوال نہیں

مرشد: کاموں کو بالکلیہ تقدیر پر ڈال دینا غلطی ہے۔ یہ بحث غلط ہے اچھائی اور برائی کا ذمہ دار اس کو قرار نہیں دیا جا سکتا۔ قرآن اور پیغمبر صلعم جو تعلیم دی ہے اس پر عمل پیرا ہونا چاہیئے۔ اگر تیرے خیال کے مطابق ہوتا تو زہر کھا کر لوگ زندہ رہ جاتے ہیں تریاق پی کر مر جاتے ہیں۔ یہ سب اس کی قدرت ہے

مُرید نے پوچھا کہ کیا تدبیر کرنے سے تقدیر بدل جاتی ہے؟

اس پر آپ نے جواب دیا کہ تقدیر نہیں بدلتی لیکن جب تقدیر کا تجھ سے تعلق ہے یعنے معلق اس میں تبدیلی ہو سکتی ہے اگر ادب[1] اور قضا نہ سمجھ سکے تو راضی بہ رضا رہنا چاہیئے۔ میرے اس قول پر پابند رہ تاکہ قبر میں امن سے گذرے ورنہ اس میں تباہی ہے اور دوزخ میں جائے گا۔ ظلم کی جہت حق کی طرف نہ کر۔ تقدیر قدیم میں تبدیلی نہیں ہوتی جیسے حضرت ابراہیم خلیل اللہ حضرت یوسف علیہ السلام اور حضرت یونس علیہ السلام کو خدا نے آگ، کنوئیں اور ظلمت ماہی سے بچایا مختلف امثال سے راضی بہ رضا رہتے ہوئے قرآن و حدیث کے مطابق عمل پیرا ہونے کی تعلیم و تلقین فرمائی گئی ہے اور ایسی عقل عطا کی گئی ہے کہ ان سب اعتبارات کا امتیاز کر سکتا ہے۔

مُرید نے پوچھا کہ آپ کا فرمانا بجا لیکن قرآن کی رو سے کوئی ذرہ بغیر خدا کے حکم کے حرکت نہیں کر سکتا تو یا تو بندہ کو بھی مختار بنائے یا بالکلیہ قدرت ہی کی

۱؎ ادب سے مراد یہ ہے کہ شر کو اپنی طرف منسوب کرے اور خیر کو حق کی طرف اور قضا سے مراد یہ ہے کہ جیسے اس نے تقدیر میں لکھ دیا ہے انھیں ظہور میں لاتا۔

Hanif Razvi

مختار تسلیم کیجئے بہرحال اس کا سمجھنا میرے لیئے مشکل ہے براہ کرم اس کی تفہیم کیجئے۔

مرشد نے جواب دیا کہ اس راز کو شاید ہی لوگ سمجھ پائیں نہ تو ساری ذمہ داری بندہ پر ہی عائد کی جا سکتی ہے اور نہ خدا پر یہ دونوں امر غلط ہیں۔ اب میں ایک مثال سے اس کی توضیح کرتا ہوں جیسے کہ آنکھیں اور آفتاب کہ آنکھیں اس کے بغیر کسی چیز کو نہیں دیکھ سکتیں اور اگر آنکھ اندھی ہے تو آفتاب روشن۔ اس میں اس کا کوئی تصور نہیں بہرحال مختلف امثال سے قضا و قدر کے مسئلہ کی تفہیم کی گئی ہے جس کا اختصار یہ ہے کہ خدا قادر مطلق ہے۔ قبل تخلیق علم الہیہ میں جو بصورت معلومات تھے ان سے قدر کیا اور بندہ کی زبان میں ان کی اقتضا ہوئی اور بلحاظ قدر قضا کرتا رہا۔ نیز خیر و شر میں درس ادب دیا گیا ہے جس کا ذکر اوپر آچکا ہے۔

اس کے ساتھ ہی کلمہ طیبہ سے عقائد کی تعلیم دی گئی ہے۔ یہ بتلایا گیا ہے کہ کلمہ طیبہ کا زبان سے اقرار کرنا اور صدق، یقین، اخلاص، صبر، توکل، تسلیم، حیا اور شکر ان سب پر ایمان رکھنا نیز بندے پر تین فرض اور عائد کئے گئے ہیں عرفان، ایمان، اسلام۔ ساتھ ہی اس کی توضیح کر دی گئی ہے کہ عرفان کمال قدرت کی پہچان کا نام ہے اور اس کی دو قسمیں ہیں ایک خود شناسی دوسرے حق شناسی ایمان یہ ہے کہ خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے پر ایقان رہے اس کی دو قسمیں خوف و رجا ہیں۔

اسلام کی تعریف یہ ہے کہ خدا کے ہر امر کے سامنے سر تسلیم خم کرے اس کے بھی دو اعتبارات ہیں امر و نہی۔ از روئے ایمان مراقبہ یہ ہے کہ خطرات نفسانی سے

بازآجائیں اور بندہ سے جو افعال سرزد ہوتے ہیں انھیں تقدیر ازلی پر محمول کریں اور مشاہدہ یہ ہے کہ ذات حق میں اپنی نفی (بہ اعتبار وجود) کرے اور خود کو مخفی کردے جیسے لوہا آگ میں جل کر اپنے لوہے پن سے گذر کر آگ نما ہوجاتا ہے اور لوہے میں آگ کی خصوصیات پیدا ہوجاتی ہیں۔ جب یہ عارضی خصوصیات ختم ہوجائیں گی تو وہ اپنی اصلیت پر آجائے گا لوہے میں آگ پن کی یہ خصوصیت اس بات کی تشبیہ ہے کہ جب بندہ صفات حق سے متصف ہوتا ہے تو اس سے صفت نفس امارگی ختم ہوجاتی اور نفس رحمانی کارفرما ہوتا ہے۔

مرید نے جب نفس رحمانی کی تعریف دریافت کی تو فرمایا کہ یہ حق کی جانب سے ودیعت کیا ہوا ہے جو ہر ایک کے دل میں پوشیدہ ہے۔ یہ عالم غیب سے ہے اور اعمال نیک وبد کا نگراں ہے دوسرا نفس امارہ ہے یعنی گناہوں کی طرف مائل ہوتا ہے۔ قیامت میں جب پرستش ہوگی تو ہر ایک اپنا اپنا جواب دہ ہوگا۔ مرید نے پوچھا کہ فکر اور عبادت کے رموز سے آگاہ فرمایئے اور بتلایئے کہ ایک ساعت کی فکر عبادت سے اعلیٰ ہے۔ مرشد نے ارشاد کیا کہ فکر کے دو طریقے ہیں ایک تو یہ کہ ہم خدا کی یاد میں اتنے مستغرق ہوجائیں کہ اپنے کو بھول جائیں یہی عبادت کا راز ہے اور یہ مقام فنافی اللہ ہے۔ یہی ہے کہ انیت سے چھوٹ جائے دوسری فکر کا تعلق اعضاء و جوارح سے ہے جو بلحاظ خواص کارفرما ہیں۔ سرّ عبادت یہ ہے کہ جب تک یاد رہے فراق نصیب ہوتا ہے اور جب یہ یاد فراموشی کی منزل میں آجاتی ہے تو وہ وصل کہلاتی ہے۔

Hanif Razvi

اس میں عارف اور عاشق کا امتیاز کیا گیا ہے اور یہ سالکوں کی راہ ہے۔

یہاں واصل کی خودی منتفی ہے نہ کہ اس کی ذات اگر نفی ذات قرار دے تو ملحد ہوجاتا ہے اور انتفائے خودی سے موحد کہلاتا ہے۔

مرید نے پوچھا سالکوں کی راہ کتنے قسموں پر منقسم ہے مجھے یہ تفصیل فرمایئے۔

مُرشد نے فرمایا کہ دو مقام چار راستے اور چار منزلیں ہیں۔ ایک مقام شیطانی ہے دوسرا قرب ربانی اگر یہ درس اچھی طرح سمجھ لیں تو اعلیٰ مقام پر پہنچ جائیں گے۔

مُرید نے پوچھا کہ جب دُنیا کی تخلیق عمل میں آئی تو کونسا مقام تھا۔ مرشد نے فرمایا کہ یہ مقام شیطانی اور حرص و نفسانی کا ہے تاوقتیکہ شریعت پر عمل پیرا نہ ہو اس وقت تک مقام شیطانی سے مفر ممکن نہیں۔ مقام یا منزل کو پہلے اپنے دِل میں سمجھنے کی کوشش کرو۔ جب تک یہ فہم میں نہ آئے اس وقت تک منزل تک نہیں پہنچ سکتے۔

شیطانی مقام کی کیا پہچان ہے؟ مُرید نے سوال کیا۔

آپ نے جواباً فرمایا کہ میں اور میرا سے دوئی ثابت ہوتی ہے یہ شرک ہے یہ مقام شیطانی کی خاصیت ہے۔ اس مقام کے خواص، غصہ، کینہ اور کبر ہیں۔ ان تمام چیزوں سے خلاصی پاکر شریعت کی راہ پہ چلنا چاہیئے اس کے بعد طریقت کی راہ ہے اور پھر حقیقت جس میں امان ہے۔ حقیقت کا حال دل پہ طاری ہوجاتا ہے تو اس کو معرفت کا مقام حاصل ہوجاتا ہے اس طرح چار راستوں کی چار منزلیں بھی ہیں۔ پہلی منزل ناسوت ہے۔

Hanif Razvi

اس منزل کی مثال ایسی ہے کہ ایک شیر خوار یا حیوان۔ دوسری منزل ملکوت ہے کہ اس میں عبادت لازم آتی ہے۔ تیسری منزل جبروت ہے اس منزل کا لازمہ تسلیم ہے۔ چوتھی منزل لاہوت ہے۔ جس کا ایک حال ہے وہ یہ کہ بندہ اپنی خودی سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ اس طرح وہ مقام قرب میں پہنچ جاتا ہے۔ خدا کا فضل شامل حال رہے تو اس مقام پر پہنچتے ہیں۔ سالک کو شیطان ہمیشہ اس کے راستے سے بھٹکانے کی کوشش کرتا ہے ایک لحاظ سے وہ ایک راہزن ہے اس لئے ہمیں آنحضرت صلعم کا سہارا لیتے ہوئے شریعت پر قائم رہنا چاہیے۔

مرید نے کہا کہ میں نے شیطانی مقام تو سمجھ لیا ہے' راہِ شریعت کی تعریف فرمایئے۔

آپ نے فرمایا کہ راہ شریعت اس طرح سمجھیں کہ وہ رب ہے اور میں اس کا بندہ ہوں اس کے بعد اوامر و نواہی کی پابندی کرنی چاہیئے۔ ذکر و مراقبہ میں مواظبت کر کے نفس سے بے تعلق ہو سکتے ہیں مگر مشاہدہ کے بغیر کچھ حاصل نہیں ہوتا اور منزل ناسوت تک بھی رسائی حاصل نہیں ہوتی۔ خدا کے نام کے سوا کوئی اور نام نہ لے۔ اس میں بعض نام ذاتی اور بعض صفاتی ہیں۔ اس طرح ہزار ناموں کا ایک نام اللہ ہے اور قرآن کا آغاز بھی اسی نام سے ہے۔ تخلیق سے پہلے دونوں عالم اسی میں تھے اس سے جدا نہ تھے۔

کلمہ طیبہ کا ذکر کفر کو دفع کر دیتا ہے اس لئے بعد ذکر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

Hanif Razvi

جاری رکھے کیونکہ پورے کلمے پر ایک مرتبہ ایمان لاچکا ہے۔ اس ذکر سے دل صیقل ہو جاتا ہے۔

یہ فرمائیے کہ ذکر سے دل کا تزکیہ کیسے ہوتا ہے؟

خدا اور اس کے رسول پر صدق دل سے اقرار و تصدیق کرنا اور لا اِلٰہ سے نفی اور اِلا اللہ سے اثبات کا اظہار ہوتا ہے اجمالاً ذکر کے پانچ اقسام بیان کئے گئے ہیں۔ ذکر جلی زباں سے ذکر کرنا۔ ذکر قلبی دل سے ذکر کرنا ذکر روحی میں دید حاصل ہوتی ہے۔ ذکر سری میں فنائیت اور ذکر خفی میں وصال ہے اس کے بعد اپنے حال سے بے خبری ہوجاتی ہے اور اس کی فہم مرشد سے حاصل کرے۔

اس کے بعد ہر ذکر کی توضیح اس طرح کی گئی ہے کہ ذکر جلی کا تعلق پہلے تن (جسم خاکی یعنی ناسوت) سے ہے۔ اس ذکر میں کل اعضاو جوارح پر اثرات مترتب ہوتے ہیں جس طرح حضرت منصور کے ہر عضو سے انا الحق کا ظہور ہوا۔ یہ ذکر جلی تھا اب مراقبہ یہ ہے کہ دل کے خطرات و نفس کو دور کرکے ذکر جلی میں مشغول ہو اور اس میں یکسوئی ہو جائے تو اس کو مشاہدہ سمجھ۔ اس میں جو حال طاری ہوگا اس کو منزل ناسوت کہتے ہیں یہ بچپن یا مجذوب کا حال ہے۔ اس میں جو کیفیت گذری اس کو خدا کا کرم سمجھ جب یہ سب چیزیں تجھ میں گم ہو جائیں گی تو راہ طریقت میں قدم رکھ۔ یہاں تجھ کو دل کا مقام نصیب ہوگا تو قیل و قال سے گذر جائیگا اور نفسانی عادتیں چھوٹ کر روحانی وجود سے تعلق ہو جائیگا

Hanif Razvi

اور اس کو ایک نئی حیات مِل جائیگی۔ اس کو سیر و طیر حاصل ہوگی اس کی باطنی طہارت کی تو یہ ایسی ہوگی۔ جیسے توبۃ النصوح۔ اب ان سب اعتبارات سے گذر کر ذکر قلبی میں مشغول ہو۔

مُرید نے دِل کے متعلق تفصیلات پوچھیں تو آپ نے فرمایا کہ قلب عرش اللہ ہے۔ یہ قلب وہ نہیں جو بائیں جانب گوشت کا لوتھڑا ہے۔ یہ دل وہ ہے جو بے نہایت ہے اور اس تن خاکی میں پوشیدہ ہے جس کو ظاہری آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں۔ ایک دل ایسا ہے جیسے کہ جوہر سے اس کی چمک ظاہر ہوتی ہے۔ عقل کی دو قسمیں ہیں۔ ایک مقیم ہے جو جسم کے ساتھ ہے اور دوسری دلالی ایسی ہے جیسے پانی میں موج یا سراب' ان دونوں پر روح ٹھہری ہوئی ہے۔ عقل مقیمی کو دل اور عقل دلالی کو نفس سے تعبیر کیا گیا ہے۔ جب دل پر علم لدُنی کا باب کھلتا ہے تو خودی فنا ہوجاتی ہے۔ عقل دلالی کا تقاضا خودی ہے اگر خودی دل سے نِکل جائے تو معشوق کیلئے جگہ پیدا ہوسکتی ہے۔ ذکر قلبی سے فکر باطن کی طرف متوجہ ہو اور ظاہر و باطن ہر دو طریق سے حق کی یاد میں رہ۔

مراقبہ اس طرح کرے کہ کوئی خطرہ اُٹھنے نہ پائے۔ قلب کی مشغولی سے حال طاری ہوجائے تو منزل ملکوت حاصِل ہوتی ہے اور منزل ملکوت فرشتوں کی راہ اور سیر و طیر کا مقام ہے اور یہاں کشف باطن ہوتا ہے اور یہ مقام شادی و رنج سے بے نیاز کر دیتا ہے۔

روح اور دل کے بارے میں نہایت سادہ انداز میں تشریح

کی گئی ہے۔ جس کا ذکر پچھلے صفحات میں آچکا ہے۔ اس کے بعد مرید نے سوال کیا کہ علم کی کتنی قسمیں ہیں؟ مرشد نے علم کی دو قسمیں کسبی اور لدنی بتائیں۔

علم کسبی سیاہی اور کاغذ پر منحصر ہے اور علم لدنی نہ تو لکھا جا سکتا ہے اور نہ کہا جا سکتا ہے وہ ایک ایسا نکتہ ہے جو ظاہر اور باطن کو دیکھتا ہے۔ وہ ایسا نکتہ ہے جس میں تمام نکتے ضم ہو جاتے ہیں۔ حروف کا ظہور نکتے ہی سے ہوا ہے۔ اسی طرح تمام دنیا کا ظہور ہوا۔ اس کے بعد حرف ہجا کی نکتوں کے ذریعہ توضیح کی گئی ہے اور یہ کہا گیا ہے کہ ایک نکتہ سب پر محیط ہو کر بھی منزہ ہے۔

اس تشریح و تمثیل کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ باوجود سب میں رہ کر بھی منزہ ہے۔

آخر میں اپنے ایمان کی سلامتی کی دعا پر ارشاد نامہ کو ختم کیا ہے۔

ہدیۂ تشکر

ڈاکٹر زور مرحوم نے مجھے برہان الدین جانم کے کارناموں پر تحقیق کرنے کا مشورہ دیا اور میں نے ان کے حکم کی تعمیل میں کام شروع کیا اور ان کا نثری رسالہ کلمۃ الحقایق مرتب کر کے شایع کیا۔ ارشاد نامہ وہ خود شائع کرنا چاہتے تھے لیکن انھیں کوئی دوسرا نسخہ دستیاب نہ ہوسکا اور مجبوراً انھوں نے وہ ارشاد نامہ نقل کروا کر چھپوا دیا جو ادارہ کے کتب خانہ میں محفوظ ہے لیکن مقدمہ کی تکمیل نہ کرسکے اور اس کی اشاعت عمل میں نہ آسکی۔ ان کے انتقال کے بعد میں جناب احمد خاں صاحب درویش کے ساتھ بیجاپور دو دفعہ گیا اور امین درگاہ سے ارشاد نامے کے نسخے حاصل کرنے میں کامیابی حاصل کی لیکن ان میں بھی کوئی نسخہ مکمل نہیں ایک نسخہ ایسا ہے جو اول و آخر ناقص ہے اور دوسرے دو نسخوں کے کچھ اوراق ملے۔ میرے لئے ان کی بھی اہمیت تھی۔ جب میں نے اپنا کام مکمل کر لیا تو اشاعت کیلئے جناب مسعود حسین خاں صاحب سابق صدر شعبہ اُردو عثمانیہ یونیورسٹی۔ حال صدر شعبہ لسانیات مسلم یونیورسٹی نے

Hanif Razvi

ارشاد نامے کیلئے قدیم اردو میں دو سو صفحے کی گنجائش فراہم کرنے کا وعدہ فرمایا لیکن اندازہ یہ ہوا کہ ٹائپ کے دو سو صفحات کافی نہ ہوں گے اس لئے یہ اشاعت پذیر نہ ہو سکا۔ محترمہ ڈاکٹر رفیعہ سلطانہ صدر شعبۂ اردو عثمانیہ یونیورسٹی نے مجھے پھر اس کی اشاعت کی طرف توجہ دلائی اور صفحات کی قید اڑا دی اور ٹائپ کی پابندی بھی عاید نہ کی۔ کفایت اور وقت کو پیش نظر رکھتے ہوئے میں نے لیتھو کو ترجیح دی۔

میں ان تمام حضرات کا شکر گذار ہوں جنھوں نے اس سلسلہ میں میری مدد فرمائی۔ خصوصاً سید جعفر حسینی صاحب سجادہ امین درگاہ بیجاپور کا جنھوں نے اپنے نسخے مجھے عاریتاً عنایت فرمائے۔ جناب احمد خاں صاحب درویش کا بھی سفر و حضر میں مجھے تعاون حاصل رہا۔ اگر محترمہ ڈاکٹر رفیعہ سلطانہ اس کی اشاعت کی طرف توجہ نہ فرماتیں تو یہ ابھی مسودے کی شکل میں پڑا رہتا اور ممکن تھا کہ دیمک کی نذر ہو جاتا یا ضایع ہو جاتا۔ میں ان سب حضرات کا مکرر شکریہ ادا کرتا ہوں

محمد اکبر الدین صدیقی

چار قندیل آغا پورہ حیدرآباد ۱
۱۵ر جون ۱۹۷۱ء

Hanif Razvi

شجرہ نسبی

حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ - سیدنا امام حسینؓ - سیدنا امام زین العابدینؓ - سیدنا زید علی المظلومؓ - سیدنا ابو الحسنؓ

سید یحییٰ
سید عمر
سید محمد
سید ابی عبد اللہ
سید حسین
سید ابو الحسن جندی
سید زید
سید داؤد
سید حمزہ
سید علی

سید حسن
سید محمد
سید علی
سید جمال الدین مغربی
سید احمد حسینی

سید ابو المعالی
سید عبد اللہ مغربی

بی بی رضا
زوجہ حضرت خواجہ بندہ نواز

سید محمد
سید حسن
سید یوسف
سید محمد
سید شاہ علی اسد اللہ حسینی
سید یوسف حسینی معروف بہ شاہ راجو قتال
ابو الفتح صدر الدین سید محمد حسینی بندہ نواز گیسو درازؒ

سید اکبر حسینی عرف شاہ بڑے
سید یوسف اصغر حسینی شاہ لہرا

سید شاہ ید اللہ حسینی گنج بخش
سید شاہ ابو الفیض امین الدین من اللہ حسینی

سید اسد اللہ
سید ابو الحسن
سید سیف اللہ
سید حمزہ
سید احمد
سید زین
سید داؤد
سید حسین
سید محمد
سید علی
سید حاجی شریف دوام الدین
سید امیر الدین
میراں جی شمس العشاق
سید برہان الدین جانم
سید امین الدین اعلیٰ
بابا شاہ حسینی
سید علی پیر حسینی
سید برہان الدین جانم ثانی
سید حسین حسینی عرف بادشاہ حسینی
سید امین الدین حسینی
سید محمد حسینی صاحب حسینی صاحب

خواجہ مولا حسینی
خواجہ پیر حسینی
خواجہ امین الدین

سید شاہ امین الدین
خواجہ حسین ثانی
خواجہ اسد اللہ حسینی
خواجہ شاہ پیر پادشاہ حسینی
اسد اللہ حسینی عرف چاند پاشا
امام جعفر حسینی عرف
خواجہ پیر صاحب
حاضر حال

Hanif Razvi

سلسلۂ بیعت

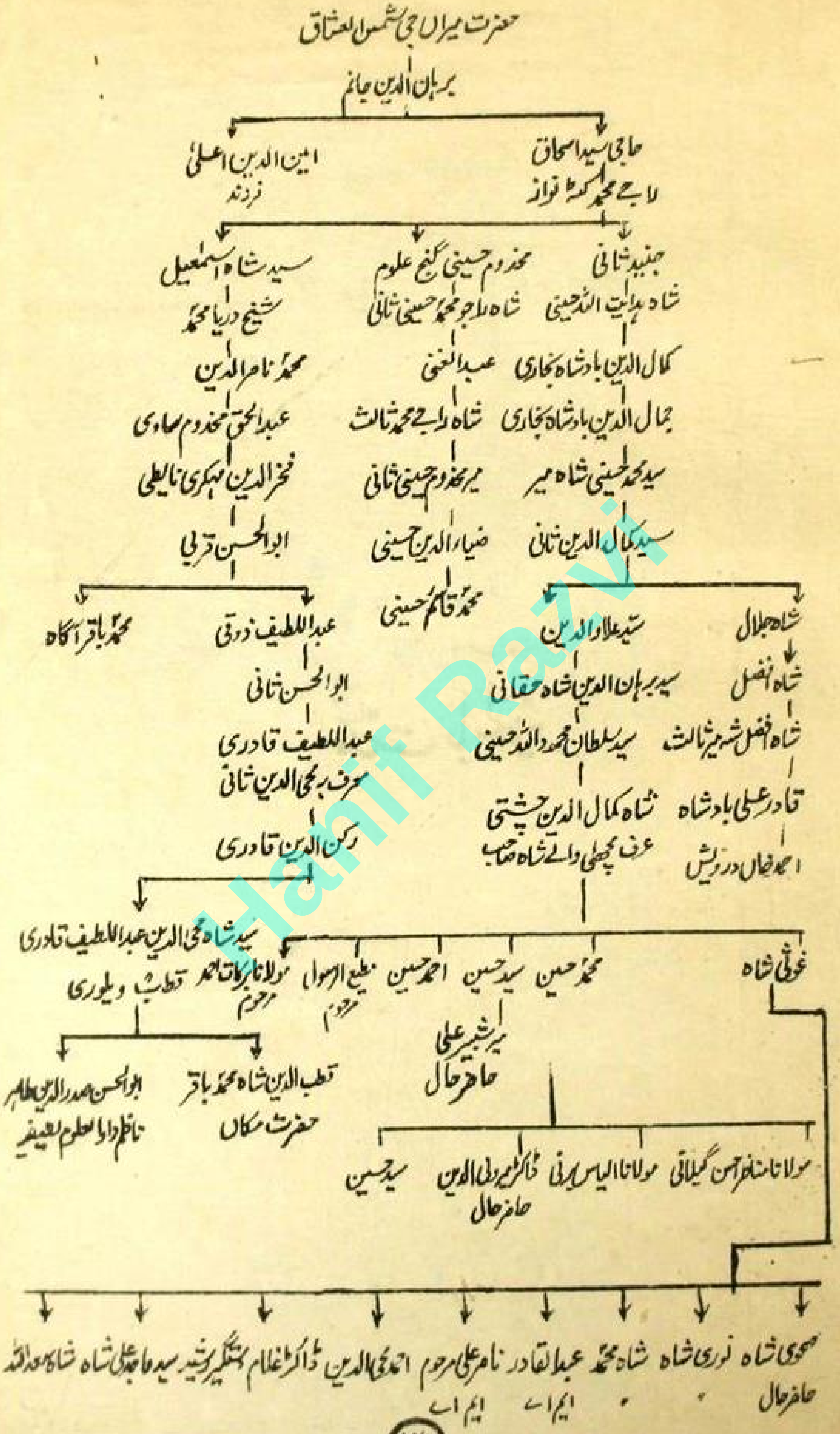

Hanif Razvi

تمّت بالخیر

Hanif Razvi

تصنیف

حضرت برہان الدین جانمؒ بیجاپوری

ارشاد نامہ

Hanif Razvi

مرتبہ

محمد اکبر الدین صدیقی

ریڈر شعبۂ اردو عثمانیہ یونیورسٹی

جون ۱۹۷۱ء

یہ سب بولیا ہے انجان
عابد عاجز ہے برہان

ہجرت نہ صد نودان
۹۹۰ھ
اِرشاد نامہ لکھیا جان

Hanif Razvi

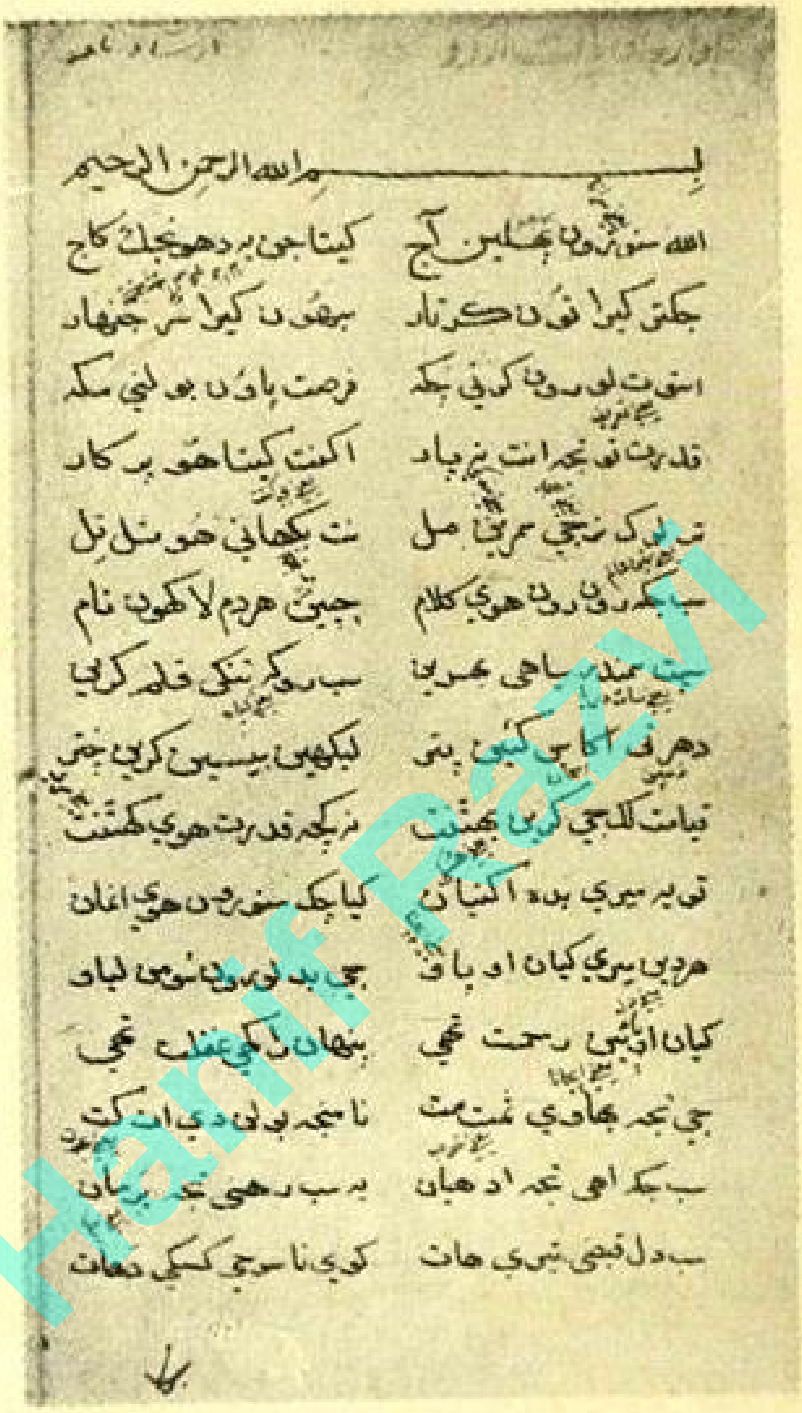

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ارشاد نامہ کا پہلا صفحہ

(بہ شکریہ ادارہ ادبیات اردو)

Hanif Razvi

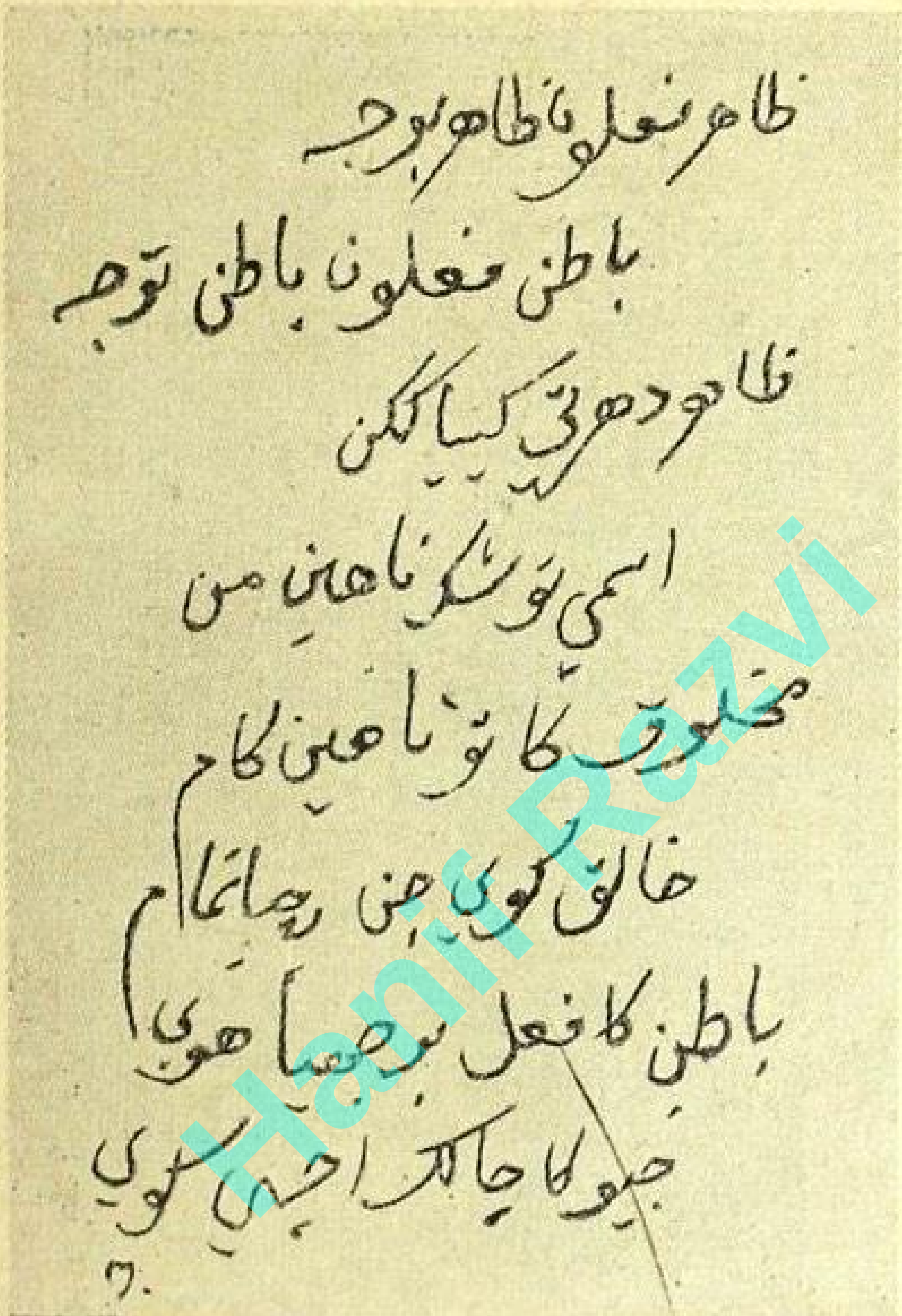

ظاہر فعلوں ظاہر توجہ
باطن فعلوں باطن توجہ
ظاہر دھرتی کیا گگن
اسمیں تو شک نا ہے من
مخلوق کا تو نا ہے کام
خالق کوں ہے رچیا تمام
باطن کا فعل بصفا ہوئی
جیو کا چاکر اچھے کوئی

ارشاد نامہ کا ایک صفحہ

(بہ شکریہ سجادہ صاحب امین درگاہ بیجاپور)

Hanif Razvi

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ سنوروں پہلیں آج — کیتا جن یہ دھوں جگ کاج
جگتی کیرا توں کرتار — سبھوں کیرا سرجنہار
استوت بوڑوں کرنے پچکہ — فرصت پاؤں بولنے مگہ
قدرت تو تجہ انت نہ پار — اگنت کیتا ہو پرکار
ترلوک نرجے تمریں رل — گنت بکھانے ہو تل تل
سب جگ روں روں ہوے کلام — جبیں ہر دم لاکھوں نام
سینت سمند سیاہی بھریں — سب روکھن کے قلم کریں
دھرتی آکاس کنیں پتر — لیکھیں سبیں کریں چیتر
قیامت لک جے کریں بھنت — نہ تجہ قدرت ہوے گھٹنت
تو یہ میری بدہ اکنیاں — کیا چک سنوروں ہوے انمان
ہردیں میرے گیان اوپاو — جے بد بوڑوں سومن لیاو
گیان اوپائیں رحمت تجھے — پنہاں راکھے غفلت تجے
جے تجہ بھاوے شمت مت — تامنجہ بولن دے ات گت

Hanif Razvi

سب جگ آہے تجہ آدھیان / یہ سب رہنے تجہ پرمان
سب دل قبضے تیرے ہات / کوی نا سوجے کس کے دہات
سب کا دانا توں نردھار / جے کچہ اکوے من اوکار
کچہ نہ لوپیا تجہ دریشٹ / جے کچہ مایا کیا سرشنت
سکلا کیتا جن سیس سار / سب پر آہے توں داتار
پراپت نیم رکہ جگتر کا / نیکہ رکھیا گیان پترکا
آو کیا ہے جے کچہ کار / سو اب ہویں باریں بار
ایسا رچیا و یکہ منڈان / کیتا چندیں ملکہ جہان
دھرتی کیتا اور آکاس / سنگت دوجا نہ اُس پاس
چند سورج چیتدنیاں سات / کیتا ہاس دن اور رات
اور ملائک حور پری / باراں بحر و خشک تری
رچیا دوزخ اور جنت / نیکی بدی کیا گنت
اِچھا اپنی کیا جگت / کس و یہ بندھن کی بکت
سب کی پُروے من کی آس / اِچھا لوڑے بھوگ بلاس
سب کی کپلی تیرے ہات / جوں تجہ بھاوے ہر ہر دہات
توں سمرت دھوں جگ راو / دھوں جگ کیتا محمد چاو
ختم نبوت جس کا نام / بھیجیا درود اور سلام

اب میں سنوروں کروں بکھان   نازل ہوا جس فرقان
احمد محمد جس کا ناؤں   روزِ قیامت اس کا چھاؤں
جس کے کلمہ جگ آزاد   کروں بناقی دل جاں شاد
پرگٹ کیتا جن اسلام   ڈھوں جگ سمریں جس کا نام
نبیاں کا وہ ہے سرور   ڈھوں جگ آکھیں اس ا بہتر
تج بن ناہیں اور خلیل   یوں تجہ آکھیں ربّ جلیل
جیتے نبی وے مرسل   سب میں اِکلا تجہ فضل
یہ دو عالم تیرے کاج   امت کیرا ہے سرتاج
سب تے اول تجہ آفرید   جب تھا دیکھو وہ تجرید
اول احمد تھا اس ناؤں   آخر محمد کروے ٹھانوں
جب وہ نبیچا تھا آذر   تب تجھے جذبہ ہے سرور
وہ جب آیا ات سنسار   برکت گیتا حق اشکار
ہوا ابلیس گھرا دوکہ   دیٹھا جب مبارک مکھ
شریعت گہری کیا دبر   اپنا اَنپڑے مفت لبر
ابر سایہ سدا کرے   نا اس چھاؤ بھیں پڑے
دست مبارک اپنا کھاڑ   چاند دیکھا یا کردو بھاڑ
ایسے جذبے ات جگ دیکھ   ناکد گیتا کنہیں ایکہ

Hanif Razvi

ایسا جذبہ در ہر حال — پکیتا جن جن جیبا سوال
ہر یک مشکل کیا کشائی — کہ تھا در حال اوسے عطائی
جبرئیل آویں ہر ہر بار — کہیتے نبی کوں اخبار
جیسا مشکل ہووے حل — کہ تھا اس کوں رب کا بل
جب نہ ہوتا یہ رسول — ربی کا ہے آہے قول
نا میں کرتا آپ ظہور — جے نا کرتا تیرا نور
تو یہ دوستی نورِ نبی — یوں ہے ازلی قولِ ربی
جس کوں دیتا شب معراج — سرورِ عالم کا سرتاج
اس کوں سلام نت ہزار — جبرئیل آویں باریں بار
ایسا جگ میں پیارا ہے — اُمت جس کا سارا ہے
اُمت تیرا دامن گیر — توں منجہ ہوویں رے دستگیر
ناتواں سخت میرا حال — تجہ ہمور کیوں ہوے کیال
بھو دوس پاتک کیا جرم — عافیت پاؤں تیرے کرم

صفتِ شاہ میراں جی شمس العشاق

صفت کروں کچہ اپنا پیر — جس تھے روشن ہووے ضمیر
جن منجہ دیتا کر اُپدیس — باریں اس جگ بیوں گویس

Hanif Razvi

دھوں جگ میں منجہ بیت وہی　　سُمروں لے من نیت وہی

تِس کوں سُمریں تن من شاد　　جس کا آہے منجہ پرساد

جگ میں آہے توں ہیں رتن　　ہردے میں لے کروں جتن

راکھیا کو ندن کر اس ٹھانوں　　تِل تِل سُمروں لے اس نانوں

پیر میرا انجی شمس عشاق　　دھوں جگ رب تجہ کیا کشاف

آہے تیری یو بنیاد　　چشتیاں کیرا ہے خانواد

جس کوں آہے اندر چشت　　آکھیں اُن کوں اہلِ بہشت

پیر وہی منجہ ہے مرشد　　نت بکھانے اُن توحید

سُن تیں کھولیں دل کے پاٹ　　روشن ہوئے حقیقت باٹ

شریعت میں تو وہ رہ راس　　راہِ حقیقت اُس کے پاس

اس گھر آچھے کیا دیوا　　وہ کیوں لھے باج سیوا

اس کے پاس کا گیان انجن　　بھاگوں کوئی یک پاوے دھن

پایل کیتے لوڑے چک　　جے وہ ساوے جاوے اگ

پرلیں کانوں کوں دھرے　　لوہا کنچن جبس بھرے

سیوک دھرے کیتا دان　　گیان سخاوت اس پرمان

اور جے مانگے اس کے دار　　اس تیں کھولیں گیان بھنڈار

جیسے سمندر کیری کھان　　کیا کچہ آہے موتیوں دان

Hanif Razvi

لوڑے غواصی کیرے بھیٹ　　تب وہ راکھے سب سمیٹ
جے کوئی آہیں دل قابل　　تل میں انپڑیں واصل
لوڑے ارادت اوسے خدا　　جے وہ آہیں ہوئے فدا
کلجوگ ماں نھیں تو نھیں نول　　بھاگوں چرنوں ہوا اول
کچہ تھے میرے اوپچے بھاگ　　سیوک ہو کر رہیا لاگ
اتنا مانگوں تیری آس　　جی جم رہنے تیرے پاس
سنگ اصحاب جو لاکے بھاگ　　تیوں منجہ اس چرنوں لاگ
درشٹ کیجے منجہ کرپا　　آدھیر راکھیں آپ ستا
منجہ میں ناہیں ایسا کار　　جے کچہ خالق کے دربار
جے کچہ میں بھی ہوؤں قبول　　غفلت ساری جاوے بھول
اب منجہ آسا تیرے کرم　　منجہ ہٹکا دوھوں جرم

اب میں آکھوں کچہ بیاں　　روشن جے ہوے آے عیاں
آپس میں لبہ دیکہ بچار　　انجھوں کیرا گھڑیا سار
تب یہ موزوں لیا بجق　　لوڑے دیکھیا جے مطلق
عشقوں تھے یہ سانچے نا　　برہوں تھے کر جھانکے نا
یو بول میرے اُن کوں شاد　　جن کوں شکر ہے پرساد
نہیں اس کا اگت بچار　　بولوں پر کیوں ملے قرار

Hanif Razvi

یہ سب بولوں ہندی بول / پر توں انیھو سیتی گھول
ہیتے دیسا بھاس پلٹ / پن یو معنا دیکھ سگٹ
عیب نہ راکھیں ہندی بول / معنی تو چک دیکھیں کھول
جوں کے موتی سمندر سات / ڈبرے میں جے لاگے ہات
کیوں نا یوے اس بھی کوے / سہانا چنور جے کوی ہوئے
ہیں سمندر کے موتی یو / کیا رتن کے جوتی یو
گھڑیا تو ہی شفقت سوں / جتن راکھیں شفقت سوں
سامت سوں لے کیا بندھان / سو ہے سامت صدق ایمان
جیوں کے من کے جاگے سوں / محبت کیرے دھاگے سوں
موتیوں کیرا انتھا انبار / پورو کیتا ہاریں ہار
گوہر جے کوئی ہوئے شناس / سو ہے یتن جیں لیوے خاص
نام کتاب اس اکھیا ہوئے / خاطر لیا اس راکھیا ہوئے
ارشاد نامہ اس کا نام / لوڑے فکر اسے مدام
ہندی بولوں کیا بکھان / جے گر پرسا دتھا منجہ گیان
جے کوئی پڑ کر کریں سواد / راہِ حقیقت پر ہویں شاد
بن گر تو نا ہوے نبار / بن غفلت کیرے کھو ییں گوار
اس میں کیتا گر سک لاب / لیا یاریچ رچ سوال جواب

Hanif Razvi

شریعت طریقت حقیقت سوں — مجمع لیایا معرفت سوں
جے کچھ اس میں کیتا سوال — جواب انپڑیا ہے درحال
جیسا مشکل ہووے حل — جے کوئی سودھے ہو یک دل
اس میں کیتا پہلیں پوچ — جب نا کیتا تھا اُن کوچ
اول کیوں تھا ذات صفات — بعد از کیتا مخلوقات
ابتدا انتہا باقی کیوں — باقی فانی، ساقی کیوں
قدیم جدید کا کہو نشاں — سب سوں بن سب کرو بیاں
تفرید آکھیں اور تجرید — کرو خلاصہ جے توحید
اصل قدرت کیا اس ٹھار — جس تھے یہ سب کیتا بار
یہ سب میرا تو رکھ مان — خاطر کریوں راکھ نشان

Hanif Razvi

جواب مرشد

توں اول پہلا انتا جان — کوئی سب پر کرنا قادر مان
پہلیں اس پر لیا ؤ ایمان — اللہ کرے سو ہووے جان
قدیم القدیم آچھے وہ — بعد از رچنا رچے وہ
قدیم جدید ہے اس تھے سب — ایسا قدرت کیرا رب
سہج سہج سو اس کا ٹھار — سہج ہوا ہے اس تھے بار

جد کچھ نہ تھا، تھا وہی   شریک نا اس دو جا کوئی
ایسا حال جے سمجے کوئے   جس پر کرم خدا کا ہوئے
یہ سب گجری کیا بیاں   کر یہ آئینہ دیا نماں
کلمہ حق سب کیا بیاں   دیکھ خلاصہ ہوئے عیاں
اللہ کا جے لوڑیا ہوئے   پڑہ سن سمجے ہر یک کوئے
اس کا توں بھی ہے توں جواب   انیڑیا لوڑے در ہر باب
ایسی نظر کیں اوراک   جے کوئی اس کا ہوئے ساک
اُس کی ذات قدیم ہے   چلے اس کی کون نظر
جے اس قدیمی بوجھیا ہوئے   تو شریک دوجا اوجا ہوئے
اس کا اوراک سبھی ٹھار   کچھ نا بوجیا نظر تمہار
ہر گٹ گیت کیرا شاد   کچھ نا چھیا اس کی یاد
فکر کیجے کچھ صفات   ناکی فکر انیڑے ذات
ولیکن جس کوں اہیں خواہ   کہیا یھدی من یشاء
امید دکھلایا اور مروت   بوجھنے کیری ہے نسبت
کہ یہ بندا فعل مختار   سرجن ہارا سرجن ہار
نا اس رچیا اوریں کاج   بغیر اپنی پچھان باج
تو یوں آہے قول علیؓ   کہیا اپنے تکہ ولی

عَرَفتُ رَبّی بہ ربّی　　یوں ہے ولیاں بوج بنی

سوال طالب

کہیا کہ منجہ کہنا حق　　اول تھا وہ کیوں مطلق
کچھ نا آفریدیا تھا وہ　　کیونکر کیسا کیا تھا وہ
سمجھا کر منجہ کہنا ہوے　　آرزوں میں یہ پا نا ہوے
ٹھاؤں اس کا کہاں نشان　　توڑو میرا بھرم گمان

جواب مرشد

کہیں کہ یہ تو خوب نشان　　پوچھیا توں نہایت جان
ولیکن اس میں ایک عجب　　ایتال کیا کر یا یارب
جے توں کہے قدرت سوں　　وہ نا لیا ہے کس سوں
جیسا تو اب ویسا ہوئے　　نا کس آنگ دل کیسا ہوئے
اس تو ناہیں کچھ تبدیل　　آپ منزّہ وہی جلیل
اب تو سن لے وہی بیاں　　جے تجہ خاطر ہوئے نشاں
توں جت راکھیں یک بول　　آپس میں توں انبھو گھول
اول آکھوں تھا کیوں آد　　سنجا لوڑے یہ بنیاد

Hanif Razvi

کہ بے چوں بے چگونہ تھا — بے شبہ بے نمونہ تھا
دھرتی آکاس کچھ نہ تھا — بعد از رچنا سب رچیا
جے اس آکھیں کوئی یک ٹھار — اس بھی ٹھار کا آفریدگار
اس نا شریک دوجا کوے — سُدبد آپیں نرمل ہوے
بن ٹھان اچھے بن مکان — آپیں مانہ آپ ندھان
شبہ دھرنا گنت کیا — پوچھو تجہ کوں ٹک بھیا
تجہ گھٹ آچھے کہاں پران — کہ تجہ بھاوے کہاں نشان
ٹھانوں کہیں تجہ پکڑیا جائے — جی یہ تن میں جو سمائے
ایسا آپیں آپ بسے — نہیں پنے میں بہیں دسے
ہے پنے میں جیو کو رجیو — نہیں پنے میں ایسا بیو
بن اس جب یہ کچھ نہ تھا — مایا رچنا کئیوں کیتا
اس کا آکھوں مول بتار — کیوں یہ پنجیا ہے سنسار
آپیں سہج روپ سہج بھیا — سیوک مایا جگت کیا
آپ نرنکار ہے اوپ — سنگت مایا منہ ہور کوپ

سوال طالب

پوچھے تو یہ قدرت کون — منجہ کوں آکھیں اس کا لون

Hanif Razvi

جوابِ مرشد

قدرت سو یو خدا پناں   جس تھے ہوا کا رکھناں
انی انا اللہ ہے فرمان   سب پر غالب ہے کرجان

سوال طالب

یوچھے تو اس قدرت میں   کیا فرق اس حضرت میں
دونوں مل کر کہنا ٹیک   یا کچھ تفاوت اس میں دیک
جواب آکھے اس کا یوں   تعلق قدرت فعلوں سوں
کہ فعلوں پر وہ دیکھن ہار   ہے منزّہ با اخبار
مَیں پن اس کا زور قوی   اس پر دانا آپ وہی
او آپ خودی تھے زاہد ہے   مَیں پن پر بھی شاہد ہے
ایسا مخفی ہے او وہ گنج   ناکس پا میں اس ہے رنج
جس کوں دوستت کرانیا ہوئے   اس کوں گنج جنایا ہوئے
یوچھیا کیوں ہوے گنج شناس   بوڑے کہیا منجہ رہ راس

جواب مرشد

کہ توں بندا فعل مختار   بارے دنیا کچھ اختیار

Hanif Razvi

قدرۃ حال جنا یا اِس — کون سکے کر اس کی رِیس
اس تھے لوڑے کیا شناس — جس تھے دل کا آئینہ صاف
تو تجہ سر جیا دیکہ ربی — سب جگہ پیدا نور نبی
کہ تھا مخفی گنج قدیم — نا اس بن دوجا اور مقیم
ناقدیم کہنا اس جدید — نا اس تجرید نا تفرید
ناقدیم کہنا اس معبود — کہنے لگے المقصود
نا وہ پنہاں نا اظہار — نا کچہ نرگن روپ اکار
نہ تھا جلال اور جمال — نا کچہ ذوقی شوق کمال
نہ تھا یاد اس فراموش — نا اس خبر نا بے ہوش
نا اس رنج ہے نا اُس گنج — نا وہ روشن نا وہ تمنج
ایسا دِستا دیکہ اگم — نا کچہ زیادت نا کچہ کم
آپس میں وہ آپیں تھا — نا کوئی شریک سانگیں تھا
کہ اپس آپ ارادت کر — اپس دیکھیا ایک نظر
اب تجہ آکھوں یک تمثیل — جے تجہ روشن ہوئے دلیل
جوں ایک بیر یا ہوے بیج — اس میں فہموں دیکھیں برج
جوں زمین میں کیا غبار — یوں ارادت اس کا بار
بعد از کرم جنا یا ہوے — اُن اپس آپ دیکھیا یا ہوئے

Hanif Razvi

جے وہ تھا جو آد غبار — پنہاں قدرۃ تھا اس ٹھار
جب یہ آیا باھر انگور — قدرت پنہاں ہوا ظہور
بینے پر گٹ اسم اللہ — در خود آگہہ ھوا اللہ
ایسا ذات کا اِکّا دیکہ — سو ہے اصل قدرت ییکہ
یہ جدید قدرت دیکہ عظیم — غبار اول ذات قدیم
اس تھے عارف آکھیں یوں — قدیم جدید اس کہنا کیوں
ولے خودی ارادہ کیرا بینج — عشق ہے ساریوں کیرا بینج
بن مول کیسی لیسر بیل — ایسا عشق کا مانڈیا کھیل
جوں کے در خود ہوا آگہ — اظہار ہوا اسم اللہ
میں پنے کی قدرۃ پر — اپنے آپیں کیا نظر
ان دو کے بیچ میں عشق بُجھیا — بعد از یہ سب کھیل کیا
جوں کہ لکڑی بھیتر آگ — بھڑکا نکلیا جو نہی جاگ
بعد از عشق تھے کرنے سار — کیتا نور نبی کا بار
ایسا قدرت کا شرف — اُس میں اس میں نہیں فرق
بلکہ نہیں مایا روپ — یا کہ مایا وہی سروپ
نا وہ قدرۃ تھے جُدا — ایسا آکھوں دیکہ خُدا
جوں کے کافور میل نگند — یا جوں شیریں شکر سمند

Hanif Razvi

نا اس کہتے ایکہ کھرے — نا یہ دوجا بن سرے
یا جوں تابش ہے جوہر — یہیں خُلاصہ ہے خُشتر
اس کا پاک مُنزّہ ذات — اس سوں صفتاں قایم سات
عِلم ارادت قدرۃ بار — جے صفت سوں ہوئیں چار
سمیعْ بصیر اور کلام — ایسیاں صفتاں سات تمام
دوئی بنے بن آکھوں ٹیک — محمدؐ نور اسی کا دیک
دیکھیں لاڑے آپیں آپ — ایس آپیں ہودیں ساک
تو آپ سنتر آپ لیسے — آپ لیسے نا اور کیسے
جے تن بھر بیت دو تنج جان — جا گروت ندرا کے درمیان
پہلیں اُپجیا مول لبتار — جس تھے کیتا سب سنسار
مول سو مایا کریں پچھان ۲۳۰ سمجھ لئیں توں ہردے گیان
جیسا آپ سنتر تھا — تب نا جگ جنتر تھا
ذات مطلق اس تھے پاک — نہ چوں چگو نہ کہنے ساک
سہجیں سہج لے پیر یا بیج — میں بن کبر اُکریا[1] بیچ
علم ارادت قدرۃ سوں — آپ جگایا آپس کوں
سب جمع کر دیکھیا بار — بھن بھن کر بھی دیکھ بچار

---

[1] اکویا

Hanif Razvi

رچنک مانڈیا جگ کے سب   آپ ہیں وہ آپیں رب
ذات اپنی تولا یحتاج   قدرۃ خودی اپنے کاج
ان سب کیتا اپنے شوق   ان بن اچھا اپنے ذوق
ہیں پنے تھے عشق کا بار   عشق پچھیں یو کرنے سار
درشٹ کیا ان اگوچر کے   لکھیا نیکھیا جگہتر کے
درشٹ سبھا تھے سن بھیا   سن نہ سن میں آپ مھیا
ان درپن کیتا سن آکار   آپیں دیکھیا اپنے ٹھار
ہوا صفا وہ دیکھیں آن   محمد نور جہاں ہے شاد
آئینہ کردے ہوا صفا   امٹیا محمد نور ٹھسا
شاہد اللہ آپیں ایک   ثانی شاہد محمد دیک
محمد تو یو پر تو ذات   ذات سوں قائم دیک صفات
کہ آئینہ صفا ارادت تھا   کُن فیکون بشارت تھا
کاف نوں کوں ناہیں ٹھار   اس میں کیتا نور اظہار
کُن فیکوں معذور ہے   بولنے کوں تو تقصیر ہے
کہ من منہ سنگھار من ات پت   ایسے لاگے اس نسبت
محمد نور تھے عرش فلک   کیتا انس و جن ملک
جتنیا اشیا کل صفات   پیدا کیتا مخلوقات

Hanif Razvi

جوں یک دیوے تھے لاکھوں ٹھار ۔۔۔ گھر گھر روشن چند ہزار
یوں ہی محمد نور تھے سب ۔۔۔ خالق آپیں کیتا رب
عشق اللہ کا محمد نور ۔۔۔ نورِ نبی تھے کل ظہور
اِنا من نور اللہ دیکھ ۔۔۔ کل شیئ من نوری بیکھ
کہے نور خدا کا میں بھی نور ۔۔۔ میرے نور تھے کل ظہور
یوں کہے مکہ سوں نبی رسول ۔۔۔ کیتا دل جاں نیک قبول
بعد از اس صفا[1] تھے نور ۔۔۔ کس بھانت لیایا دیکھ ظہور
یوں بھی آکھوں گن یہ کار ۔۔۔ کچ ٹیک راکھو حکمت کار
اول پیدا کیا صفا ۔۔۔ باز دیکھتا ہے[2] ہوا
ہوا تھے ہے باو سروپ ۔۔۔ بادیں بیٹھا اگن روپ
اگن تھے یوں کیتا جل ۔۔۔ جل تھے کیتا دیکھو تھل
یوں عناصر کیتے یار ۔۔۔ قادر آپیں حکمت کار
قدرت میں تو موجودات ۔۔۔ یوں دیکھیا یا کر یک دھات
اس کا پر تو کر دیوں تجہ ۔۔۔ جے جگ خاطر اکھیں بوجھ
جے کچھ جہاں تھے جے اپجاے ۔۔۔ بن آس تو نہ کہیں سمائے
جان اے عارف کیسا فن ۔۔۔ یک میں یک کیوں ہوئے دفن

لہ ۱- صفا ۲- ہوا ۳- باد ۴- اگن ۵- جل (تری) ۶- تھل (خشکی)

ماٹی تو گل پانی جاوے   پانی تو مکہ آگ سماوے
اَگن تو مکہ باؤ خصم   کہ بارا چھریے ہوئے کم
بارا گردش در ہوا   مل ہوا میں آپ گنوا
فانی بھی دیکہ ہوے ہوا   یہ بھی خصم ہوئے صفا
صفا قدرت ما نہ خدا   قدرت خدا ذات خدا

ذات خدا کی قایم ہے   قایم ہے وہ دایم ہے
یوں جاں تھے آیا وہاں خدا   ایسی قدرت دیکہ خدا
جاں تھے اُٹھے وہاں مل جاے   کھنٹیں نا دکھنٹ سماوے
دِسنے میں بھی دِستے دوے   خدا ہونے میں ایک ہی ہوے
جوں جل مانہ ہولے دیکہ   وجود دُسرا پانے ایکہ
آپس تھے یوں دوئی دیسے   آپیں کھوئیں ایک دسے
تو ایسی قدرت کیرا بار   گئے عناصر ان یہ چار
چار ملایا ہر یک ٹھاؤں   کر یہ خاکی وجود ناؤں
چار عناصر کر یک ٹھار   کیتا وجود خاکی بار
تو یہ خاکی سیپی جان   راکھیا اس میں دُر ارزان
دُر ہے محمد نور لطیف   اور یہ بعضے سب کثیف
یوں یہ قدرت کیرا میل   دھوں جگ مانڈیا اپنا کھیل

Hanif Razvi

یکس بن نا ایک کہیں بن دو تو کچھ چلے نہیں
آپ خدا یہ قدرت سات پیدا کیتا ہر ہر دھات
ٹیک قلم کر دوئے طرف تو یہ پرگٹ ہوئے حرف
یوں بھی قدرۃ مانہ خدا تِسرا عالم کیا جدا
کہہ سکت پرس کا دیکھ لکھن تو یہ عالم ہوئے اُپن[۱]
کہ عجب قادر سکتا ہے کیوں یو حکمت کرتا ہے
تو یو عالم قدرۃ بیٹ لے راکھیا تھا سب سمیٹ
کہ بیج درخت کا بار دھرے جوں پھول پتر پان بھرے
ایسا قدرت کیرا بار قدرت میں تھے سب سنسار
یہ عالم فرزند مایا لیکہ وے باپ پُتر جایا دیکہ

سوال طالب

تو ان پوچھے اپنی بات ہنجہ یہ مشکل پڑتی بات
یو تو قول الحانی ہے یو کلام تو ربانی ہے
نا[۲] یہ اس کا جایا کوئے نا وہ کس کا جایا کوئے[۳]
تم بولے ایسی باچا ہنجہ یہ جو کیوں ہوئے ساچا

---

۱ اُپتن ۲ ناوہ کس کا ۳ ہوئے۔

جواب مرشد

اب توں سن لے دل کے کان — کی خوب سمجیا نیں رے گیان
جوں مخلوق کا ہے لکار — یہ سب غفلت دیکہ نوار
توں ایک اس کی ایما سُن — کروہ معنا لے رکھ چُن
جوں بھان ایک سور سُرپا کنت — جوں اس ٹھوڑا اگن پنت
دیک ان دو کے بیچ سمند — جیسیا اگن کیہ ابند
کہ سُرپا کنت تے بھے آگ — یوں قدرت تھے عالم جاگ
توں یوں بھی جان صحی — ناوہ جنیا جنے اس کوی

سوال طالب

کہیا یوں دیکہ خوب نشان — اور تسلیم ہو کر دیتا مان
ان طالب ہو کر پکڑیا پاس — مجہ یوں کہنا حق شناس
کیسا قادر کس، حکمت — بوجھیا لوڑے یہ نسبت
فہم کا یہ کھول بھنڈار — سمجیا دینا خوب یرکار
حق تھے بوجھیا لوڑے حق — کی بندا جانے کیوں مطلق

جواب مرشد

اب تجہ آکھوں ایک بچار — اپنا بارے کرتوں ٹھار

لہ صحیح لفظ سمور بمعنے سامنے

Hanif Razvi

کر فکر چکہ آپسیں دیکہ   گر مکہ پر جیو ثابت ییکہ
آپس کرے توں شناس   کی توں نور کا فطرۃ خاص
جوں محانی دیوا ہوئے   اس تن یوں تو تھیا ہوئے
توں اول بوج لیداز کوج   نہیں تو جھو نیں کیسی لوچ
باج پچھانے شناس نہیں   پچھان گئے نا اندھلے کہیں
یہ دو چیزاں جان فرض   تج کوں آکھوں دیکہ عرض
تو توں حالیں سن یہ قول   حدیث فرمایا جوں رسول
کہ من عرف ہے روحہٗ ۳۰   فقد عرف ہے ربّہٗ
آپس جن پچھانیاں ہوئے   اللہ کوں بھی جانیاں ہوئے
سب سوں تو وہ بن سب پاس   دل میں تو ہے اس کا باس
اس تھے اس کوں جب نا پائے   غفلت ساری کیوں کر جائے
یہ دو آکھوں فرض توج   بھلا سمجھے توں بوج
ایسی دیکہ خوب بچار   تھیامت جوں کھڑیا سار
مایا میٹھا بھول نوار   جے سد جتیں سوے بچار

سوال آکھے میں اگنیان   تجھ میں آکھوں کیا انمان
جے منجہ آکھے اِت برتیں   صدق راکھوں اس پر میں

Hanif Razvi

جواب آکھیں دیکھ ڈھنڈول جے تجہ دیسے سچی بول

سوال طالب

سوال آکھیں میں بھی خاک ۳۲۰ اس تھے نا منجہ دیسے ساک

کی کلام دینا اس کا گواہ میں کیا بوں آپ سناہ

کیا کر بولیا کیوں ہوئی خاک توں ہے نور نبی کا پاک

کلام ربانی ظاہر ہے اس تھے منکر کافر ہے

ولیکن نوڑے کیا فہام کیا فرمایا ہے کلام

روح تو ازلی روز میثاق اس کہاں تھے بوجھیں خاک

کہ ماٹی تھے تجہ کیا ظہور آد قبولیا تھا وہ نور

اس تھے کھیا یوں بھی ہوے ناکے روح ہے ماٹی سوئے

آپس بھلا بولیں رے دل کیاں انکھیاں کھویں رے

تو یہ آکھے نطفہ میں کلام پایا نقطہ میں

توں نطفہ کیرا تو رکھ مان اس تھے دیکہ علاحدہ مان

تو یہ بھی نا توں ہووے لے ۔۔۔ اس کوں کیا توں جو وے لے
یہ ہے تجھے سے پرنشان ۔۔۔ دیا یوں ہے خاطر آن
ایک فکر توں اس میں لیا ۔۔۔ اپنے خاطر کرنے گواہ
دادا آدم صفی جہاں ۔۔۔ عیسیٰ مریم پیٹ تہاں
وہاں کہاں نطفہ کیرا یار ۔۔۔ یوں توں سب میں دیکھ نوار
تو یہ حکمت کاری ہے ۔۔۔ بندیا آفر بدکاری ہے
ایسا غفلت تو رکھ مان ۔۔۔ روح امر تجھے بوج نشان

تو یہ آکھے روح سو دم ۔۔۔ مارے چک یوں ہوے فہم
کہ حرکت کرے سب میں تن ۔۔۔ اس بن ناہیں کہیں گمن

جواب آکھیں یہ غفلت ۔۔۔ اس میں ناہیں تیرا ست
توں ہے جا لگ دم پر کوئے ۔۔۔ یہ دم ٹکڑا باو کا ہوئے
ہات پاؤ ٹوٹے جاوے دم ۔۔۔ روح تو نا کچھ ہووے کم
لے دم تیری ساری ہے ۔۔۔ جب لگ تن سوں یاری ہے
یہ چار عناصر چار وٹھار ۔۔۔ روح تو باقی جم قرار
ایسا ہے توں نور لطیف ۔۔۔ وہ توں چھوڑ کیوں ہوئے کثیف

Hanif Razvi

جے چک دیکھیں ہوئے خواب — اس کا بارے منجہ دے جواب
دم تو آہے اپنے بھٹار — اس تن چھوڑ کون ہوے بھار
سونے کا تو گھر ہے موت — دشمن جانے نہ یہ دوست
دم یہ بارا کیوں کہائے — پھوکٹ کے توں آپ گنوائے

جواب مرشد

اس میں کہیا ہیں تو خاص — سینے میں جے دستا باس[۱]
تن چھوڑ پھیرو[illegible] میرا میں — اب تو وہی بھلیرا مین
کہیں گے وہ تو دستان — وہ یک تن روحانی گن
کی اس خاکی تن کی سود — ہے سو اس میں کیسی بود
کہیں جُسا کیسا ہوے — اس تن کا جیسا جُسا ہوے
کہ دم ناڑاں کا اچپار — اس تن پرتے کس آدھار
یا کچھ سفرت کثرُ دم مار — پانی سوتیں لائے انگار
اس دو کہ کا بھی کون ہے ساک — جے وہ بینگی[۲] آوے ٹاک
جیسا خاکی تن کا بھاس — تھمنے[۳] ویسا وستار اس
یوں توں پرتا کہاں گل جائے — تجہ بن اس گھٹ کون سمائے

۱؎ بھاس۔ ۲؎ بیگی ۳؎ سینے

Hanif Razvi

یوں توں دو نہوں دھاتاں کھول   توں کوں آچھے بھلا بول

جے یہ ترناں ارد پڑا   تو تھمنے ویسا دسے کھڑا

یا کے ٹھونٹا آچھے لنگ   تو وہ ویسا دسے انگ

توں اس پر کیا بیتیا رادیہ   بھولا کی توں فہموں لیہ

وہ توں کوں دیکہ بیرا دھائے   تجہ بن اس گھٹ کون سمائے

وہ تو بھوبک دھارے ماؤ   روح کا پلٹے ناکچہ بھاؤ

یوں یہ دو یک پورا کھول   توں کوں آچھے بھیلا بول

ہے تو روح یہ سکلی نیک   ناکے گھٹ گھٹ ایسی دیک

کل میں تو روح یک ہے ذات   فرق کیا ہے بھوت صفات

روح امر تھے پیدا لیک   سن تو اس تو روپ نہ ریک

ہے یو روح پر مرکب بار   جیوں سرا یہ ہوا کے ٹھار

تیج سریا کا ہے پرکاس   دیکہ ہوا میں دستا بھاس

ہوا کوں نا روپ نشان   اسی نمونہ روح کوں جان

یوں ان کیتا دیکہ فراق   کر روپ دیتا وقت میثاق

جے روپ دیسے سو کیوں ہوئے   جے اس انتر ہوئے سو جوئے

یوں اس روح کا مرکب بار   تو توں اس کا دیکھیں ہار

وہ جتیا خصلت اس میں ہاؤ   روح کوں اس سنگ غفلت بھاؤ

۱ بھینے ۲ بھلا

Hanif Razvi

یو چھوڑ مرکب کیرا بود | روح کی لینا اس میں سود
کی یہ خاکی تن کے ٹھار | جے توں پکڑے یوں زدھار
وہ یک پیتلا مانک پرچ | جھوٹیں بارے کیتا سیچ
اس کوں لیہ استھول اوتار | خاکی تن میں دیا قرار
وہ ہے روح کا مرکب حال | اس تھے تو روح دیکہ زال
روح کا مرکب حرکت من | من تھے حرکت خاکی تن
جے رھیا خاکی تن کے ٹھار | جے توں پکڑے یوں نردھار
یو ذرہ اس تھے خاکی تن | تو دیکھے تجہ بن کون بتن
جے یہ دونہوں مل توں ہوے | توں ایک اچھے یا کہ دوے
اس کارن یہ توں بھرم نوار | ایس سودھے گیان بچار
ان دونہو پر توں آچھے دیک | جوں دو پنکہ پرندا ایک
یوں ان دونومیں توں بھر | جوں دو نینو ایک نظر
یہ دو دیدے نہ ہوے نظر | ایسا انجھو کھول پدر
اس کا بارے دیکہ بچار | اپنا بوجہ راکہ قرار
بھیلا توں اپ کھوجیں رے | ایس کہتا بوجھیں رے

اس میں کہہ رے کیا تکبیر
ایس ڈھونڈے ہو کر دھیر

Hanif Razvi

سوال طالب

بعد از کیتا ان یہ سوال　　میں سو عقل ہوں در حال
بن عقل میں اور نہیں　　اس بن ناں منجھ ٹھاوں کہیں

جواب مرشد

تو یہ بھی سوال کیتا رد　　اس نا کیتا باقی حد
گر ب تھے جب آیا بھار　　وہ فہم اٹھا کیا تیرے ٹھار
باچوں کے نکمے ٹھان　　دھاں کہاں اچھے تجکوں گیان
بالک جھر بن عقل جاے　　یا بھوت عمل کھا سو دگنوائے
یہ کیا عقل دیکھ قرار　　آوے جاوے کیتے بار
جے آپس اپ نہ سوجھ کوئے　　تد اشد کیوں کر بوجھا ہوئے
تو توں اپنا آکہ نشان　　کی توں ہوے سہر گردان؟
اس میں کھڑا اوڑیا　　جیوں کے چیکڑ مانہ پڑیا
ڈھنڈ دیکھے اپنا حال　　کچھ نا کہنے آوے سوال
پس یو کہنا کیا کہے　　بیٹھا تو ہو گم رہے
پھر اس آکھے بھی یہ یوچ　　کی تجہ کہنے ناہیں کوچ

سوال طالب

بھئی لے بولیا کچھ ضرور　　لے کر اوڈھبا کچھ یک طور

اب توں میں اہوں بِسَر — بھی توں اس تھے نہیں دوسَر
کی میں جانیا تو یہیں — باج بِسر تو دوجا نہیں

جواب مرشد

سُن سُن رے تو ناداں — کیا پکڑیا بھرم گماں
جب یاد نہیں تو کوچ — کیا بِسر یا مانیا بوج
یو جاں تجھے یاد برباد — وہاں بِسر کا کیا واد
توں روشن نور قبول — کیا بِسر کھاوے بھول
یو تجہ میں غفلت بھر — یاد چھایا دیکہ بِسر
یہ یاد بِسر تجہ سیر — یہ دو نہو یار گیر
ہیں دونو تیرے روپ — ان تھے اپت دیکہ سروپ
توان دو کے بیچ میں جوئے — جوں دو کیتی مُڑ ھیا ہوئے
یہ بھی دو تن تیرے جان — تجہ یاد بِسر کا پھیر امان
وہ ناہوتیں یہ دو تن — سن یہ ایسے چار دِگن
بھول بِسر کی بات نجاہ — آپ گنوا نا ہو گمراہ
یوں یہ عاجز بھاؤ — کہیا کہ منج لے سمجھاؤ
میں تو پڑیا جا ظلمات — تجہ بن کون منجہ دیوے ہات
کی توں آہے میرا پیر — منجہ توں ہونا رے دستگیر

Hanif Razvi

منجہ تو دوجے کی نہیں آس — سن یہ میں تو تیری داس

منجہ یہ تجہ بن کون سنائے — جی یہ برہا بیٹھا جائے

منجہ کے کہنا چار وجود — تو ہات آوے جے مقصود

اب منجہ اُبریا نہیں ٹاک — بجھی کچہ اپنا یوں ساک

اس میں کرنے دینا راس — کہ طالب ہو کر بیٹھا پاس

تب لے کھیا وجود چار — لے اس خاکی تن میں بار

منجہ کوں بھیلانا ازماؤ — میں کون اچھوں کر دے ٹھاؤ

یکس کے بیچ [illegible] کی چھوڑ — ولے یکیس کوں نا یکس جوڑ

حاکم حکمت کیتا ہنر — سمجے نا بو جوڑ پدر

اب تیرا ٹوٹے گمان بھرا — بجے چکہ بو جھیا جانے ورم

یک تو خاکی کیرا تن — اور دوجا تن وہ یو تن من

جے تھارے میثاق — توں یو جیں رہے مشتاق

روح کے مرکب اوپر بار — اس خاکی تن کا کیا نگار

وہ جیسا قدیم تھا ٹھاٹ — موس خاکی رچیا ویسا

گین ایسے دوئے وجود — خوب دیسیں رہے موجود

جوں روحاں ملایکاں — وہ دل کے فہموں حباں

اور حوراں ان کے ٹھار — وہ چوکھی تن سنوار

بھائے لے

Hanif Razvi

اس تن میں حرکت جیتے کار — روح کے مرکب سنگ بچار

اس تن میں سک ساری — ہے روح کی مرکب یاری

نھیں تو یہ تن دِستا جڑ — اُس بِن اِس کوں سارا اَڑ

یہ دو تن توں دیکھ عیاں — یک ظاہر دوجا دیک نہاں

ہے یہ دونوں روپ اکار — سب اس تھے چو کا چار

ین روحانی کے ٹھائے ہیں — کیا خاکی آوے بارے ہیں

جس کا جُتا ویسا خاص — خاکی تن کی کِسوت آس

یہ ماٹی گندرن ہاری ہے — ین اس سوں دایم یاری ہے

ہے روح کا مرکب خاص — تن گندے کی کیا آس

اب اچھو بھی بیان — وہ دو تن بھی کہوں عیاں

اکاراں کوں ناہیں کوچ — اِن دو بِن ناہیں روچ

سن ایک تو گھر اندھارا — اور دوجا فہم کا جھنڈارا

یہ روح پر دو توں حال — کر چھوڑے یو جنجال

روح دیکھ منزّہ نور — کی یاد بسر تجھے دور

ان دو میں روح کا چالا — کہ ٹیک یا دکہ سَبوالا

یہ چار دو تیرے ایسے تن — کر دیتا رے تجہ بندھن

جب چار دو تن ناسوجے — تو آپس کیوں کر بوجے

Hanif Razvi

بھی اس بھے کھویا تو ج — اب سمجھاؤں تیری بوج
توں اپس دیکھ بچار — کی گونتیا ہے کس ٹھار
نورِ نبی کا ہے توں نور — غفلت اپنی کرنا دور
تج سر غفلت آیا سُن — دیکھ اپس اپ نا بلوے چُن ۴۷۰
پھیلے[1] تن کا لاگا سنگ — بھول پڑے تجہ بھیو تیک انگ
تجہ یہ تن پھیلا ہوے جڑ — غفلت کیرکر بھیوں پڑ
اس بھی نور کا دیکھیں ٹھان — چار و جود میں پڑیا بندھان
یہ تن تیرے چار و گھر — توں اس میں اچھے نایک سر
فہم مرشد سوں توڑیں جال — بوجت ہو توں آپ زال
پھیلے[1] تن کا پکڑیا بیگ — تین پلٹ بھی اچھتیں دیک
بالک پن بھی ٹرنا بھیر — نِس اُدیان پڑیا سیر
یوں بھی دیکھیں تین پرکار — نور نورانا سنجت سار
یوں وے نا سی اگل پنت — روح میں تو کچھ نہیں گھٹت
یوں سونگ سبھی کیتے بیگ — اس کا دیکھنا توں ہے ایک
پکڑ عناصر کیرا تن — یوں بھی بوجت گھڑیں من

[1] پہلے [2] پہلا

Hanif Razvi

تون چار تن میں پڑیا بندھن | اب تجہ کہہ سوں تیرا اتھن
پہلے تن کا ہونا جان | شاہد کر جگ اپیں مان
جیتا اس تن کرے بکار | سب کا واحد دیکھن ہار
اِندریاں پر بھی نایک من | اس تھے اپیں الپت گن
ٹیک ٹھیک اعضا کیرا فہام | ہر یک اپنے اپنے کام
نا دو کر سوکہ میں مکتا بند | ایسا سہجے سوکہ انند
یہ سب تجہ حوالے ہیں | سارے تجہ دنبالے ہیں
اِن سب پر توں قادر ہے | دیکھن ہارا نادر ہے
یوں بھی سب تھے ہو نرال | بوجھیں رے توں اپنا حال
جوں کے چُنبک سوئے بکار | یوں ہے تجہ تھے اِندریاں کار
جوں ہے دیکہ اندھارے گھر | اس میں آچھے دیوا اسر
نہ کانچ اندھارے پاسا | ین دیوے کی پرکاسا
یوں توں بھی اَلپت جان | نا لیجے کہیں بندھان
یوں اس میں اچھتیں جِوا | جوں کے کیچڑ مانہ کھوا
یا جوں کمل اُدک اُپر | نہ تجہ لوبیا چھوپ پتر
یہ جس کا جے جے حال | ان کیرے لاؤ دنبال
توں ہے منزّہ دیکہ لطیف | یہ سب تیرا چھوڑ کثیف

Hanif Razvi

توں یوں البیت راکھ نظر　　یوں ہر یک تن کے کھول پدر
استھول تھے توکیتا ساک　　بھئی کیا انجھو موے آگ
لیہ سب جھاڑا ہونا کار　　کریوں کہو جیا سودھیا سار

سوال طالب

اُن یہ اپنا کیا سوال　　میں ہوا چھوں تو زال
جوں وہ کنچلی چھوڑیا مار　　یوں تھول دیا میں ڈار
پن ایک اندیشا بھاری ہے　　منج ہردے کا کیا کاری ہے
یہ تن توسارا چھوٹے　　پن بکار ناہیں ٹوٹے
رہے بلک بکار روپ　　منجہ زباں رہتے چوپ
نہیں تو مرکٹ کیری دھات　　اتن کا نا آوے ہات
یوں جوں دھاتوں بارا　　جو آو لگے ہبکارا
یہ باؤ تو نکل جائے　　پن روکہ تو جھولا کھائے
ویسا سنگت اس دیہ رکن　　بہتر جرے خوبیں سن
اب یہی گیان بجھاؤ　　اس غم تھے بیگ چھوڑاؤ
اس کہتیں دیتا کان　　اور بھوت دیتا مان

۱؎ لاگیا دنگا، ۲؎ بجھتیر

Hanif Razvi

جے بیت جھڑی ہوئے بارے　　تو بارا کہاں ٹھارے
ین اس کا یوج نشان　　یہ اچھے بھی کون ٹھان
یہ جیتا گن توں بھاگے　　تن ایسیچ دُسرا آگھے
توں اس کا بھی دیکھن مار　　تجہ اس کا کیا بکار
جوں آتھل کوں دیتا ناکہ　　وہینچ ہونا من کا ساکہ
کچہ آکھوں گن اس کیری　　کی بھوتوں دھاتوں پھیری
وہ روح کا سب دیکیہ قبول　　ہندی پھرے سیرا بھول
روح جاری اس دنبال ۵۲ اور مقیم اپنے حال
روح جاری ہے سفلی　　یو مقیم اچھے علوی
ہے مقیم دیپ[1] ٹلے　　یہ سفلی پر بھا چلے
روح اصلی ہے سو تیج　　اس دھا تول ایس ہیچ
سفلی ارواح کہنا جس　　یو پیا لکھن اس ہیں بنس
انتر درِشٹ لے انجھو جن　　ارواح کیرا یو لیا گن
ان کوں بول ہویں میرے شاد　　جن کوں سن کر ہوئے پرساد
جن کر بیدہ مردیں آپ انیت　　ارواح کی وے یو جیں ریت
نہیں تو اس کا اگت بچار　　یو بوں پر کیوں ہے قرار

[1] دیپک لے

جوں سیج نارا بھینچی رانت — سیں مرویں کوں کوں بھانت

دیکھے ہیبت او ٹھے جھل ۵۳۰ — یا کے پھرلے رہے خلل

کہے ذیلی کہے منم — تل میں شادی تل میں غم

دو کہ سوکہ مانت ایسا بھاؤ — بھری ندی میں جیسے ناؤ

تو اس نفسانی ماریا طوفان — باؤ انا ڈھارے جل کھڑیا شیطان

یا جوں چینڈو کیری دھات — ٹھولے کھاوے نبٹیں ہات

چھک نا پاویں نہر قرار — یا جنے کیری ہے برچھیار

قطرلے[1] نفسانی کیرے بانٹ — ہاتوں ٹھولا کھاویں رانٹ

دو کہ سوکہ کیرے ہے چوگان — ارواح کیرا چینڈو جان

جاگرت بین یہ دو حال — کھیل جو مانڈیا سدا کال

یوں دو کہ سوکہ کیرے ڈولے کھاؤ — ارواح سفلی کیرا بھاؤ

دوجے ارواح دیکہ مقیم ۵۴۰ — سو ہے سنگٹ ذات قدیم

دو کہ سوکہ کا نا اس ہے ڈر — اس خاکی تن میں دیا لنگر

جوں کوڑی جا لگے اکاس — ڈورا تو ہے اس کے پاس

جتیا اڑ اڑ چھن چھن جائے — چک دے جھولا بھورے آئے

یوں ہے ارواح کیری دھات — جاری مقیم کی یو بات

---

[1] خطرے

Hanif Razvi

روح جاری تجہ آدھان — مقیم سو ہے اُس فرمان
جب لگ نا اس آوے موت — تب لگ تن تھے ناہوئے فوت
جوں کے موت ہو تین بار — روح مقیم کا وہ ہے ٹھار
بعد از ہوے اس تن ناس — جیوَن رھیا اس پر کاس
بعد از اس ناکدھیں بھنگ — وہ تو پُرنا سارے انگ
سن یہ سِفلی عُلوی دل — دونوں بر تن کھیا ل
جے من دھاوے چاروں دھیر — اس کوں راکھے لے اوہیر
ایسے یہاں کے بر تن رہت — اس تھے اُس تھے ہو اتیت
ارواح کیرا مرکب خاص — جے جسم رہنا اس سوں پاس
ات جگ کیرا بر تن ہار — بیٹھ دیا جب ات سنسار
جن جگ دیکھیا اس کوں بار — خاکی تن کے کیا اس چار
دونو جگ اُس جیونا ہے — نا اس کدھیں مرنا ہے
اولیاء اللہ لایموت — حدیثِ نبوی دیکہ ثبوت
نا تن چھوڑیں بھی کچہ غم — نا کس باہیں ہے پر کم
فہم کے اعضا اس کے سات — ویسے سیورن ہر یک دھات
اس تن جبیتا سجھو گہ بلاس — سب تو وہی ہو گے خاص
بھی جلیا یہ تن جبتا ہے — جوں اسیچ کا ٹھستا ہے

Hanif Razvi

کی وہ تو ازلی قائم ہے   وقت میثاق تھے دایم ہے
جیسا قدیم ٹھشا اوس   خاکی رچیا ویسا موس
ہے جیسا وہی یکار   ہے اس کا بھی آکار
وے اب کے نظروں یوں   جوں اس کا ٹھشا تیوں

یہ جنت دوزخ آج   سب کیتا اس کے کاج
اس ماٹی کے سبھوک   ہے دوکہ سوکہ کیرا پھوک[1]
کی سنگت اس کے لیا رس   تو وہ دیسے زیادہ کس
ولے اس تونا ہیں کچھ تبدیل   جوں کیتا اہے اوتے ازیل
یہ دو کہ اس کوں مان   نہ اس ماٹی کوں بے جان
دیکھ ایسا روحانی تن   کہ ہس تن سوں رہیا جیون
جوں ملکہ آرس میں نزل   یا جل جوں لیٹے بھی کمل
اس اچھتیں اپیت جان   ایسا جوں مکٹ یچھان
اس منزل تو ملکوت   اس خاکی سونا سوت
وہ ارواح کیرا تن   روح کوں موکل کیا جتن
یہ سبھیں جیتا کار   سب وہاں تے ہے بستار
اس سن کوں پرگٹ بچار   سن نہیں تو مخفی بھنڈار

[1] اچھوک

Hanif Razvi

جوں آر دیر آکے دیکھ نظر — بن چشمہ کیوں ہوئے خبر
جوں انجنوں پھوٹے پاٹھا — سنگ اس کے یوں کر دیٹھا
وہ انجن تو ہوئے چک — بن اس تھے سادھے ماکہ
اور ایک کہوں تمثیل — جے[2] روشن ہوئے دلیل
تو روح[3] ہے سسی نانوں — بن[4] کلا تھے یکڑے ٹھانوں
تجہ[1] کلا سیورن دیٹھا — چند پونم سا ہو میٹھا
یہ کلا[5] مرکب ہے صاف — اس روح کوں کیا غلاف
یوں بوج توں اپنی رینت — دیکہ کلا تھے چاند اتیت
جے کلا نہ اس کوں ہوئے — بن روپ چندا کوں[6] جوئے
کہ گت[7] ہوئے دیکہ اماس — چندا کا کہاں پرکاس
جوں اماس کیرا بار — کہاں چندا کا ہے ٹھار
اس[9] کا ج سیورن کران لیہ — یوں[10] کر مرکب روح کوں دیہ[11]
تو اس[12] روح کے مرکب ٹھار — تو خو ہیں آپ[13] ییں دیکہ بچار

۱؎ امین درگاہ بیجا پور کا ناقص نسخہ یہاں سے شروع ہوتا ہے اسی سے اختلاف نسخ دیا گیا ہے
۲؎ دکھاؤں لے ۳؎ یو ہوئے روشن خوب ۳؎ کہ تو روح ۴؎ کلا تھے چندا پکڑیا
۵؎ کلا سیورن چل کر آئے ۶؎ چاند پنیم کا نانوں کہاے (زاید شعر)
۱۰؎ یوں بوج کلا مرکب صاف ۷؎ نے ۶؎ دکیوں کر ۷؎ گپت ہوئے ۸؎ کہاں ہوئے ۹؎ اس کا ۱۰؎ گریہ
۱۱؎ زاید شعر اس کا رن آپس دیکہ نروپ ٭ گریہ مرکب تیرا روپ
۱۲؎ یوں اس ۱۳؎ آپس

یوں دیکہ اس تھے ہونا دور   کہ[1] توں اہے پاک منزہ نور

یوں[2] سب کا ورشتا ہووے   تو اپس اپیں پاوے

سوال طالب

اُن[3] کہیا کہ میں تو ایسا   جے کہیں کہ اپنت جیسا

اُس[4] دو کہ سو کہ کیر اشاد   اس تن من تھے برباد

مُیں[5] ایسا یدریں یدر   اب[6] دیکھیا خوب نظر

اُن[7] دونوں تن تھے چھوٹا[8]   جے[9] ایسا گیاں منجہ پھوٹا[10]

یہ[11] ماور روپ سب جالا   میں اس تھے ہوا نروالا

لے اگل کہاں منجہ ٹھائے[12] تم   جے چھوڑ ہوئیں[13] کنارے تم

وہاں[14] دسے منجہ اندکارا   میں اپس کھویا سارا

یہ منج لاگیا گھر اچاچ   میں تو تجہ کوں آکھوں ساچ

---

[1] کہ ہے توں

[2] ہو یوں ورشتا سب پر آئے ÷ تو کیوں آپس دیکہ گنوائے

[3] کہیا کہ میں تو ایسا ہوے ÷ کہیں منزہ جیسا ہوئے

[4] دک سک کیرا میں ہو شاد ÷ اس بھی من تھے ہو برباد

[5] یوں میں پدریں دیک پدر

[6] آپس [7] ندارد [8] چھوٹا جب [9] پھوٹیا اب [10] ندارد [11] نھاریاں [12] کنارے تم

[13] و آنکھی سب اندھارا تیوں ÷ وہاں اپس کھویا سارا جیوں

ب سک سنتوش کا تھا پیلا منجہ یہ دک دیک دھیلا منجہ (زائد شعر)

[14] ندارد

Hanif Razvi

اُن[1] دو کا جے ہیں سر ۔ یہ منج غفلت گیا بسر

یہاں[2] جاگروت نہیں بین ۔ یو[3] ایا غیبی تن

منجہ کوں اس کی دیو خبر ۔ جے[4] جاک منجہ کوں ہوے نظر

نئیں[5] تو گھرا منجہ دوکہ لاگے ۔ تم نو ڑین تو کچہ بھا گے

کہ[6] ظلمات غفلت کیرا ۔ کیوں کھو نبا را میرا

جوابؑ مرشد

تب[8] آکھے اس کی بوڑ[9] ۔ تج[10] تیری ہوے سوڑ[11]

ناٹے[12] غفلت کھال ۔ دھیر پکڑ[13] اپ سنبھال

متھن کر تجہ گھڑیا[14] ہوے ۔ جوں کے جھارا ماٹی دھوے

گیان پکڑ نا بھوبیں لوب ۔ نا ہے ایس کوئی ڈوب

جوں غواصی غوطہ کھائے ۔ ۱۰۔ را کہ لات ڈوب کرجائے

تو یہ تیرا[15] جسان وجود ۔ ناں[16] یہاں اپڑے کچہ سد بود

ا۔ ان دو تن کا ہیں جی سر + کون یہ غفلت کیا بسر

۲۔ یہاں نا جاگروت دیں سین ۳۔ یوں منجہ لاگیا ۴۔ یہاں کچہ ہے گیان نظر

۵۔ نہیں تو منجہ دکھ دھاری لاگ + جے تم توریں میرے بھاگ

۶۔ یو ہے غفلت بحر ظلمات + کھو نیارا میری بات ۷۔ ندارد

۸۔ تب کچھ ۹۔ بوج ۱۰۔ بے تج ۱۱۔ سوج ۱۲۔ ناے آپس ۱۳۔ جک آپ

۱۴۔ کھاریا ۱۵۔ تیرا ۱۶۔ یہاں نہ انپڑے بھی کچھ سود

Hanif Razvi

سکھ[1] منتوں کا تھا میلا منجہ ۶۱۲ یہ دو کہ دیکہ ڈھیلا منجہ[2]

ایسا ہے وہ[3] غیبی تھان سکلا بکار رہے سمان

یہ ہے[4] وہاں کا دیکہ نشان بسر بھول سب بھرم گمان

یہاں تو دیکھیں[5] ایس عین گر رکہ بوتوں پڑ چو چین[6]

وہاں دیکھیا[7] توں تیرا بھید من کے لوچن انتر چھید

انکھیاں[8] جیسے من کیا ندھان سو ہے دیکھے[9] نور نشان

کے سکہ سما ندر[9] اتھار وہ تو چیا کھے بوجن ہار

تو توں[10] وہاں کا شاہد ہو غفلت ساری[11] اپنی دھو

ہے[12] توں یہاں کا دیکہ سلون ۶۲۰ غفلت کہتا سو[13] یو کون

شاہد[14] یہاں کا سو توں جان بھول[15] بسر تب چھوڑ گمان

جوں ایکہ اندھارے بھٹار او بھیا ہوے اس منجہار

تھمنہ آپ[16] نہ پر سوجے کوئے پن آیس آپیں بوجھا ہوے

---

[1] یہ تیرا غفلت کیرا تن دھنہ کیوں تیرا ہوئے متھن (زاید شعر)
[2] یہ شعر پہلے آگیا ہے
[3] یو [4] بھیج [5] دیکھے [6] پرچیں [7] دکھاؤں
[8] من کی آنکھیاں [9] دیکھے [9] ندارد [10] وہاں کا بھی توں
[11] اپنی سبھی [12] یہ بھی ہے توں [13] توں [14] اس کا کہتا
[15] بسر بھول سب رہیا [16] انپڑنا

Hanif Razvi

تُوں[1] ایسا اچھے ندھان کبھی تجھ تیرا کیا گمان
یُوں[2] کہتیں بھی ان لیکھیا اور آپس آپیں دیکھیا

سوال طالب

یو ہے غفلت میرا گھر میں تو اس کا اچھوں سر
ہوں تو عارف عاقل میں منجھ باج تو دُوسرا نہیں
جے[3] ہے عقل بدوہ تمام سو ہے اچھے[4] میرا نام
نہ[5] کبھی دوجا اس بن بول میں تو[6] دیکھیا[7] خوب ڈھنڈول

جواب مرشد

تب اُن آکھیا طالب سُن تُوں[8] کیا پکڑیا کیسا گُن
یو[9] ہے عرفاں تیرا[10] تن ایسے تن وہ[11] چارو گُن
تو یہ[12] چوتھا جان وجود جے[13] ہے عقل کبری بود
اُن[14] تینوں تھے جب چھوٹا یہ گیان درشٹ تب پھوٹا

---

(۱) تُوں یو (۲) یوں ان کہتے دیکھیا آپ ÷ اپنا آپیں ہو اساک
کہ ہوں عارف عاقل میں ÷ مجھ بن دوسرا کوئی نیں (زاید)
(۳) جے ہوے عقل یہ بدہ تمام (۴) راکھیا اپنا نام (۵) دوجا تو توں (۶) ملے
(۷) یو کھیا (۸) کیا عقل کھاوے آپس جن (۹) کی یو (۱۰) کیرا (۱۱) کر چارو گن
(۱۲) یو تو (۱۳) جیتے پرتے تج مں بود
(۱۴) تینوں تن بوجھ دیتا چھوڑ ÷ چوتھا گیان رہیا کل جوڑ

Hanif Razvi

یوں[1] اس کا شاہد ہونا · یو عقل ساری کھونا
توں[2] عرفاں پر بھی شاہد[3] · یوں[2] چاروں تجھے واحد[4]

سوالِ طالب

ان[5] اس میں جواب دیتا · منجہ صحی پر جو کیتا
یں سب پر شاہد[6] صحی · پن بھرانت[7] ایک اوہی
یہ[8] دیکھوں گیان بچار · گیان چھوٹے کیوں[9] نسار
یوں[10] سب کے اونچے ٹھاؤں · پن گیان کیوں کر پاؤں
یہ گیان کیوں کر تونا[11] · تجے[12] شاہد سا ہو بیٹھا

جوابِ مرشد

تب[13] کہیں رے اپنے ٹھار · جاک خاطر کریں قرار

---

(۱) توں ہو اس پر شاہد جان ÷ جے تج ہردے بستا گیان (زاید ہے)
گیان آوے جاوے کیتے بار ÷ توں تو اس پر دیکھن ہار
(۲) تدارد (۳) شاہد ہے (۴) واحد ہے
(۵) اس میں جواب لیا یار رے ÷ منجہ پر یو جوایا سچ
(۶) شاہد دیک صحی (۷) یک بھرانت (۸) جب یو (۹) کیوں دیکھ نسار
(۱۰) جے یہ سب کے اونچے ٹھاؤں ÷ گیان پنا میں کیوں کر پاؤں
(۱۱) تونے سب (۱۲) شاہد سا ہو آوے جب
(۱۳) اس کتے سو اپنا ٹھار ÷ ٹھوں لے خاطر اک قرار

Hanif Razvi

یو بود آوے کیتک بار کیا رہتے جسم قرار
چک دیکھیں اپنے دِ جبر جب تھا توں بال صغیر
تب کہاں تھا تجہ کوں گیان تجے پکڑے یوں ایمان
اُس کارن تیرے سیر یو عقل ہے بارگیر
ہو عقل پر گواہ دار اس پر بھی توں دیکھن ہار
یوں یو د آوے جاوے دیکہ تو توں دیکھن ہارا ایک

سوال طالب

اُس بالک پن کی بود بُدہ نہ تھی کر کیوں منجہ سود
نیں اس کا بھی ہوں ساک یوں جانو تو ادراک
اس عقل کیرا اچھیرا بوج جانوں تو میں ہیرا موج
تو اس کا درشتا اکوں سُن گیان نکھن تے بھا کوں پُچن
جے وہ درشتا سُد سروپ پن گیان تو کہ کیسا روپ

(۱) بُدھ یو آوے کیتے بار (۲) کیا جم رہتے نت قرار
(۲) توں چک دیکھے (۳) جب توں تھا رے بال صغیر
(۴) جے توں پکڑے یوں ایمان (۵) اس بھی (۶) عقل دلیا ہے ان بارگیر
(۷) اپنی عقل پر توں گواہ (۸) یوں دے خاطر آگاہ
(۸) توں اس (۹) منجہ کوں
(۱۰) یوں میں اپنا آپیں ساک (۱۱) یہ تو جانو خوب ادراک
(۱۱) انکھے (۱۲) بن

Hanif Razvi

منجھ اس کا بچار کھو لو   اور سمجھا کر تم بو لو

جواب مرشد

خوب فکر کر بو لیا تیں   جے جگت خاطر لیا یا میں

اس آکھوں تجہ یک دھات   جے سمجھ لیوے توں بات

تجہ آکھوں دوے نکات   جے اس میں ہوے اثبات

یک عقل دلالی دیک   اور تقیم دوجے لیک

یہ تقیم شاہد نانوں   ہے عقل دلالت ٹھاؤں

جیوں بھڑکا دیکہ انگار   بھی ہوئے کیتی باریں بار

ین وہ تو اہے قرار   یہ اچھے بوجن ھارا

یوں بھڑکا عارف تن   وہ تقیم شاھد کن

کے توں تو شاہد فہم   یہ بجھے چھوڑ وھم

تو یا دلبر کے بھاوے   ہیں نور کے دو پھیراوے

---

(۱) منجھ کوں اس کا کھول بچار (۲) سمجا کر منجھ دیو نردھار
اب میں سن رے اس کی دھات (۳) جے یہ سمجیں خوبیں بات (زائد)

(۲) جگ (۳) تجہ دھر (۴) جے تجہ (۵) ہے دیک دلال (۶) دوجے تقیم اپنے حال
(۷) فہم تقیم اک شاہد ناؤں (۸) عقل دلالی اس کی چھاؤں (۹) جیوں دیک بھڑکا ہو
(۱۰) تدارد (۱۱) یوں بوج (۱۲) تقیم شاہد اے کن (۱۳) ہوے سد فہم (۱۴) یہ سب
(۱۵) یا دلبر کی ہادی مان (۱۶) نور کے دو پھیراوے جان

Hanif Razvi

یوں[1] نور کا دیکھیں چاؤ — ہے[2] جیسا بالک بھاؤ
جب ہو[3] انجہ اُتپن — تب[4] کہاں تھا گیان لکھن
یا[5] دوسراں تیرے ٹھار — ان[6] دو تھے دیکہ بھار
جیوں[7] اس تن کوں جامہ پوش — تیوں لے نور[8] کے دو سرپوش
لے دو[9] ہیں اس کے روپ — دو رو یوں نور[10] دیکہ سروپ
لے[11] بر بھول کا انگ — تن[12] تسرا کیرے سنگ
ہے[13] یاد بیر کا پھیرا وا — یہ چوتھا تن سہاوا
کون[14] اول کسوت بار — نور نرنجن کیرے ٹھار
ہے اول کسوت یاد — تو بسریا ہے کرشاد
جب لک[15] نہیں جانیاں — بھی بسریا[16] کیا ہے کرمانیاں
اس کارن رہے[17] یاد اکم — اور کسوت بیر کے[18] دوم
یا دبسر یوں[19] شمار — ان[20] دو کیاں بھانتاں چار

(۱) ایوں نور کا دیکھے چاؤ (۲) نور پتا جیون (۳) تجہ ہوارے (۴) تب تج
(۵) جے یاد بیسر ہے (۶) ان دونوں تھے تھا (۷) اس بھی تن (۸) نور کوں
(۹) اس کے ہیں بھی روپ (۱۰) نور کوں (۱۱) یہ دیک بھول بیر کا (۱۲) یہ تن تسرے
(۱۳) یاد کا ہے پھیرا واہوئے (۷) چوتھا تن سب سہاوا ہوئے۔
(۱۴) تو اول کسوت بھی یاد ہے بسر کیرا تب ہی شاد
(۱۵) ان نین جانیا کوچ (۱۶) بسرا مانیا کیا ہے بوجھ (۱۷) بھی ہے یاد اکوم (۱۸) بسر کو کیھرا
(۱۹) اس دھات (۲۰) دو کی اکھوں چار پرکار

Hanif Razvi

یاد آوے جاوے کیوں پوانگ — دو دھات بسر کے ہوئے سنگ
بسر آیا او کیا یہ بول — ان بولوں بچار کھول
بسرایا یوں بھی مانیاں — کے کچھ تھا سو بسریا جانیاں
جوں سکیا حدیث یاد — بھی بسریا ہے کرشاد
کراکھیت یاد لیاوتے — ۶۸۰ — وہ بسریا سو نہ آوے
وتی سکیا تھا کر جانے — بھی بسریا کر بچھانے
یہ بسرا ہے کی بات — اب کی کی سن لے دھات
دو جا بسر یوں گیا — کی اس یاد دیکھ تار جیبا
جب گرب تھے آیا بھار — وہ فہم رہیا کیا تیرے ٹھار
یا جیو نکلے موکہ لے تھان — تو اچھے کیا تجہ گیان
دیکھ یوں گیا ہے بسر — اب کر سون یاد دوسر
یاد کرے کے دو پر مان — بھی آکھوں دیکھ بیان

(۱) کیوں نورانگ (۲) وہی (۳) تدارد (۴) مانیاں یوں (۵) جانیا جیوں
(۶) جیوں سینے کا پر جو یاد (۷) بھتی وہ (۸) لیاوں جاے (۹) بسریا سونا کبھیں آئے
(۱۰) سکتا تھا صحی جانے من (۱۱) بسریا خوب بچھانے من
(۱۱) جیوں دیک لے بسر کی بات (۱۲) اب توں سنتر لے اس کی دھات
(۱۲) دیک دو جا بسر نکل گیا (۱۳) بسریا معنی نہ یاد رہیا
(۱۳) رکھیا ہے (۱۴) یا کی جیون کی ہنک (۱۵) وہ اچھے تجھ کوں کیا گیان (۱۶) اب یوں گیا دیک بسر
(۱۷) سُن لے یاد کہوں (۱۸) کے بھی (۱۹) جیوں بسر کھولیا جان

Hanif Razvi

یاد[۱] آیا یوں بھی بوج — جے کھیا معلوم توج
جوں کے مرشد کھیا جان — پند نصیحت جے بیان
سب یاد دوں کرے نشان ۶۹۰ — نہ اس یں کچھ گمان
یوں[۲] یاد آیا ہے چل — بسر[۲] کی نہیں دخل
اب[۳] یاد کیئے کے کہوں — جوں بسر گیا بھی سوں
جوں بسر گیا کہیا جان — وہیں یاد کیا بھی مان
کچھ یاد اچھے نا بیکہ — یوں یاد کیا کر دیکہ
ان دو[۳] کی سیکی دھات — نہ[۳] سمجے ماضی بات[۳]

۱ن یوں یاد آے کیبری بوج — ن اب یاد کی لگ کرسوں سوج
یاد گی کا ایسا تول — ن بسر گیا جو کھیا کھول
جی سک معنا یاد نہ لیک — ن سکیا تھا یا شاند لیک
۱ن دل کے یاد آیا یوں بھی چل — ۲ن غفلت کیا
۲ن جے کچھ پچھلا لیا وے یاد — ن کچھ نا بسریا کر دل شاد
جے کن سا دے کرے نشان — ن کچھ نا سمندھے رہے گماں
۳ن شعر ۶۹۲ تا ۶۹۴ و ۶۹۶ تا ۷۰۴ ندارد — ۳ن دونوں کی تو یک ہی — ۳ن نہ کچھ
۳ن یہ دو سرپوش نور کے جان — ن لے جاویں آویں کیا تجہ ہان
یاد بسر تجھے ہونا دور — ن کرنا اکلا ہووے نور
یوں لے خومیں ویک بچار — ن من اثبت کرلے کہار
بھی جیسا تیسا جی تن مد — ن اس کی پرکھا یو ہے بد
ان دو بھاندیوں پھوب ملا — ن پیڑیا یا ان دو دھات کلا
یں میرا کچھ جان آپ نیراؤ — ن یہ سب چھوٹا پکڑیا بھاؤ
یا جیون پنکھی تو تجہ دھات — ن پل یک میں تجھے کرے گھات
تو تجہ اس کا کیا ہے غم — ن کیا اس چھوڑیں ہروے کم
حیراں رہیا ہو بہوت — ن کہاں لگ اس کا پروے موت

Hanif Razvi

یوں[1] یاد بول یک بہر ۶۹۷ ان چارو دھاتوں پر
یہ کسوت جانا رہنا ذیکہ کیا کیا نوُرَینا
بھی جیسا مندل پچھان یہ کھوٹے نا کچہ ہان
ان ان کو اچھے بلا ان پکڑیا ہے تو گلا
میں میرا کر ہو بیٹھا ۷۰۰ سب سنسار اس میں دیٹھا
بھی اس تھے دوکہ سوکہ پاوے بے ستم آپ بندھاوے
تو ہوے بھی را نویں دھات کرالیں ابیں گھات
تجہ اس کا کیا ہے غم یہ چھوڑیں کیا پر کم
ہے جیسا بالک بچاؤ یہ نور نورا نا چاؤ
یوں[2] چارو تن کا جان توں اب دیکہ پچھان

سوال طالب

جوں[3] دیکھیا اپنا حال کہہ[3] ادھیا صحی ایتال
میں[4] سُدفہم ہوں اب رنگ پانی دوجا کیسا
نہ[5] یاد بِسر کے چار نہ منجے ہے کچہ لکار

---

[1] یاروں تن کا ہونا جان ؛ کشتی پر کا جیوں دیدبان
[2] جیوں کر رخ دیکھ [3] کہہ کر
[4] سدھ فہم ہوں میں بوجھیا ؛ جبھی رنگ پانی نہیں دوجا
[5] نا مجہ یاد بسر کے چار ؛ ناہیں کس کا کوچھ لیکار

ع۱ شعر نمبر ۶۹۷ تا ۷۰۸ ندارد

Hanif Razvi

ہے[1] جتیا[2] منجہ تھے بیچ ۔ میں سب تھے دیکھیا کھیچ

میں[3] چارو تن کا جان ۔ جوں کشتی پر دیدبان

میں[3] عرفاں کا بھی عارف ۔ یوں چارو تن تھے فارق

یہ[4] چارو ٹوٹے بند ۔ منج[5] سہجیں انند انند

میں سب پر اچھوں نسنگ ۔ نا منجہ کوں[6] کدھیں بھنگ

میں[8] شاہد دیکہ اڈھل ۔ جوں اکاس دھور منڈل[7]

ناں منجہ آنا جاناں ہے[9] ۔ نا کدھ[10] مرنا جیئو ناں ہے

منجہ[11] ڈوکہ سوکہ ناہیں بارے ۔ میں سب تھے چھوڑ کنارے

جیسا تو میں ویسا ہوں ۔ نا کس انگ ل کیسا ہوں

سب میں نا دوں میں ہوں ایک ۔ ہیں سب دستے بیس بیک[12]

بھید جدا پن ایک ہے نور ۔ سب میں دیکھیا آپ ظہور

جواب مرشد

یوں کیا سمجیا رے انجان ۔ تجھ[13] میں کیا آپ کرے بکھان

---

۱ اب میں منجہ تھے دیکہ اتیت ۔ بوجھیں ین کیوں لایے ہیت (زاید شعر)
۲ دستا ہے سب منجہ تھے تیج ۔ لے میں سب سے دیکھیا کھیچ
۳ عرفاں کا میں عارف تن ۔ چاروں تن کا شاہدہ ہوں
۴ چارو جاندے تو نا بند ۵ اسا ۶ دیکھوں ۷ ندارد ۸ تہاں ۹ نا کچھ ماندر ۱۰ ناں
۱۱ نا لگے دوکہ سوکہ بیرے رنگ ۔ سب سنگ اچکر رہوں سنگ ۱۲ بھیک
۱۳ آپ یوا دوی کرے بکھان

میں۱ پنا تو تیرا اچھوٹ　　نور پنے میں یہ ہے توٹ

توں چک اپنیں۲ دیکھ نظر　　میں پن تجھ میں کیسا بھر

فہم دلالی کا۳ دکار　　جن تجھ کیتا گرنبار

شاہد میں۴ تجھ رہیا غرور　　بھی بلا رہوا نا، نور

یوں بھی سب تجھے گزے راس　　تو ہوے۵ نور تو رانا۶ خاص

جوں۷ کے ٹیک ہے آرس ٹھاؤں　　دیکھتا ہے کر اپس ناؤں

یوں ہو وہ پنے کی آرس تجھ　　اس تجھے دیکھتا ہے کر بوج

آرس ہات تجھے کیے۸ نہ سر　　دیکھن ہار اگیا۹ بسر

اس تجھے دیکھتا ہے اس ناؤں　　وہ بھی چھپے نا اس ٹھاؤں

یوں بھید پنے تجھے شاہد ٹیک .　　۱۰ ابھید پنے میں یک ہے دیکھ

بھید پنے میں۱۱ ٹیک جان　　نہیں تو جان تہیج پچھان

جاں میں۱۲ جاں بیچ رہے سماں　　ایسا نور کا دیکھ نشاں

جاں پنا کیا جانتا یار　　بھید ابھید نہ بولتے ٹھار

کہ خوشت کپور ہور سگند تیں۱۳　　یوں تو یہ کار ہیں ہیں

---

۱ تیرا اچ سکلا　۲ تجھ میں　۳ ندارد　۴ تو ہوے　۵ تو رانا ہوے

۶ جوں یک آرس کیرے ٹھاؤں　۷ شاہد میں یک　۸ رہیا　۹ یوں یک جان

۱۰ خوب کپور ہور سگند تیں　۱۱ یوں بھی پرکار ہے دیں بھیں

Hanif Razvi

چوتھا جوت لایا دیکھ[1] — چارو بھیک کا دیکھتا ایک
دستا[2] تو لک دیکھتا مان — دستا[3] کیا دیک نردھان
یوں دوئی پنے تھے دیکھیا اب — شاہد مانیا تب میں تب
یوں چارو تن میں[4] پڑیا بندھن — اس تھے گھڑیا سن متحصن
چھوٹی عقل دلالی چھوڑ — چھوٹا میں پن نہ کلجوڑ[5]
کانوں[6] نہیں جہاں سیوں کیا بارے — گھر نہیں کیا آنگن[7] سنوارے
توں نہیں تھاں میں پن چھوٹ — آپ میں آپ ہیں پن بھوٹ
آکھے کی اس شاہد[8] نور؟ — کیا تفاوت اس میں دور؟

کہے[9] کہ شاہد ہے بر کار — نور وہی جے ہے بے کار
نور[10] کا اب تجہ آکھوں حال — سو ہے حال دیک وصال
ندرا کیرا پہلا پنت — جاگروت[11] کا جے آخرانت
تو[12] جاگروت کیرا آد بچار — اور[13] ندرا کا جب سیوت بھار

---

[1] زاید دو شعر: یوں تو دیکھتا شاہد جان ÷ دستا تو لک دیکھتا مان
دیکھتے کیوں چل بھی جائے ÷ جت کیوں رل ایک سمائے

[2] الساد دیک کھول بیان [3] دستا گیان [4] پر

[5] زاید شعر: جہنہ تو پن نیں میں پی ہار ÷ یں نہیں توں پن کیا بچار

[6] [7] ندارد [8] آکھے کہ اس شاہدی لکار [9] اب کہہ آنکھوں نور کا حال [10] کیرا
[11] تو، اور، ندارد

ان دو کے بیچ میں نور اصل　　کہنے تو نا آوے مثل
جس کا تو ان مانیا ہوئے　　گر یرساد وں جانیا ہوئے
سن رے سادھو نور نشاں　　جان کہیں نا اس انجان
بولتا نہ اس کہنا چوپ　　بھاس ابھاس رنگ نا روپ
نور محمد ایسا نور　　نہ ظاہر باطن نیرے دور
میرا رہن بتاؤ　　کہاں او یاؤ کہاں سماؤ

جواب مرشد

قدرت میں ہے نیرا روپ　　اور قدرت میں ہے مخفی چوپ
یوں آپ میں اپس دیکھ　　بولوں یہ کیا بر چیت لیکھ
نہ بہ باتاں تجھے کچھ کاج　　کرنے بھیج کچھ کرنے آج

ے زاید شعر　نور محمد ایسا نور　نہ تو نہ ظاہر باطن نیرے دور　　ے کہا
ے زاید سات اشعار　ایسا نرگن روپ دسے　＊　بن یہاں کہاں روپ بسے
کی وہ پر بھا تیج روی　＊　وہ تجھ بھاس انگ سی
ہوے کت چند انس اماس　＊　وہ تج سے بے پرجا دھاس
یوں نور میں جیتا جے پرکاس　＊　اس کے انگوں سنجھی بھاس
ایسا قدرت کیرا بھاؤ　＊　نور کے آئینہ دیتا چاو
نور صفا دیک لامکان　＊　ناؤں ٹھاؤں روپ نشاں
کرکے بجنو اس کی کوج　＊　طالب صادق یوں بوجھ

ے سوال میرا رہن بتاؤ　＊　کہاں او یاو کہاں سماؤ

ے آپ میں تو آپ میں
نہیں کیا بول یہ پرچو ایک

جوں کہیا تیوں کرنا بھی　　جوں کرنا تیوں رہنا بھی
تو کچہ سادھو سادھے ساد　　نہیں تو جھوکٹ کیدا واد

سوال طالب

تب[2] یوں کہیا ان بھی کھول　　منجہ تو بولن ناھیں بول
کی اس گیان[3] تھے برباد　　اور منجہ شاہدی کا یاد
یوں[4] ان دونوں تجھے چھڑائے　　اب منجہ[5] کیوں کر کھو جائے
بھاں عقل دلائی باج　　یہ منجہ[6] سمجھے کیوں بھی آج
جے تجھے عقل سد تقیم　　سو ہو رھیا نور تسلیم

جواب مرشد

ارے باج عقل تو کچہ نہیں　　تو کیا[7] سمجیا لوڑے کہیں
توں[9] عقل عقل سوں توڑ[10]　　اور[11] فہم سو جوڑ
کی اس عقل[12] مقیم کے پاس　　جوں[13] رہے دیوے کا یہ کاس
یہ[14] تو عقل دلائی ہوئے　　تو وہ اپ سیں اپی جوے

---

۱ زاید شعر　تب ان ایک عریضہ کر ۲　تسلیم ہو کر سر بھیں دھر
۳ دیا مکر ان کہیا کھول ۴ اب منجہ ۵ تھے کر ۶ ے ۷ کہو ۸ منجکوں سمجھے کہنا آج
۹ وہ ۱۰ کیا دل بجھیں کوئی کہیں ۱۱ توں سے ۱۲ بد ۱۳ نہیں فہم چھوڑ دیئے
۱۱ مقیم عقل ۱۲ جوں ہے ۱۴ یوں ای

نہیں تو اندھارے ۔۔۔ کیا کام ہووے بارے
جو کچھ اندھارے کھوٹے ۔۔۔ تو وہ باتی لے کر جوٹے
جے کھویا سو پایا جن ۔۔۔ پس باتی لیہ بجھایا تن
ایہ تو ایسا آٹ کٹھن ۔۔۔ جے یہ سمجھے تیرا من
تو تیرا توں کہ جاگا ۔۔۔ کس ٹھار توں ہے کہنہ لاگا

سوال طالب

میں تو دیکھیا ایسی جوڑ ۔۔۔ ان بھی جا روشن کوں چھوڑ
کہاں رہن میرا ناٹوں ۔۔۔ من ہوا میں پکڑیا ٹھانوں
یہ درشٹ اگو چر دستا ہوئے ۔۔۔ سب سُن آکار لستا ہوئے
ہے روپ اس میں میرا ۔۔۔ نہ کہنے آوے کیرا
جوں خش خش دریا میانے ۔۔۔ یہ گیانی ہوئے سو جانے

۱ دیک اندھارے کاج ۲ جو کچھ کام چنا دیوے یا ج
۲ جے کوی کچھ ۳ دیوا
۳ تو یوں ایسا اک کٹھن ۴ جی خوب سمجھے تیرا من
۴ توں کہ تیرا کہاں جاگا ۵ کس ٹھاؤں پھیلا کہاں لاگا
۵ تب یہ نبتی کیا عرض ۶ بارے منجہ یوں دے غرض ۱ ۲ ۲ د یہ
۶ کی کہاں رہن ہے میرا ناٹوں ۹ ندارد
۱۰ یوں ہے اس میں میرا روپ ۱۱ منجہ کہنے آئیں سروپ
۱۲ جوں خش خش دریا سن ۱۳ تو گیانی ہوے سو بیجے چین
اب منجہ بومنے بلیں سکت ۱۴ اپنے کا بھی نہیں سنت گت (ترایں)

جواب مرشد

اڑے اتیال ٹیک بچار ۷۸ اس ملے کیرے ٹھار
کیا توں کچھ باقی رہتا کہ ٹیک ہو سب جاتا

اُن کہیا دیکہ بچار ۷۹ بیٹا خاطر اپنے ٹھار
نہ کچھ جدائی دیکھوں ۸۰ سب یک ہے نور پیکھوں
جے میں شاہد ہوتا اس بیلا جدا جوتا
نیکیں تو میرا روپ نہ بھئیں ہے ٹیک سروپ
جوں موج دریا میں بارے کیا جل ہوے کنارے
جے دستا دھوندو کار میں ٹیک ہے نراکار
بے گنت اچھوں بے انت نا مقام منزل پنت

اب من کھوجی کھوج بچار اس بھی ملن کیرے ٹھار
باقی رہے نکت یا کہ نکلا ہوے بحیت
تجہ اکلا کیا میں کروں بکھان توں منجہ بھنڈاری گیان
میں یوں دیکھیا آپ بچار لیا جگ خاطر دستی ہوے — سب سن نوانتر لیتی ہوے
جے ہوں چھوڑ کنارے جور تو اس ناتوں شاہد نور
نہیں تو وہ سب یکہی روپ نہ بن سنا ہے یک سروپ
جیوں جل دریا بھرتی فوج دھاں کیا کنارا دھر اموج
جے وہ دستا ہو دھندکار سب یک دستا نراکار
بے لبی انت نا منجہ

Hanif Razvi

یہ جیتا ہوتا کار ۔۔۔ سُن ہجیں سہجا کار

یہ کیسی تیری بود ۔۔۔ توں کھویا اپنی سود

کیا کر لیتا اوجھ ہات ۔۔۔ بھی بھڑ پڑیا جا ظلمات

توں کون ہے دیکہ گوہر نور ۔۔۔ یو سب غفلت کرنا دور

خوب ناو دیکھیا اپس میں آپ ۔۔۔ تو نچہ کھڑیا ایسا پاپ

توں جوں دیک صفا میں نور ۔۔۔ جیسا اکاس لبتا سور

توں لیہ بچار اپس میں دیکہ ۔۔۔ یہ کون کرتا لیکھا لیکہ

جیس یو نظروں خالی یار ۔۔۔ وہ نظر کنارے دیکھن ہار

توں تو اس کا ہے بھی جان ۔۔۔ جے وہ خالی کرے نشان

تجہ دیسے روپ نظر تلہار ۔۔۔ روپ نہ ہوے وہ دیکھن ہار

کیا نظر نظر کوں دیکھے سوج ۔۔۔ کیا نشان نشانا لیکھے بوج

---

۱ دستا قول اکار ۲ سب یو میرے اور نجار
نہ منجہ آنا جانا تہاں ۳ ناکچہ مانند گھڑے نشاں
میں تو لیے روپ تران کار ۴ سن ہے سمجھیں سہجا کار
۲ تب کہیں کیسی پکڑ یا یُد ۳ توں نے کھویا اپنی سد
۳ جا پڑیا رے ۴ توں دیک اہے گوہر نور ۵ بستا اکاس ۶ اپس
۷ کر نظر ۸ تجہ نظروں دیسے روپ تلہار کر اوپر تیرے ہو تو ۹ سینے

کیا پرمل پرمل دیکھ اگھائے ... کیا لذتیں لذت چاکھیا[1] جائے
کیا توں چھوٹیں[2] آپ گنوائے ... خالی کیسا ناؤں کھوائے
جیسا تو آپ ویسا جان ... بوگیان کسوٹی[3] تور کہ مان
یا جوں سرور سوتی جان[4] ... یا دیپ اندھارے جوت ندھان
یوں ہو شاہد دیکھ نرال ... لے کر بھیلا[5] آپ سنبھال

سوال[6] دیتا ہی اُن یوں ... جواب دیا وے سمجھے[7] تیوں
جیوں[8] لک اہے منجہ کوں گیان[9] ... جوں تم اکھیں یوں امان
جہاں[10] تھے منجہ کوں سماؤ[11] روپ ... تب کال دستا[12] وہی سروپ
اس میں میں ہور میرا کون ... گل[13] جاوے جوں پانی لون
پانی[14] بلیا پانی تیوں ... یا گھیرے[15] گھیر پانی جیوں
لاگے[16] پر جو ایسا بھی ... فہم[17] کرو کیسا بھی

جواب مرشد

یہاں[18] توں سنگھم دیکھ بچار ... سخت[19] من کر راکھ قرار

---

۱ چاکھن پائے ۲ اچھتے ۳ کسوٹی نور گیان ۴ مان ۵ پچھیلا ۶ پہو سوال کیتا
۷ سمجھیا ۸ یہ جو لگ ۹ گیان ۱۰ ہے جہاں ۱۱ سماور دوب ۱۲ دستا
۱۳ یوں گل جاوے پانی ۱۴ یا پانی ۱۵ گھر تے گھیر پالے ۱۶ منجہ لاگے ۱۷ فہم کران دیو
۱۸ ارے وہاں سگھر ۱۹ نہچیت

Hanif Razvi

کی جھاں گرد اندھارا ہوئے | آنکھ نظر وھاں اپنی کھوئے
یوں توں نور[1] دیکہ لامکان | سور[2] چاکھاے وہاں سکلا گیان
رھے[3] نور منزہ خاص | جہاں تھے ہوے گیان پرکاس

سوال طالب

یوں چکہ سن کر رھیا ریچ | کچہ[4] ٹیک سمجیا کر مکہ بیچ
کی[5] دیکہ کھیا کون بچار | بولنے[6] تو منجہ نئیں تکرار
بھنی کچہ کہنا گن[7] پرکار | جے خوب سمجھوں دوجے بار
توں منجہ سمرت دو تدبیر | بن[8] تجہ منجہ کوں ناہیں دھیر

جواب مرشد

رے[9] سن آکھوں ٹیک نکات | خوب[10] سمجہ کر آوے ہات
جوں دیکہ چند سورج کا بجاؤ | کی اس[11] انگوں دیسے راہو
اس[12] بن اس کوں روپ ہتئیں | اس خارج دیکھے کوئی کہیں
کی وہ چھوڑتے بیاا بار | کہ کاں وستا راہو کا بھار
ین دیکہ کھڑا وہ ہے کوئی بھاس | چند سورج کا جہاں کر اس[13]

---

[1] توں دیکہ نور [2] کھاں وھاں سور چا [3] وہ رہے نور منور خاص [4] بھی کچہ سمجیا یک
بھاک بیچ [5] کی [6] دیکھیر [7] کر [8] بن یہ [9] کے [9] بے خوب
[10] انگوں وستا [11] ان بن تو [12] کر آس

یوں یہ جان پنے کے سنگ　　سُن یوں دستا تیرا رنگ
جے اس تھے ہوے کنارے دور　　بھیں[۱] ایس چھوڑ بسارے نور
گیان[۲] بچار کہ دیکھ وہی　　جے وہ سودھے آپ صحی
ایس[۳] دیکھ توں جیسا ہے　　کیا جیسا توں وہ ویسا ہے
جوں وہ غوطہ کھائے غواص　　جوں اس[۴] سرور موتی آس
کیا وہ جل میں مل جائے ٹیک　　یوں رکھ آپ سلامت دیکھ
تیسا[۵] تجہ غواصی ناؤں　　وہ دیکھ سُن ہوا کے ٹھاؤں
تجہ[۶] گھڑے وہاں سمادروپ　　میں توں خالی ہو رہے چپ
میں پن تیرا جھوٹا سب　　میں کھن ہار نہ توٹے تب
ڈوب جل بورے نہ بول چلے[۸]　　تب موکہ جیوا نہیں ٹلے
یوں دیکھ اپنا اُتم بول　　چیت نا چھے ڈانوا ڈول
جے توں کہے رہیا نہ کچ　　تو یہ بھیدی کون ہے پوچ
کیوں کر وہاں[۷] کی لیاوے[۹] سود　　جے اس انتر کیری بود
کے اس خالی کیسا اگن　　نکوت لوے کیسا یہ جن

۱ بہیں چھوڑ آپ　۲ دل گیان　۳ توں ایس دیکھ رے
کیا جیسا توسن ویسا ہے　۴ وہ سرور سوتیوں اس　۵ ندارد　۶ گھوڑے تجہ وہ
مٹ کر دو وہ جل پورے بول گلے　۸ بن ہلک جیوا نہیں ٹلے
۷ بوج　۹ لیاوے وہانگی کیوں کر سود

Hanif Razvi

اُس تو دیکہ صفا میں گُن — وهاں دیسے نا تیرا پن
کی وہاں کمال قدرۃ بار — درشنت اگو چہ دستا ٹھار
وهاں ہوا تجہ نظروں آے — آپ بسر کر ہوا کھوائے
جوں جوت ملے فنا کپور — بھی کون لیاوے دھنڈ چپور
یا جوں مل جائے پانی لون — بھی چون لیاوے اسکوں کون
یوں لکہ ساوے راکھے ست ۔ ۸۴ ۔ گیان جیک اندھے مشکل گت
جے توں ایس فنا نی راکہ — تو پھر کہنے نہ تھا ساک
بھی تجہ آکھوں ٹیک وصول — جے خوب سمجے اپنی بھول
جوں کے دیکھو جنگلے بیج — جے کوئی دیکھے ماٹی ریج
جے کوئی دیکھے خاک نیچائے — بیج ڈھنڈتیں کہیں نیائے
کی سب دستا نظروں خاک — وہ تو بیج منزہ پاک
کی جب باراں برسے بار — پھر کوم نکلیں ٹھاریں ٹھار
یوں شاہد تخم بھئیں — ہوا صفا کی دیکہ زمیں
ایسی نمونہ آپس بوج — جوں جوں کہیا اچھوں توج

۱ دلی اُس تو ۔ وهاں کچہ نادیس تیرا بن ۲ قدرت کیرا ۳ ہوتا نو کھواے
۴ جے آپ فنا سب گذرے آپ ۵ تو پھر نہیں ہے کون سات (از ایڈیٹر)
۶ سو اس کون ۷ سادھیں راکھیں ست ۸ جھوڑے ۹ دیکھے
۱۰ ماٹی دیکھے ۱۱ وہ ۱۲ بیج ڈھنڈے تو نا ہات آئے۔

Hanif Razvi

سوال طالب

یوں سُن لیس اپیں ہیر — ٹھنگی صحی کر کھیا پھیر
وہ غفلت میری دور — پاک منزہ دیٹھا نور
تجہ سورج کا منجہ پر ل — نس اندھارے جاوے ٹل
منجہ تو چھٹکا تجہ دھرم — وہ سب گزریا خالی بھرم
وہ تو خالی کچہ ناکوچ — جس کا ہے یہ اسیچ پوچ
یو ہے خالی جیسا پھول — یا کے دیکھیں جیسا ڈھول
کی میں نور منزہ خاص — یو سب دستا میرا بھاس
وہی صفا ہے میرا گھر — یہ تو خلوۃ خانہ کر
ہے یو میرا میرتیج پاس — ہیں تو سبھی دیکھیا راس
ہیں تو آپ ستنتر ایک — سب گھٹ گھٹ ناندوں دیک
بن روپ اچھوں بن مکان — نا منجہ مانند کچہ نشان
نا منجہ غالب کوئی دسے — سب گھٹ میرا روپ بسے
نا ہیں منجہ پر کس کی سکت — نا منجہ کس کی ہے ہیبت

---

(۱) اُن (۲) گُن صحی کر (۳) وہ سب — پاک منزہ دیٹھا (۴) جھلکیاں سُرج
(۵) نس (۶) یو چھٹکا (۷) دستا (۸) بوجھ اسیچ پوچھ (۹) یوں (۱۰) منزہ
(۱۱) کہ میں تو آپ ستنتر ایک (۱۲) یہ سب گھٹ میں ناندوں دیک
(۱۳) کچھ (۱۴) کسی

میں تو ایسا انند کند(۱)   سب وہ توٹا لکار چھند

جواب مرشد

تب یہ ثمرت سن کر کان   غصبوں را کھیا لے کر جھان

جھوٹیں(۲) کیا آپ کرے بکھان   یہ سب قدرۃ کس کا جان

یہ سب تیرے جیتے بول   یہ سب اپنی پچھان کھول

اب تجہ بوڑے(۳) پچھان خدا   الیش(۴) کرنا بیگ فدا

یہ سب تیری کھینچ نظر   بیا خودی کیسا اپنے پر

یوں(۵) ناں دیکہ بچار باتیں   کس تجھے ہوا بارے میں

کی وہ اہیں بے مثال   توں ہے اس کا پر تو حال

اس تجھے اپس نرگن دیکہ   کہ کی تجہ دیسے روپ نہ دیکہ(۷)

جیوں یک دریں کیرے ٹھار   موکہ اکھا ہے اپنا بار

یوں روح چھپیا یا تیری بکڑ   ذات قدیمی کیرے گھر(۸)

توں(۹) کیسا تو اس جیسا ہے   پن قدرۃ ناہیں ویسا ہے

توں(۱۰) ہے آرس دیکہ صفا   اٹیا روح(۱۱) کا کل ٹھسا

---

۱ کمند ——— ۲ مور آپس کرتا ۳ ٹک ہی ۴ یہ بے خودی اپنی کر

۵ ولی یوں نا دیکھیں بچار تیں ۶ ریک ۷ پچھانوں تیری کر ۸ گیرا کر

۹ توں کیا دہ مھک جیسا ہے ۱۰ قدرت تو نہیں ویسا ہے

۱۱ یوں ۱۲ روحاں

Hanif Razvi

وھاں سب جملہ ارواح ٹیک | یوں توں نظروں پر چھو دیکہ
سب یہ خارج چھوڑ صفات | انتر[1] دیسے یکیؔ ذات
جوں ہے اگن بھوپر کار | کی وہ باندھیا[2] حکمت کار
ہر ہر جنسے یک ٹیک رنگ | دیکہ اگن یں ناکچہ بھنگ
یوں یک نور بہوت صفات | قدرت تو ہے اس کے ہات
تجہ یہ پیدا کیتا کون ۸۸۰ | سب روپ تجہ[3] دیتا کون
یوں دیکہ نورے کیا فکر | آپ خودی کا چھوڑے سر

جواب مرشد

اس یں کھیٹ[4] بولے حق | منجہ[5] کوں لاگے یوں مطلق
ناکوئی[6] ظاہر کرے نہاں | سہجیں سہج پکار یہاں
سہجیں ہووے سہجے جاے | سہجیں اتیت سہج سماے
یں یوں دکھیا سہج بچار | سہج ہمارا سہجیں ٹھار
سہج دیسے یو سہجیں سب | بن سہج ناسوجے اب

سہج بھلارے جس کا ناٹوں | وہاں کیا کرنے کیرا ٹھانوں

---

۱ توانتر ۲ باندھے ۳ کر ۴ کھیاکہ ۵ بن منجہ
۶ ناکوئی آشکار امثان

Hanif Razvi

سہج دسے یوں نرٹن کار   ہنج میں کوئی ہے چیتن ہار
یہ کرن ہارا اچھے کوئی   کی یوں گیان نہ سوجھے کوئی

جواب مرشد

اُس میں جواب دیا بھیں   ہنج باج دسرا کوئی نہیں
سہج تو دِستا میرا اٹھار   میں تو وہاں کا دیکھن ہار
تو یہ کرنی جس تھے دیکہ   مایا کر توں اس تھے بیکہ
توں کیا اس پر کتا جان   جے توں پکڑیا لیبہ ابھیمان
اسمان کیرا سنڈال جہاں   زمین کیرا صف بیہاں
اپنی قدرت پرگٹ سور   دن اجالا کیتا نور
چندا چندنیاں بن جگاؤ   یہ گت سوجے ناکس بھاؤ
رچنا کیتا جگ آیار   پرہر دھا توں بھید پرکار
باؤ پھیرا وے آپ ستا   جھوٹ خودی توں چھور خطا
دونوں بادل برسے اے   . . . .
غیب خزانہ راکھیا توپ   رتی میں سمندر بھرتا موپ

---

۱ دے ۲ منجھ میں ۳ ان اس میں ۴ نہ منجیں ہوئی ۵ دے پکار
۶ باہ زمیں کیری صف ۷ سنڈپ جاہ ۸ بھومان ۸ توں اس پر کیا کچھ
۹ کون بیچ آوے خودی بنجھار ۱۰ بارا ۱۱ جھوٹی خودی اچھو رخطا
۱۲ آمیں ۱۲ بھریا سمندر تنکے نایں ۱۳ رتی سمندر بھریاں

Hanif Razvi

اُس میں توں مخلوق بچار　　ویسے ویسے نادم مار
اس میں تیرا ہے کچھ بل　　کیسے کیسے سر بھیں تل
کی پھیر کرتا جہل بھیس　　قدرۃ دیکھ نہ پیائے یقیں
جیوں کے دیکھ اندھیارہا بے　　نے اُن دیکھیا پھر کر آپ
نظروں تو کچھ دیٹھا ناں　　کرنے پر بھے مٹھا ناں

سوال طالب

تب اُن پوچھیا مو طالب　　قدرۃ پر بھے کوئی غالب
سیس نوائے عاجز بھاؤ　　منجکوں بھیلا لیہ سمجاؤ
گیاں سمندر توں منجہ پاس　　منج پیاسے کوں تیری آس
منجہ پر دھرں جگ ایکار راکھ　　ہمیش جیواسوں ناآوے ناک
کیشتا کیا کر سکوں بکھان　۹۱۰　ناں آترائے بوسوں جان
تن من دھن جیو لیہ قبول　　تو سمندر کوں کیا پانی چول
اب میں اندھا تیرے سات　　کھاندے پر لے چلنا ہات
منجہ تو شکل ایسا ہوئے　　فہم کراؤ کیسا کونے
ناں پھاں سمج کی دیسے بات　　نا کچھ کرنی میرے ہات

۱ توں مخلوق اسمیں یک ۲ ے اُن دیکھیا پھر کر آب ۳ بن کرنے پرتے ۴ کھرئی
۵ بھلا ۶ توں منجہ گیاں سمندر پاس ۷ پیاس کوں منجہ تیری آس
۸ سہہر جیب سوں ۹ ندارد

Hanif Razvi

[1] سبیج محیط میں دیکھیا تھا — اُس تھے اپس لیکھیا تھا
ناں یوں کرنی میری ہووے — سبیج کے[2] تو دیکھ نہووے
یہاں[3] منجہ دُسرا کہنا کون — سمجّا دیو[4] منجہ سلون
کی میں مجرد دیکھن ہار — کوئی ہے سب کا سرجن ہار
علم الیقین بستا ہیں — عین الیقین دِستا نیں
کبھی[5] مٹھا بھوت فکیر — رحمت کر چکہ[6] پیر دھیر
دوھوں[7] جگ میں تیری داس — کدنا چھوڑوں تیرا[8] پاس
حیرت کا منجہ او مقام — پڑیا لیہ منجہ دیکھ تمام
اندھی[9] تو ہے میری جگہ — یو کس جہاں سکی لکھ
لیہ میں قدرت دیکھ بچار — جیتا دیکھوں انت نہ پار
منجہ[10] تو سکت ناہیں یوں — سب[11] پر مالک ہووں کیوں
دیکھن ہار ایں جانو بھی — کوئی کرتا کرے ہے مانو بھی
اپ[12] سُنا نہیں میرے دیکھ — اس پر بھی ہے مالک ایکھ
منجہ تھے[13] نا کچھ ہونا ہوئے — میرا کرنا بھی ہے کوئے

---

١ میں سبیج کا محیط - کر اُس تھے ٢ کوں تو دیکھت نھوے ٣ یہ ٤ سمجا دیتا ہیگ
٥ یہ سما گمڑیا ٦ کچھ ٧ میں دو جگ میں ٨ تیری ٩ اندھے تو میں میرے
١٠ منجہ پر تھے ١١ کہ سب ١٢ نہیں آپ سنا ہے ١٣ نا کچھ تھے میں

Hanif Razvi

دل[1] میں تو میں پایا حق — ایماں میں نیں میرے شک
توں تو انتر جامی دل — انکھیں منجہ کوں ہو نا فل[2]
ابنا دکڈا[3] بھیدا بھید — جاتے دم کی کیسی امید
غفلت تھا[4] بھول اپس دیک — منجہ بن ود[5] جا کرو نیک
تو بت[6] لیہ میں ہوا ہشیار — اب منجہ کہنے نا لائیں[7] بار
دیگہ[8] گدا میں تجہ کن آہ — منجہ تھے نا ہوبے پرواد
گیان سخاوت ہے تجہ دار — منجہ پر کھویں[9] گیان بھنڈار
کر یا کر کچہ دیکہا — سمجا دینا بیگ ویا
کر مشاہدہ[10] منج کوں عین — دیکھوں[11] ثابت اے یقین

جواب مرشد

تب لیہ کہیا سیوک دھیر — رحمت رب کی ہے تجہ سیر
سنتیں[12] ہو خوش دیتا مان — اب لیہ خاطر کروں[13] نشان
توں خوب دیکھیا بچن اصول[14] — دھن[15] دھن یو بھاگ تیرے تول
ایسے سیوک صادق آئیں — یہ گیان راکھیا ان کے تائیں

---

[1] یوں دل [2] نیل [3] نادرا بھیلا بھید [4] میں غیرہ تھا بھول آپس دیک [5] ودنی [6] تب [7] نال آبی بار [8] نیں دیک کرائی تجہ گمراہ [9] تیش [10] کردہ [11] دیکھنے [12] یوں سن نیں ہو [13] کرے [14] اصل [15] دھی

Hanif Razvi

اُن تھے ناہیں پنہاں کچ — جے تجہ بھاوے سوہے یوچ
وہ جس لوڑے دیکہ[1] فہام — یہ بھول غفلت دیکہ تمام
بھو[2] تیک اپس کھوے کوے — جے کچہ ہوتا سہجے ہوئے
نا کوئی کس کے قید[3] بند — ہر یک اپنے اپنے[4] چھند
کی[5] یہ جگ ہوتا سہج بلاس — نا کوئی سائیں نا کوئی داس
جگ یو بھولا یورا[6] لوک — ایسا گیان یو خالی پھوک
عارف سالک بوجھیں حق — قادر قدرت کا مطلق
تجہ پر بارے بھئی عجب — جے ایسی نظر دیتا رب
نہیں تو کس کا کیا مجال .:. جے کوئی سمجھے کلمہ حال
اس میں ہتیں[7] کچہ رشید بات — پن وہ لوڑیں مشکل بات
یوں تو بھوتیک دیکہ انمان — پکڑ بھیں رہے گمان
کوئی دیکہ آپس آپ کہائے[9] — کوئی لیہ سن نرتر[10] دھلے
کوئی ناد ہوا میں لیتے جان — آکاس امتی دیوے کان
کوئی لیہ اچھے[11] جوت ابھاس — جے ہوئے[12] سن نرنکار باس

---

[1] دیوے [2] یوں دیکہ بھوتیک اپس کھوئے [3] قیدی [4] آپیں [5] یہ جگ ہوا سہج
[6] بھو راہ لوک [7] تھیں [8] دیکھ [9] کھوائیں [10] نرنکار دھائیں
[11] اچھیں۔ [12] اہے

Hanif Razvi

جوں وہ جھمگگ کنچن رنگ — بس اندھارے اس تھے خنگ
سُن[1] نرنکار دِستا ہوئے — کندن کر جوں راکھیا ہوئے
اس کے ذُرّیات عالم دیکھ — یوں دیکھ بھوییں ہیں بھوتیک
کوئی جل تھل دیکھ بچارے ہیں — کوئی اگن یو جا دھارے ہیں
کوئی یکٹ[2] بھر میں ہیں اس باد — روح پکڑ کوئی ہوویں شاد
روح کوں پورا جانے ناں — قادر کوں بوجھیا نے ناں
کوئی سنگٹ ملا دیکھیں گے — آپ خودی سوں تیکھیں گے
یو تو ملحد کیرا کام — نا کچھ موحد ال کا فہام
ظاہر معلوم کیرے بھر — شرع سوں مل یاری کر
لیاویں ظاہر امر بجا — راکھیں[3] لیہ خوف رجا
عالم عاقل سارے سب — بن بوجھیں کرتا رے اب
یوں بھی آپ خودی پر آ[4] — کر بھول ناکس یو چھیں جا[5]
مس[6] کا گد تھے کیوں ہوے گیان — پکڑیں گے کچھ لیہ ایمان[7]
پھیڑ[8] پھیڑ پتک بھوییں باٹ — دیکھیں گے تو بھو جگ دھات
دیکھ پیتے چتارے دل — یو کیوں پاویں راہ سبیل

۱ یوں سن نرانکار دکھیا ہوئے ۲ جیوں کودن کر راکھیا ہوئے۔
۲ یکر بھر میں ہیں تو باد ۳ راکھیں گے ۳ آہ ۵ جاہ ۶ مس اور کاگد تھے کیوں ۷ ایمان ۸ پڑھ پڑھ
۹ جیوں دیکھ پی

Hanif Razvi

پھر پھر بھونرے بھٹانے[1] یوں　　　　بلد پھیرے تس گھانے جوں
کوئی زہد تقوی باری سوں　　　　کوئی عابد پرہیزگاری سوں
کوئی بیٹھ[2] خلوۃ بھوک مریں　　　　کوئی[3] دسنتر لیہ پھریں
کوئی ورد تلاوت کریں ذکر　　　　کوئی بھول جپ تپ کریں فکر
کوئی[4] یک جگیں ترتیں جائے　　　　کوئی یک جٹا دھار کہائے
درویش قلندر صوفی کوئے　　　　یوں[5] بھوبھیک لبیسی ہوئے
کوئی لیہ بھبوتی[6] لاوے تن　　　　کوئی پھاڑ مدرا[7] بھاوے کن
کوئی سنیاسی دگنبر[8] دھاری　　　　کوئی رد سد سوں مل یارشی[9]
کوئی[10] یوگ ابھاسی دیکہ یوں　　　　کوئی لیہ پاکھنڈ مو کہ موں
کوئی غسل انگ[11] دھوویں گے　　　　جو[12] کھٹ تن کر لیویں گے
یہ بدکھٹ پٹ[13] سب ہے راک　　　　بن من دھوویں نھوئیں پاک
جوں وہ بجھی دایم نیر　　　　کیوں کر چھٹے[14] کھاں سریر
یوں لیہ سبھیں چھوڑ کٹھن　　　　کر یو انجھو سد بجن

[1] بانٹے [2] بیٹھے [3] کوئی ات [4] کوئی وہ جوین ترتیں جائیں [5] کوئی چھوڑ جٹا دھاری کرائیں [6] بھوبھیک دیکھ [7] بھبوت چڑاویں تن [8] وٹ دھاری کر۔ یاری کر [9] کوئی یوگ ابھاس دیکھ یوں [10] انگوں کر [11] تن چکت کریوں [12] یوں بوجہ سبھی کھٹ پٹ راک [13] ملیچھ

جے وہ انتر کیری بدہ | لیہ توں ہردیں کچہ یک سدہ
جے تجہ ہردیں مبجّا گیان | دیکھیا اپس آپ ندھان
جے آپ کھو جیں پیو کوں پائے | پیو کوں کھو جیں آپ گنوائے
تجہ کچہ آکھوں اس کی بوج | جے کچہ سمجھے بارے توج
گیان چک اپس گھٹ سمان | تب تجہ دیسے اللہ ٹھان
لیہ اس اپس پرتھے دیکہ | بھی اس اپس بھیتر پیکہ
جے تجہ لو ریا اس کا ہوئے ۹۰ | اور گت کرپا بھی کچہ جوئے
تو اس پانے کیا عجب | جے توں بوجھے اپنا رب
کی توں آہے اس کا نور | قدرت سوں تجہ کیا ظہور
کی توں اپنا آکہ نشان | نظروں نہ آئے دیکہ عیان
اس کا پرتو تجہ میں جان | اس کوں پانے ہوئے حیران
او تو دستا لا مثال | توں کیوں سمجھے کس حال
توں جیکہ اپس پرتھے بوج | جوں کے تیرا آہے کوچ
جیسا تیرا دیکہ سروپ | ویسا بستا اس کا روپ
اس کا عکس ہے دوجا | آرس میں کی جوں یو جا

۱ جے آرنب کرے بدہ ۲ پائیں ۳ گنوائیں ۴ بجھا ۵ گرنا کرپا ۶ اس کوں پانے ۷
۸ توں تو ۹ تو توں اپنا اک نشاں ۱۰ نظروں آئے ۱۱ کھوج ۱۲ یہ جیو تیرا
۱۳ تجھ میں ناندے

عین اصل نا پایا جائے ۔۔۔ ین بو اس کی چھپایا آئے

ایسا وہ دیکہ سہج سروپ ۔۔۔ تجہ میں نا ندے تیرے روپ

ہے وہ تجہ میں جیتن ہار ۔۔۔ سب جگ کا جے سرجن ہار

جان یہ شاہد ہے کس تھے ۔۔۔ دیکھتا تیرا ہے جس تھے

وہ تجہ سولائے اور جگائے ۔۔۔ وہ تجہ مارے اور جلائے

یہ دیکہ آہے کس کا کاج ۔۔۔ ہے ین تیرے آدھیاں باج

یو سب حرکت جس تھے ہے ۔۔۔ جگ کی رخنک اس تھے ہے

سن اس میں حرکت تیری کر ۔۔۔ توں کہ کچہ ہے میری کر

ایسا حاکم حکمت کار ۔۔۔ قدرۃ کیرا انگے کار

جن یہ شاہد کیتا بار ۔۔۔ کر ان روشن ٹھاریں ٹھار

کل شاہد پر شاہد ہے ۔۔۔ سب پر شاہد واحد ہے

ہوا صفا منہ دیکہ ظہور ۔۔۔ وہی ہوا ہے اس کا نور

ہوا صفا میں یہی بچار ۔۔۔ جیسا گھر ہے کھڑیں کار

یا کے پھوپ بسے جوں باس ۔۔۔ یا جوں دیہ میں جیو کاس

نا کچہ خالی وہاں ٹھار ۔۔۔ محیط قدرۃ سوں ہے بار

ع۱ ندارد ۔ ۲ جے سب جگ کا ۳ کر جان ۴ ہوے ۵ یوں ۶ آکھے ۷ حکیم
۸ جن سب شاہداں پر شاہد ہے ۔ ان سب ۹ وہ صفا ہوا میں ہیں بچار ۱۰ خالی کا
ر۲ کیوں ہوے خالی کیسا ناؤں ۔ نہ ذرہ داخل کرنے ٹھاؤں (زائد شعر)

Hanif Razvi

کیوں ہوے خالی کیسا نام[۱] — یہ[۲] تو بول نا ہوے خام
سو[۳] حد بوجھیں نا اُس ٹھاوں — خالی کر اس راکھیا ناؤں
جے[۴] توں اس صفا میں دھائے — دیکھت نظروں نا کچھ آئے
وہاں نظر[۵] تو مرجھا کھائے — کی یو دستا دیکھتا جائے
یا جوں لاگیا دیکھ گران — جے کوئی دن کوں دیکھے بھان
کیا کوئی تیج[۶] کوں سکے بجھانے — کر اس تھنبوے پانی پانے
لیہ اس بھتیر دیکھے دھات — جے ہوے گران کیری بات
یوں لیہ تیرے اپس دیکھ — گر مکہ یہ جو ثابت لیکھ
تجھ میں رچیا یوں مل جائے — جوں پانی میں باو سمائے
پانی میں[۷] دیکھ پانی ہوئے — اس باو کوں جانے[۸] گیانی کوئے
دم[۹] جے پانی کیرا ہے — موج[۱۰] سب پھیرا ہے
موج[۱۱] چلے کیا پانی کام — یو سب حرکت باو تمام
یو[۱۲] سب میں ارادت اکی ایک — سو نسار ساگر بھریا دیکھ

Hanif Razvi

---

۲ ناؤں ۱ نا اس خالی کا رک نام ۳ کہ یوں بومنا
۳ کہ محیط بوجھیں نا اس ٹھاؤں ۳ تو خالی کر اس راکھیں تا نوں (زائد شعر)
۴ تو اس ہوا صفا ۵ تیری ۶ تیجوں سکے بجھان ۷ گرا کل بھتری پانی بجان ۷ ملنا
۸ جانتے ۹ کہ دم ۱۰ اور موج ۱۱ یعنی موج ۱۲ یعنی ارادت اس کی ایک

تج[1] میں کرتا ہے حاضر — سکلیوں[2] پر بھی ہے ناظر
تجہ[3] میں داخل اچھے یوں — وہ تجہ بن[4] خارج دستا کیوں
یوں[5] دیکہ ٹیک جیوں کا مول — اور یو دو بھوں دھاتوں کھول
یو[6] جو جگ ہے دستا کاج ۱۰۳۰ کیا سکت[7] تیرے کرتا باج
کرتا[8] اپ ستا سوں سب — ایسا قدرۃ کیرا رب
اس تھے خارج کر اس دیکہ — ملکت کاموں نائیں ٹیک
تجہ بن[9] ہل جے کرتا کوج — کچہ[10] نا غایت رہتا توج
اس تھے جان کنارے وہ — سب سوں بن سب بارے وہ
اس کی کون سکے کر دیس — قدرۃ ایسی ہووے کیس
اصل خدا[11] او قدرت دیکہ — خدا او قدرت مل کر ایک
جوں سورج ان کوں تا نہیں تیج — یوں دو مل جا رہیا[12] سیج
جتیا[13] دستا مخلوقات — قدرت کا ان بھریا[14] بات
ناں گن[15] فعلوں مانہ کہیں — قدرۃ بندیا[16] مانہ کہیں

---

۱ یوں تج ۲ ہور سکلیوں بھی کیوں ناظر ۳ وہ تجہ ۴ بِر
۵ یوں ۶ یک جیو کا بول ۷ اور یوں دونوں دھاتاں کھول
۶ جیکچہ آہے ۷ سنگ ۸ ان کرتا ۹ وہ تجہ میں ۱۰ تو تجہ تھے غایب رہیا کرچہ
۱۱ احد ۱۲ یک ہی رہیا ۱۳ یو جتیا ۱۴ بھرایا ۱۵ اکران ۱۶ باندھیا دیک نہیں

جوں کے ہاتھ وہ کاتب ٹھار ۱۰۴۰ کیا ال حرفوں رعیا لکار
ایسا قدرت دیکھ مکت دھوں جگ رچیا کیا حکمت
خدا قدرت کیرے ٹھار عشق ہوا درمیانی بار
عشق کوں جاگا دیکھ نہاں عاشق معشوق کے درمیاں
لیلی مجنوں جانے کوچ عشق ہوا دریاتے کوچ
کئی عشق ہے درمیانی رنگ یو تو دیسے سب ہے جنگ
نا خدا قدرت کیرا ہوئے ایسا اچھے سیرا ہوئے
عشق کوں یک شعلا جان دو کے بیچ دیکھ علاحدہ مان
جوں کے ہلد چونے کے ٹھار دونوں ملتیں لالی بار
ناکچھ تقسیم بیٹھے لاگ ناکچھ اجلا چونے بھاگ
قدرت سوں روپ دیتا تجھ ۱۰۵۰ ظاہر ہند کیتا بجھ
کوں توں نور تھا دید نروپ کس گت پیا کر دیتا روپ
نظروں تو کچھ آوے ناں بوجھیں پکڑیا جاوے ناں
لیسے کوں لیہ موکل کر راکھیا تن کے پنجرے بھر

---

۱ دستا ۲ رچیا کیا جگت ۳ کہ عشق ۴ یہ لیلی ۵ رہیا دریا نے یوجہ
۶ درمیانی ہے عشق کے رنگ ۷ تھے
۸ دو کے بیچ دیک علاحدہ مان ۹ عشق درمیانی شعلہ جان
۱۰ یک چونے ہلد کے ٹھار ۱۱ آوے اجلے بھاگ

عقل نے کر اس کے سیر — آپیں بیٹھا ہو کر پیر
دُکھ سوکھ کیرا دیہ اس بھوگ — یوں سب دنیا کر سنجوگ
ایسے نور کوں عظمت سوں — سب گن جبڑے حکمت سوں
گیاں ان دیہ راکھیا لڑے میں — پکڑا قدرۃ قبضے میں
لیہ اس راکھیا خلق مندان — بھی لیہ جاوے بھاوے جان
جے تجہ مو ریا ہوئے خدا — تو توں اشٹنے ہوئے فدا
نہیں تو تیرا کیسا مجال — جے اس پاوے توں وصال
یو سب فرصت اس کے پاس — توں خوب جانے ہے رہ راس
ظاہر باطن اس تھے دیکھ — اس کے انگوں سب ہے یَیک
دانا ناداں اس تھے مان — ایسا نور کا دیکھ نشان
یاد ویسر بھی دیا اس سیر — ٹک جوکہ ہوتیں پڑیا پھیر
جب لگ دیہ کا ہے بھی سنگ — یاد ویسر بھی تجہ سوں رنگ
فہم میں توں سب دیا اوتار — وے بھی راکھیا ان کرتار
نور محمد اس کے ہات — بندہ کیتا قدرت سات
فہم میں تو دیکھیا نور — دوکھ سوکھ تھے جب ہوا دور

---

۱ چڑے ۲ کیا ۳ خاک ۴ ریزہ وی ۵ آپ تھے ۶ دیو
۷ کیا ہے ۸ تو ب

Hanif Razvi

جانن پیناں ناہیں انجان　　یاد بسر بھی کچھ نامان
قضا تو موقوف بارے ہوئے　　نا دو کا نیاؤ نیارے توڑے
عشق مانگے رب کیرا ہوئے　　وہ رب مالک میرا ہوئے
کہ وہ قادر ہے در کار　　عشق کارن کاج سنوار
عابد کیرا پکڑیا بھاؤ　　عشق سوں مالک لیتا چاؤ
ظاہر باطن عظمت کا　　مالک کمال قدرۃ کا
یہاں ہے گونگے کیری دہات　　نا کچھ آوے بولن بات
خداو قدرت میں تجھے جین　　جیوں کے نکلے کاشٹ اگن
یوں ہے عشق کا بھیڑ کا دیکھ　　وہ عشق سیر محیط ٹیک
جوں کے ٹیک اندھارے ٹھار　　کی یک بھانڈا لیائے سنوار
اس میں باقی لاسے ٹیک　　ٹیکے روزن لاکھوں دیکھ
یوں وہ سب میں دیکھ محیط　　این وہ دیوا تو الپیت
ایسا عشق وہ آپیں رب　　اس عشق رب کا عالم سب
یوں ہوئے موصوف باصفات　　سب میں اچھے منزہ ذات
سن رے ایسی قدرۃ پہ　　کون کرسکے اس کے سر

۱ کہ جانتا نہ ہے نہ انجان ۲ کوے ۳ مالک ۴ رے عشق ۵ چنیں
۶ کاشٹ اگیں ۸ پر ۹ ہے

Hanif Razvi

اس پر شاہد ہوے قبول　　عابد ہو کر چھوڑیں بھول

لیہ ان اس میں اور اک رکہ　　کھیا اس میں کیا ہے ٹنک

کہ وہ قادر اکلا ہے　　جن جگ کیتا سکلا ہے

دل[1] میں ایمان آنیا میں　　شاہد[2] بندا جانیا میں

غفلت کی تھی منجکوں جھانک　　اب نین[3] کھولیا میری آنک

قدرت سوں وہ خفا ہے　　دائم قائم لقا ہے

لیہ منجہ سمجھاے کس پر کار　　۱۰۹۰　کہ جس بوج نا آوے[4] ہار

کہتے میں تو کچھ نا آئے　　دھُو[5] تجہ سمرت یو سمجھائے

ایسے[6] جہما توج بری　　دھن تجہ چرٹنو[7] میں کھڑی

سب سوں جن سب یو وہ سا ک[8]　　یوں[9] جن بوجھیا راسک راس

اب لیہ پوچھوں میں یک ٹھاؤ　　منجے یو کہنا خوب سمجھاؤ

کی یو شاہد بندا حق　　صحی میں جانیاں یوں مطلق

اس میں تو کچھ ہے[11] سکت　　نا اس پر لازم کچھ بھگت

---

١ یوں دل　٢ نور شاہد　٣ یو کھولی　٤ ناہیں ہار　٥ دھن

٦ ایسی جہما تجہ پری　٧ چرٹنا سیل کھڑی　٨ کوں وہ ساک

٩ جیوں میں پوچھیا اس کوں راک　نا بھاؤ　١١ نہیں

Hanif Razvi

بھلا بُرا تو مانے ناں — آپس آپیں جانے ناں
بے روپ سمجیں زن[1] کار — کے سدھ[۱] چیتیں دیکھن ہار
نا کچھ اُس ہے بھگت لکار[2] — یو سب گیان کے ہے سر بھار
یو کیا نسبت گیان[3] نے لیہ — ..۱۱ ایسے سندھو سمجا دئے
نور کی ان کو سہج وصال — ایسا یوں پر چوں حال
یہاں سب بھگت دیسے سوہار[4] — میں توں کیرا دو دبچار
گیان انیت[5] گیانت قرار — یوں سب[6] چھوٹا سکلا بار
یا اُس[7] بوجھیں کچھ ماں — یہ منجہ خاطر بیٹا[8] دیو مان
توں تُنجہ[9] گیان کا ہے ندھان — ماتا بالک بیدھن[10] جان
ستّب[11] تجہ اگل کھویا بھاؤ — جوں توں جانے مارگ لاؤ

تب اُن کہیا سن کان[12] دیہ — بچن امولک[13] مانک لیہ
ارے وہ قادر ہے محکم — نا کچھ تیرے ہات حکم
ایسے نور کوں تن میں گھال — وہ کہ سو کہ اس کے کیا دنبال

---

۱ نران ۲ بیکار ۳ گیان کی لے ۴ سنوار ۵ انت ۶ کت
۷ کی بس بوجھوں ہے کچھ کہاں ۸ بیاد دیو ماں ۹ تجے کا ہے
۱۰ بندھن ۱۱ تب تجہ اگلا کھوں بھاؤ ۱۲ گیان ۱۳ امولک توں

Hanif Razvi

جوں کے سناموں میں ڈاک[1]   بیٹھا جھڑپے لایا جال
ہنیں تو سنا سکے[2] لاک   سکت[3] موں کی سو ہے آگ
ایسا وہ[4] ہے آپ سنسار   نور محمد زر ہے بار[5]
دنیا کیری بھٹی لاؤ   نہ[6] تن موس کر دیا چڑھاؤ
حرص و ہوا کے لایا جال   اس میں اوبر یا نا کچھ حال
رحمت پانی اگن بجھاؤ   بھٹی میں تھے باہر لیاؤ
نور کا نخچن[7] بوڑے تک   جب لگ بوڑے[8] ہنے تلک
اگن یوں دیہ بار ریک   حکمت کاری کر بھو تیک
قدرت اُن کوں کیتا بار   نور کا کیتا سب سنگار
یوں سب نوری[9] گن بچار   آپیں کیو گے بھو پرکار
ہنٹیں[10] تو سنے کیری لات   جیسے بھر کیری دھات
وہ نا آوے کچھ بھی کام   ناچیز ہو کر رہے تمام
یوں بھی قدرۃ ان کو جان   دو کہ سو کہ دے نور کیا بندھان
تن کے انگوں دکہ سو کہ جیں   جوں لوہے سنگوں پیٹے اگن
یوں کر راکھیا عاجز بھاؤں   بندے پنا بھی اس تھے ناؤں

---

۱ گھال ۔ بھٹی چلا بھٹی لایا جال   ۲ سو ہے   ۳ سنگت   ۴ یہ وہ آپ سنسار
۵ یار   ۶ یہ   ۷ اینچیں   ۸ بہنے گھڑے تلک   ۹ نور کے   ۱۰ یہاں سے اوراق غائب ہیں

Hanif Razvi

تن سوں دوکہ سکہ پڑیا غم ہریک یایوں ہو یہ کم
جب لگ اُس نہیں دنیا بھوگ تب لگ تھا تو آدم سوگ
پوچھے توں کون آدم کون میں سو میں بھی توں سو توں
یوں رب سیتی آدم بول اس میں بھوگنے دیتا جھول
پہیلے آدم تھا تو خوش بھوگ لگے پر ہوا بے ہوش
بعد از پوچھیا وہی سوال جواب دیتا عاجز حال
کہ انت ربی قوی انا عبدک ضعیف
سب بندیاں پر غالب ر بھوک پیاس بھی دوکہ اور ڈر
وہ آپیں سب پر غالب جان اس پر نا کوئی ہوئے پچھان
حق اشھد ان محمدا عبدہ ورسولا
آپ نبی وہ بول رسول عبودیت بھی کرے قبول
کی وہ قادر باقدرت سب پر ہے اوس کی سکت
ایسا دھوں جگ کیرا رب ایس میں تھے کیتا سب
جیتا اشیا کل صفات پیدا کیتا ہر ہر دھات
شریک مصلحت نا اس کوئے عاجز توکس باب نہ ہوئے

سوال طالب

طالب سنت راکھیا اِس ۱۱۴۰ یگ یہ اوپر راکھیا سیں

Hanif Razvi

سن گیان و نتی گیان اَیار — منجہ کوں کہنا ٹیک بچار
جھاں چوک لاگے مشکل منجہ — پھیر ہٹک میں یو پوچھوں تجہ
یو بے ادبی میرے پاس — میں تو دوجھوں جگ تیری داس
توں نار اکھے منجہ پر کوپ — کچہ نار اکھے منجہ تھے لوپ
کیا اس ماتا بالک روس — جے چوکہ میرا ہوے دوس
جے کچہ انبیاء کریں معاف — بن تجہ پوچھے دل کیوں صاف
تم یوں بولے قدرت سوں — ایسیں ہیں تھے عظمت سوں
کیتا ان سب مخلوقات — یوں کیوں سمجوں کہ کس دھات
باند جمع کچہ راکھیا پھیر — جب اس بھاوے کہوں پھیر
یا جوں نقاشی کیرے دل — جیتر رھیا ہے جیوں پل
حکمت حکیم کیرے پاس — یوں منجہ دستا خوبیں راس
اس میں کس دھات سمجوں میں — سمجا کر منجہ کہنا تیں

جواب مرشد

توں یوچہ پوچھیا بے مثال — کوئی کیا کہہ سے کس مجال
ان تجہ دیتا خوب ادراک — اس تھے اس کا ہوتا ساک
یوں جے ڈھنڈ تا کرے بچار — ان سر بازی آخر ہار
یوں جے پھیر نا کرے سواد — تو دل میرا کیوں ہوے شاد

Hanif Razvi

تجہ سے طالب سیوک کرے   تن کوں کہنے غم نا ہوے
جے توں پھر نا پوچھے جان   سمجا یا نئیں رہے گمان
توں جے بولیا ہوئے تفصیل   اس بوج شرکت آوے دل
ہوے نقش نقاشی پاس   ۱۱۶۰   باطن دل میں دیسے بھاس
یا وہ حکمت حکیم ٹھار   اس کے دل میں محیط بار
ین دستے کا بھی شوک رہے   اتنا بھی دوئی کہاں سہے
یو سب دوی ین وکیہ نوار   کبھی کہاں یوتے اڑے ٹھار
تو یو طالب سمجے کیا   کبھی کچہ بولیا توڑے گواہ
وہ گن کہتیں بے مثیل   سمجے نا وہ ین تفصیل
کبھی کچہ توڑے بول ضرور   جے یہ غفلت جاوے دور
بارے یوں بھی کچہ پاے   اس میں ایکا پکڑ یا جائے
جوں کے بیچ میں مخفی جھاڑ   یوں سب قدرۃ میں سنسار
یا جوں شاعر شعر پنے   چن چن لیاوے بول گھنے
جے کچہ نوا کرے شعار   نپنجیا نہ تھا دل میں بار
کہاں ناکہاس اکہاسی بول   لیہ اس پر کار انجھو گھول
شاعر کے دل لگے فکیر   اس کوں تو نہ یو تقصیر
شاعر کوں تو غایب ہے   غایب پر وہ نایب ہے

Hanif Razvi

اس تھے نا کچھ رھیا پنھاں — جیتا ظاہر اور نہاں
جے اس غایب رہتا کچھ — اس کا مالک بھی کوئی بوجھ
اور اک آکھوں میں تجہ بات — سمجھ لے جے توں اس دھات
ایس میں تھے باہر پیاؤ — پرگٹ کو بھو روپ وکھاؤ
جوں یک چکمک کیرے ٹھار — اگن کیرا جیبا بار
لیہ اس چکمک ٹھو کا دیہ — اگن پرگٹ کران لیہ
تب وہ جن کے کف سوں لاگ — اگن بیٹھا ہو کر جاگ
لیس یو دیوا روشن کر — لیہ اس ٹھار اندھاری دھر
دیکہ یو سش اندھار اوسے — مرکب آدم کا توہوئے
جان وہ دیوا روح سو پاک — بارے اس میں کر ادراک
آدم کوں لیہ دیا فضل — لیقف من شئے اس کے تل
کیا خلیفہ اپنا کر — سجود ملائک فرماں پر
جن نا ما نیارانیاں دیکہ — وہ تھا مقرب پیارا ایک
یوں یہ روح سو جن کے کن — کف سو عرناں کیرا تن
نیئں تو اپنا دیکہ سروپ — بن کف اکوں کیوں ہوئے روپ
یوں ان گنج خفی تھے کھار — یہ دھات حکمت کیتا بار
عقل سو پرتو تیرا ہے — نور پرتو اس کیرا ہے

Hanif Razvi

وہ حق تعالیٰ دیکہ مقیم — نور پر شاہد اچھے قدیم
یو سب جملہ روحاں بار — ہوا صفا میں سب ہے ٹھار
ہوا صفا میں سارے یوں — اکاس منڈل تارے جوں
نور کے پربھا عقل ظہور — عقلوں دیٹھا پھر کر نور
جوں کے آرس کیرے ٹھار — نکہ ابھاسے اپنا بار
آرس میں دیکہ چھایا پاک — پھر دیکہ اپنا آپیں ساک
پن بن خورشید تاب — آرس کا نار روشن شاب
دوکھوں کا اشکارا ہے — قدرۃ تھے نگارا ہے
جے ہوے آرس میلے بھیس — نہ دیکہ سکے اپ گوئیس
آرس روشن نرمل کر — اجت کیرے فضل پر
عرفاں آرس کیرے ٹھار — عالم صغرا دیکھیں بار
بوجہ وہ خورشید سارا ہے — وہ دیکہ عالم کبریٰ ہے
ہوا صفا یہ دیکہ صغیر — قدرۃ کمال بوجھ کبیر
عین الیقیں ہر دو ایک — کہنے میں نا آوے دیکہ
یو تو بول ایوے ہوئے — پن گر یو چوما نے کوئے
جے تجہ دھرتی اور اکاس — اس منہ ہوا ہے پرکاس
یہ تو ہوا چھوٹے کوچ — ہوا صفا توں پھیلا بوجھ

Hanif Razvi

سوال طالب

یوں سُن راحت پایا اُن یک یک معنا لیتا چُن
ایک سند لیا اچپا اِس ہو اصفا یو بولیں کِس
دستا پرگٹ ایک ہوا دو جا کہنا کیسے صفا
یہ بھی آکھو میرے دھیر توں سن میرے گیان گنبھیر
انبریت گھونے تجہ بچن سنیتیں ہیا نیوے من
بچن یو قیمت پاوے نا جیو کے ساتوں آوے نا
منت میری تیرے ہات سمجا دینا خوب دو دھات

جواب مرشد

کہے کہ ہوا یو دستے ماؤ عارف نا اس باندھے بھاؤ
جس میں ہوا ہے پیدا وہ کون صف دیکہ جُدا
دِسنے میں تو ایک دسے پن یو اس کے بیٹ بسے
یہ تو جڑ میں جگ میں آئے گیان دِرخت بن اس نا پائے
اس منہ اس یوں دیکہ حساب جیوں کے اس منہ اہیں سراب
اس کی ایسا دیوں بیہاں جے توں لکہ بھی کرے نہال
دل کے رہنے دیکہ صفا نفس کے برتن سیج ہوا

Hanif Razvi

کے یو سکہ کے بیلا پر — ہوا نفس کی دیکھ بسر
اس میں خطرے کیتے بار — نفس کے بھاوتے ہوئیں بھار
نفس نے ییتا جو بھر دھانوں — دل صفا میں اپنا ٹھانوں
پیلا دو کہ ایک وقت — نفس کوں مشکل ہوئے سخت
ٹھار ملے نا رکھتے پگ — تب چپ رہیا کونے لگ
دیکھ ہوا گیانت اچھاس — آنت دستا جھوٹا بھاس
بھئی نمونہ قدرت پر — اپنے ہو اپید اکر
ابیں اچے تولا کاں — خودی برتے دوسرے جہاں
کل روح خطرے اس کے سب — ہم تم سے کی کیتی رب
گئے بار مخفی کئے اظہار — ایسے عالم چند ہزار
ایک سند بھئی آکھوں سن — بھئی اس ودھا توں بیچے چن
جوں ایک درپن کیرے پاس — اس میں دیسے جگ اچھاس
دستے منہ کیا اچھے ٹھار — پن دیکھ سکلا عالم بار
آرسی صفا باطن کن — دیکھ ہوا کا وہاں اُتپن
یا رکھ صفا نکتہ ناٹوں — ہوا حرف کا اس میں ٹھانوں
نکتہ راکھیا دیکھ قلم — قدرت تشبیہہ دیا فہم
یوں بجہ نکتہ دیکھ صفا — نکتہ پیدا دیکھ ہوا

وہ یوج صفا لامکان   نا اُس کچھ نہایت جان

شاہد نور او رجملہ جہان   راکھیا اس میں کر دیہ تھان

اپنے فہم کے بیچ قید   راکھیا عالم کا سب بھید

باطن عالم فہم خدا   دین دنیا نئیں دیکھ جدا

نا وھاں کفر نا اسلام   راہ نہ منزل کچھ مقام

فہم صفا ہے اُس کے انگ   اس تھے پرگٹ سکلے رنگ

وہ ذات واجب الوجود   دایم قایم ہے موجود

وہ تو آچھے اُس برہان   بے چون بے چگونہ جان

نا اُس کچھ نہایت ہے   نا اُس کچھ بدایت ہے

کل شئے فانی اس منہ دیکھ   اس کا وجہ قایم ایک

پیدا تھے ہم آدِ جہان   نا اس ٹھہ وں ردیے نشان

وھاں تھے تجہ لیہ روز میثاق ۱۲۵۰ آپس تھے تجہ کیا نفاق

وھاں تھے تجہ لیہ بھایا خاک   عابد عاجز کر لیہ راکھ

واجب وجود مطلق ذات   ممکن وھاں تئیں کل صفات

دو جا آکھوں لیہ مقصود   جے ہے ممکن(۲) الوجود

جیتی کرنی ہے حرکت   قہر لطف بھی قدرت

بندیاں نازل ہوتا ہے   جوں اُس بھاوے کرتا ہے

Hanif Razvi

تیسرا ممتنع(۳) الوجود — وہ بھی آکھوں لیہ توں سود
کہ وہ صابر آپ غنی — نا کچھ اس میں ضد منی
ایسا ہے بے پروا وہ — سب تھے آپے کرو اوہ
چوتھا عارف(۴) الوجود — سب تھے اس کی اگلی بود
کل شئے وہ دانا ہے — ظاہر باطن بینا ہے
ان چار وتھے ذات قدیم — شاہد اپنا آپ مقیم
ہم توں شاہد اپنے تن — وہ ہے شاہد سب پر کن
ایسا شاہد جان خدا — حی القیوم ہے سدا
وجود ذاتی کیے بیان — اب صفاتی کروں عیاں
گرمکہ بچن جس گھٹ سار — راہِ حقیقت دیکھ بچار
جیتا دستا تھول اکار — اسے کہا پہلا تن بچار
کھنی جے سب میں برتن ہار — دوسرا تن اس راکہ قرار
تیسرا تن قرارت دیکھ — جملہ جہاں کا توں لیکھ
سکے بدھ جے ملا مکٹ — چوتھا تن توں جان سگٹ
سب یہ دیکھوں جے شاہد — جملہ شاہد ہے واحد
یہ سب بولیا ہے افعال — راہِ حقیقت ایک ہے حال
اب تجہ آکھوں حق کی روح — جس تھے رو حال سب شروع

Hanif Razvi

جس کی روح تھے دیکہ امر — موجود رھیا ہو کر بھر

سوال طالب

سوال بھی اُن کیتا یوں — روح امر منجہ سمجھاؤ کیوں
روح امر یو اچھے دوئے — یا دو مل کر ایک ہی ہوئے

جواب مرشد

جواب آکھے دیکہ فضل — اس میں لوڑے بوج اصل
امر کا ہے جیو مقصود — جوں اُن لوڑے ہوئے معبود
کُن فیکون ہو صادر — فرماں جملہ روح حاضر
جیتیاں تو یو روحاں تھیاں — اس کی قدرت نہاں تھیاں
جوں کے ہوئے نقش چتر ۱۲۸۰ — نقاشی کے دل بھیتر
اپنے بھاوتے کیا ظہور — ہر ہر بھانتوں ایک ہی نور
اُس بی آمیں روحاں دوئے — روح جاری اور مقیم ہوئے
نفس خدا روح جاری ہے — مقیم روح دل یاری ہے
کی وہ ہوس دھرتا ہوئے — بھاوتے اپنے رہیتا ہوئے
دل تو اس کا ہے مقیم — تو وہ کھیا علیم حکیم
قدرہ سوں ہے خصلت چار — خصلت بھی مل نفس ہیں چار
اس کا نفس(۱) امارہ ہے — مخلوق کا کرن ہارا ہے

Hanif Razvi

سب زیر کیتا قدرۃ ٹھار　　کہتا واحد القہار
نفس(۲) لوامہ ہے رکھیال　　سب جگ راکھیالیہ سنبھال
سب جیون کا جینت کرے ۔ ۱۲۹　　سب کی آسا آپیں بھرے
نفس(۳) مطمئنہ صبورا ہے　　بھلا برا نہ کیسے کہے
جے کچھ بندے کریں سب　　ویسا آپیں سوسے رب
نفس(۴) ملہمہ ہے خوشنود　　اپنی قدرۃ پر معبود
ہر باب آپیں سکتا ہے　　کرتا جانتا بھوگتا ہے
کرتا تو ہے قدرت انگ　　بھوگتا تو ہے روح کے سنگ
نور کے انگوں دانا ہے　　سب پر محیط بینا ہے
وجود تو اس نور کا ہے　　اعضا تو کل روح کا ہے
محیط ذات کا دیکہ نشان　　رہاٹ قدرت کیرا مان
روح تو دیکہ انسانی ہے　　پر تو تو رحمانی ہے
اس کا پر تو بھی وجود ۱۳۰　　دیکہ ملائک کئے سجود
نہیں تو کیوں قبولی خاک　　کہ تھا نور منزہ پاک
ہستی کیرا پر تو آئے　　تو یو نیستی جو سا بھائے
کتک پرتیت دھات پھرے　　کنچن کا سب روپ دھرے
جو لک پانی اس منہ تول　　تو لک لاہے اونچے بول

Hanif Razvi

پانی اس تھیں نکل آئے — تو نہ بیکے سات بکائے
جھوٹا کیوں سچ ہوئے آج — جھوٹ چلے کیوں سانچ باج
تیسا تن یہ جھوٹا جان — پانی تن پر نور کے آن
جے وہ پانی کھینچے پاس — پکڑ عناصر جاویں تھاس
باز دہوے بچتا واپھیر — روز قیامت لگ ہے سیر
اس منہ کرنا بچ پچھان — جو لگ فرصت دیتا جان
نور محمد ہے نور — اس نور کیرا توں انکور
یہ بھی انکور خاک کے پھول — پرگٹ دیکھے اپنا نور
نور نورانا رنگ نا روپ — روپ نیئں پن دیکھ سروپ
جب لگ دیتا تجہ عرفان — اپنی آپیں کرے پچھان
اس تن میں تو پکڑیا تھان — دو انتر بھریا دیکھ ندھان
پرگٹ گپت دو انگ دیکھ — دو نین چمک سلگیا دیکھ
کفر کے پردے دیکھیا نور — نور کے پردے دیکھ کفر
نور نورانا سو ہے سانہ — بن کفر نا دیوے ناز
عین میں نکتہ دیکھ ظہور — ظہور میں ظہور پرگٹ نور
عین تو ہے بے نکتہ کور — غین کیا دیہ نکتہ ہور
وو غینو ہوا دیکھ دیدار — نکتہ غین ہو عین قرار

Hanif Razvi

یو بوج تو مرشد موکھوں کھول
کی فی العین ذات مطلق بول

نکتہ زیبا عین وصول
عین پر نکتہ عین قبول

عین پر نکتہ دیکہ وہی
نکتہ عین ہو عین صحی

ٹو[1] مت سہج اپن پن بوج
بوج میں بوج رہے[2] ہے کوج

نکتہ دیکھیا نور سلون
دیکھت پڑیا موکہ[3] ملون

جیوں ہے موکے کیری دھات
شکر لیہ مکہ میلیا ہات

اس کوں پوچھے کون لذت
بولتے نہ اس آوے گت

سبھیں یوں سے نئیہ[4] متھن
بوے کیوں اٹپ[5] مکہ نبدھن

یوں بھی رہیا دیکہ سمائے
دیکھت نہ پھر بولیا جائے

یو دو[6] تنب دیکہ اگم
ذات صفات ل سنگم

ایسا دیکھیا پرگٹ[7] نور
حق کے نور میں ذات ظہور

یوں بھی سب گھٹ رہے سمان
دو انتر پکڑیا نیکا ٹھان

ٹھان میں ٹھان اس کا مان
دیپک میں جوں جوت ندھان

ذات صفات بھی دونو دیکہ
دونو دیکھت ایک ہی ایک[8]

---

۱ یو بوجھ سہج اپنا آپیں بوجھ ۲ رہے کر جہ ۳ ہو کہ موں. ۴ سمجھے متھن
۵ اب ۶ یو دو پن میں دیک اگم ۷ ریپک اگن بیچ سیج ندھان
۸ ہیک

Hanif Razvi

دیکھت دِسیسے[1] دو پرکار   دو بھی کرتیں نا ہوے نھار
بھید ابھید نا بوے بول   یہ مت سمجھیں گر مکہ کھول
جوں بیچ دیپک دیکہ اگن   یوں بھی نور میں موہیا[2] چین
یا جوں سگند ملیا پہور   یوں بھی نور میں دیکہ ظہور
یا کہ چندن[3] ستیل سات[4]   یا جوں شیریں شکر سنگات
ایچبت[5] دو نے بھریا باس   یوں وہ مل جو رہیا[6] خاص
ایسی دیکہ اجنبی بات   یہ دو کرتیں نا آے[7] ہات
ان دو دینو پر گٹ[8] دیکہ   پرگٹ دیکھت ایک ہی ایک
یکس کیرے بھو تیک بوے   نچھن ہار ا پرلا کوے

سُن منجہ داتا[9] توں مرشید   میں ظلمات توں خورشید
تور[9] اندھارا تیرے تاب   تجہ شبدوں[10] منجہ ہوے لاب
منجہ من[11] ہیں کیتا سنتوک   نبدھن بھے منجہ کیتا موکہ

---

[1] دسیں [2] مھیا
[3] یا جوں شیریں شکر سنگات [4] دو کرتے نا آے ہات
[5] یا کی چندن ستیل سات [6] یا جیوں دو میں گیسو کی دھات
[7] ایچبت دو نیں [8] جیوں رھنا [9] آئیں [10] داتا [9] میں تور نا تجہ ست شبدوں
[11] منجہ میں آمیں ہوا سنتوک

یو بوج تو مرشد مو کھوں کھول   کی فی العین ذات مطلق بول
نکتہ زیبا عین وصول   عین پر نکتہ غین قبول
غین پر نکتہ دیکہ وہی   نکتہ غین ہو عین صحی
یُومت سہج اپن پن بوج   بوج میں بوج رہے[2] ہے کوج
نکتہ دیکھیا نور سلون   دیکھت پڑیا موکہ[3] ملون
جوں ہے مو کے کیری دھات   شکر لیہ مکہ میلیا ہات
اس کوں یو جیبے کون لذت   بولتے نہ اس آوے گت
سبھیں یو سے نیٹہ[4] متھن   بوے کیوں اپ[5] مکہ نیدھن
یوں بھی رھیا دیکہ سمائے   دیکھت نہ پھر بولیا جائے
یوں[6] دو تنب دیکہ اگم   ذات صفات ل سنگم
ایسا دیکھیا پرگٹ[7] نور   حق تھے نور میں ذات ظہور
یوں بھی سب گھٹ رہے سمان   دو انتر پکڑیا نیکا ٹھان
ٹھان میں ٹھان اس کا مان   دیپک[8] میں جوں جوت ندھان
ذات صفات بھی دو نکھو دیکہ   دو نکھو دیکھت ایک ہی ایک[9]

۱۔ یہ بوجہ ہمجہ اپنا آپین بوجھ   ۲۔ رہے کو جہ   ۳۔ موکہ موں   ۴۔ سیتھے متھن
۵۔ اب   ۶۔ یہ دو پن میں دیک اگم   ۷۔ دیپک اگن بیچ سیچ ندھان
۸۔ دیک

Hanif Razvi

دیکھت دِٹھیسے دو پر کار   دو بھی کرتیں نا ہوے بھار

بھید ابھید نا بوے بول   یہ مت سمجھیں گر تک کھول

جوں بیج دیپک دیکہ اگن   یوں بھی نور ہیں موہیا چین

یا جوں سگند ملیا پھور   یوں بھی نور ہیں دیکہ ظہور

یا کہ چیندن سیتل سات ۱۳۴۰. یا جوں شیریں شکر سنگات

ایچھت دو نے بھریا باس   یوں وہ مل جو رہیا خاص

ایسی دیکہ اچھتی بات   یہ دو کرتیں نا آوے ہات

ان دو نینو پرگٹ دیکہ   پرگٹ دیکھت ایک ہی ایک

یکس کیرے بھوتیک لوئے   تجھیں ہار ا برلا کوئے

سن منجہ دانا توں مرشید   میں ظلمات توں خورشید

تو ر اندھارا تیرے تاپ   تجہ شبدوں منجہ ہوے لاپ

منجہ من ہیں کیتا سنتوک   بندھن تھے منجہ کیتا موکہ

---

۱ دسیں ۲ مھیا

۳ یا جوں شیریں شکر سنگات ۸ دو کرنے نا آوے ہات

۴ یا کی چندن سیتل سات ۸ یا جیوں دو میں گیسو کی دھات

۵ ایچھت دو نیں ۶ جوں رہنا ۷ آئیں ۸ داتا ۹ میں تو رنا تجہ ست شبدوں

۱۰ منجہ میں آمیں ہوا سنتوک

Hanif Razvi

منجہ کوں اُپنا اُتم بول ‫ ‫ یہ دو بھاو کہیں کھول
میں یوں بوجھیا اندھا بھاو ‫ ‫ جلتی آگ تھے کھینچیا پاو
پن نا دیکھیا کون اگن ‫ ‫ منجہ سند یہ ایسا چن
بھی لیہ کہنا خوب وصول ‫ ‫ پن اس دیکھیں کیوں قبول
ہیٹکے جیو کا کون جیون ‫ ‫ وہ کھول کہت بھید بچن
ہئے کے نینوں دیکھوں عین ‫ ‫ جن جن اچھے کہنا بین
جیا پیا کی کیسی سند ‫ ‫ یہ منجہ کہنا خوبیں پند
ہئے کی نینوں دیکھوں پھیر ‫ ‫ پن اس دیکھیں کیوں من پھیر
جیو جیون کا وہ پرکاس ‫ ‫ منجہ میں اس کا کیسا باس

اے سن طالب توں مشتاق ‫ ‫ اس میں ہوتا استغراق
جی کے نظروں ہیا کے کان ‫ ‫ انتر کا چک لینا دھیان
جے کوئی سب پر اہے ساک ‫ ‫ اس پر نظر پوری راک
جس کے آگل سب ہیں کار ‫ ‫ ایسا کوئی ہے چیتن ہار
وہ تو پرتو واحد ذات ‫ ‫ جس تھے ہوا کل صفات

---

۱ ایمان ۲ کہنا ۳ منجے پر سند یہ ایسا چین ۴ کہ منجہ جیو کا کون جیون ۵ جی کا
۶ وہ جن کہتا اچھے بین ۷ بھاس ۸ چک لیتا ۹ ہے سب پر ۱۰ دیکھن ہار
۱۱ وہ پرتو توہے

Hanif Razvi

سب پر تو وہ بینا ہے — اُس[1] تھے نا کچھ پنہاں ہے
تجہ دل کا تو وہ مالک ہوئے — کل[2] تسیئے کا وہ محیط ہوئے
عین[3] کہیا جاے اس غیر — باطن یو جھیں دل کا سیر
اس کی چھایا تیرا روپ — وہ کون ایسا بوجھ سروپ
جے[4] یو ہیت پکڑ کر دھائے — وہ[5] تو شاہد نظروں آئے
یہ[6] دوجا دیکھن ہار — کہ اسی شاہد کیرا بار
یہ[7] دو دیکھن ہار بھلے — ین یو یر بھا او سے میلے
کہ وہ بالا اونچ لیسے — توں اسی کی چھا[8] نیچ دیسے
جوں وہ دیکھیں اَجت روپ — ۱۳. اجت روپ تھے پر تو دھوپ
دھوپ تھے پرگٹ چھانوں لیسے — گھر کے مندن چھانوں دسے
گیان[9] تمثل گھر یر دیہ — جے گھر کا گیں چھانو نہ لیہ
گیان[10] اوپر جے دیکھن ہار — وہ آپ شاہد[11] آکہ قرار
سکہ دو کہ[12] تھے وہ ہے ابیت — ان بول پر جو راکھیں دیٹ
دیکھن[13] ہارا گیاں بھیتر — شاہد پر جے کرے نظر

---

۱ نا اس تھے تو ۲ یوں تو کل شئی محیط ہوئے ۳ نا عین کہیا جانے نا اس کوں غیر
۴ جے یوں ہیبت ۵ تو وہ ۶ یہ تو دوجا ۷ یوں ۸ چھایا نیچہ
۹ گیان کی تمثیل ۱۰ جے گیان اوپر کا ۱۱ دیک ۱۲ سب تھے ہے
۱۳ جے دیکھن ہارا

وہ تو توں ہے جیوں سروپ — سو کہ دو کہ بندھن تیرا روپ

گیان کے انگوں جھولا کھائے — تو یہ عاجز آپ کہوائے

گیان نہیں نت یک ہے جاؤ — تل تل مانہ پلٹتے بھاؤ

کہ یک امتی بھوپر کاس — کہ منجُ دیسے کمتر بھاس

جب لگ اہے دیکھ کیا — سنگت اس کے گیان رہیا

جیوتی تو یہ خاکی تن — ہوئے تن روحانی کن

یو دو تن توں بوج نشان — یو دوے چھوڑیں لامکان

لامکاں میں اس کا ٹھار — دسرا نیں وہاں کوئی بچار

وہاں ذات واحد احد یک — جس کا نور یو شاہد دیکھ

شاہد کا نا اُبر یا ٹھار — ٹھاں سمایا جہاں تھے بار

اُس کا اگم کون بچار — کوئی نہ سکے کیتی دم مار

عقل نظر نہ آوے تا — دکھن تو کوئی یا دے نا

بیج پنے تھے ہوئے جھاڑ — وہ بیج ڈھونڈتیں ناہیں ٹھار

وے بیج پنے کا ٹھارا وہ — جس تھے جھاڑ بدھارا وہ

ایسا قدرت کیرا کام — پھل لتکوں ناہوئے فہام

را کہ یک دسے یہ ٹ جاں

Hanif Razvi

کرنی پر تھے کرنا بوج   کرتا نا ہات آوے توج
لئے دو عالم دیکہ خدا   یہ دو عالم دھانچ فدا
ایسا کرتا ہوئے[1] یقین   شاہد تو ہے دیکہ امین
یہ تو آہے اُس کی قید   جب اس کہاوے کرے نبید
آپیں میہ اس دیکہ عیاں   اس[3] بن دوجا اور کچھال
یوں سب گھٹ گھٹ رھیا پور   سب میں بیاپک شاہد نور
قدرت پر تو ہیں قادر   سب پر بیٹھا ہے ناظر
یوں سب میں شاہد مخفی چھپ   نا کچھ مانند[4] نا کچھ روپ
اُس بھی ساک کا جے ہے ساک   وہ تو پورا الیس راک
شاہد نور تھے تیرا انور   ..ہا یوں وہ سب میں ہوا ظہور
مطلق بینا اُس کا ناؤں   نج گیان[5] بستی اس کی چھانوں
بن گیان تجہ تہ روپ ابھاس   کہ اُس گیان کے درپن پاس
ایک نکہ کے مکہ ہوئیں دوئے   دو مکہ آرس ایک ہی ہوئے
دوئیں تھے کچہ بھی ناکار   ایسا کچہ ہے بوجھن ہار
جب یہ جاوے گیان نکل   دو بھاو[6] لوپے ایک اصل

---

[1] راکہ بھی   [2] کوئی   [3] نا اس بن   [4] مانند رنگ نہ روپ   [5] نیج گیان سے توں
[6] بھاو میں پن

Hanif Razvi

یوں[1] توں پایا آپ سروپ ۔ یوں توسب ہے دیکھ[2] بھو روپ
سب کا اتپت[3] ہیں سنوہار[4] ۔ گر مکہ کیجے توں نردھار
سب کے دل پر مالک ہوے ۔ اس کوں بوجھیں سالک کوے
شاہد[5] کی توں چھایا لیکھ ۔ یہ بوج[6] لو ہیں دونوں ایک
شاہد انگوں بیا یک دیکھ ۔ سہس[7] گھٹ جوں چندا ایکھ
اس کا پرتو شاہد نور ۔ تجھ تھیں نیرے ناہیں دور
اُس چھایا[8] توں چھایا ہے ۔ جن بھولا دیکھ پایا ہے
وہ نا کہنے آئے سنکل ۔ بولیا نجانے[9] بن تفصل
کاں گھٹ چندا درپن ٹک ۔ چھایا مایا کہنتیں[10] چوک
محیط بنے میں دستا گم[11] ۔ خالی[12] کا کچھ بیانے دم
خالی[13] بن کہاں درپن بھاس ۔ اور سندسوں بوجھیں راس
جوں ٹیک دیوا لانے بتی ۔ اس منہ بوجھیں[14] تیج رتی
تیج رتی تھیں جوت ابھاس ۔ جوت اُجالے ہے پرکاس

۱ جیوں ۲ دیکھے ۳ اتپت ۴ سنوار ۵ اس شاہد کی ۶ بد
۷ جیوں سہسر گھنا چندا دیکھ ۸ چھایا کا ۹ وے بریا نہ جانے تفصیل ۱۰ کہتے
۱۱ اگم ۱۲ کہ خالی کا کچھ
۱۳ بن خالی درپن بھاس کہاں ÷ چھایا مایا نہ بول یہاں
اس کے کچھ نہ تھے سنکا بھاس ÷ اور سندسوں بوجھیں خواص
۱۴ تیسج یہ بوجھ رتی

Hanif Razvi

دیکھ اجالا گیان بسے　　گیان اُجالے جوت دسے

جوت اجالے میں ہے تول　　تیج رتی سو شاہد مول

دیہ یکے ایسا باقی رہے　　ایسی شرکت بانتی دوئے

تیج رتی کا آدِ بچار　　وہاں کچھ کہنے نہیں پرکار

اُس تھے آگل نظروں چوک　　موم گلے جوں اگن موک

وہاں کا پرچو جس کے ہات　　وہاں موکھ موں بولنے بات

نظر کی نا آوے قید　　اُس کا پایا نا کوئی بھید

جے کوئی بولے اپنے تاک　　اُتی یوں تھے وہ ہے پاک

نحن اقرب کھیا رب　　اس بوج کارن بولیا سب

ایس منہ جے دیکھے پھیر　　دل کے آئینہ کرے فکیر

تجہ پرجے وہ دیکھن ہار　　نورت اپجش دیا قرار

اس بن توں نہ دوجا بول　　حق کا نکتہ پورا کھول

ایسا قدرت کیرا رنگ　　جس اُن سمجھائے اپنا انگ

ارادت بن نا سمجھے بات　　تقلیدی تھے نا آئے ہات

یوں سن لیتا بھوت سنتوں میں　　اب نا اُبریا کچھ افسوس

---

۱ ان بول منزہ　۲ کر

نیں سنجہ کر پاکیتا دھن — دیکہ سنتو سیانیو[۱] یا من
باطن کی سنجہ ہوئے نظر — ظاہر کی کیوں کہو خبر
دیکھیت اس کوں روپ نہ ریکہ — کوئی[۲] سکے بھی اس کوں دیکہ

کہیں[۳] کہ سب سوں بن سب ہوے — نا اس بن بھی دوجا کوئے
کیا اس کرسے کوئی نشان — جے مت بوجھے سوا گنیاں
جے کچھ کرسے تو نہیں فہم — وہ تو تیرا دیسے وہم
نا اس صورت قید معین — جے کچھ نظروں دیکھے عین
جے کوئی آکھے[۴] دیکھیا کچھ — غفلت بھول پڑیا ہے بوجھ
جے وہ روپ میں آیا ہوئے — اس[۵] کا کر بھی ہے کوئے
ابیں[۶] تو ہے روپ کی کھان — آپیں[۷] نا اس جیسا جان
جوں کے بیج تھے پھل ہور پھول — کانٹا پھانٹاں سب وصول[۸]
بیج نرالا سب تھیں دیکہ — نا اس شبہ آوے ایک[۹]
جے توں بیج کوں روپ کرے — بن پھول نا او روپ دھرے
کہ وہ بیج ہے پھول سنگات — یہنا جانیا حق اثبات

---

۱ نیو یا ۲ سکے کیا کوئی اس ابھی ۳ کہے کر ۴ آکھیں ۵ تو اس کا کرتا
۶ وہ آپیں تو سب روح کے کھان ۷ بن آپیں نا جیسا جان ۸ قبول ۹ ابگ

یوں سب روپ یہ اس کا ہوے　　انساں تھیں نادو جا کوئے
جے اس روپ کا کرے نشان　　صورت ناہیں جز انسان
صورت لیے انسان دیا　　پیدا اپنے شوق کیا
ظاہر نشان جنایا[۱] ہوئے　　نیں تو اس کوں پایا[۲] ہوئے
قدرت کر اس چھوڑیا راس　　تب تھیں[۳] اس کا ہوا شناس
اُس تھیں اس کوں دیا فضل　　نا کہہ[۴] وہ ہے یہی ازل
اس تھے اسکوں لیایا توں جان　　جوں کے قدرت فعلوں مان
جے کچھ دیکھیا قدرت ہوے　　ولیک قدرت وہ تو نہوے[۵]
کہنے ہیں تو آیا یوں　　فعل سو قدرت ہوے کیوں
اِس[۶] تو ناہیں کچھ مکان　　کوئی کیا دیکھے کرے[۸] نشان

سوال طالب

سوال اکھے بھی اُن یوں　　روز قیامت دیدار کیوں
دیکھنا[۹] جائز ہے دیدار　　اس کا کیا منجہ کہو اخبار
سُن توں اس منہ رکہ ادراک　　جے ان بینوں ہوئے ساک
اس منہ اہیں دوے گروہ　　ان یوں کہتے دیکہ شروع

۱ جانیا　۲ مانیا　۳ تجھیں　۴ نا کچھ یہ ہے وہی ازل　۵ یہ ہوے
۶ اس ناہیں جت مکاں　۷ کون　۸ کرن ہے کیوں　۹ دیکھیا

بعضے کہیں کہ جایز حق　　　بعضے آکھیں نہ مطلق

بے شبہ ہے بے مثال　　　دیکھنا جایز کیوں ہوے حال

قید نمونہ آوے نا　　　دیکھنے تو کوئی پاوے نا

وُہ[1] کچھ دیکھیں سو[2] ہے جھوٹ　　　ایسا اُن میں پڑیا پھوٹ

کہ بے نہایت ذاتِ خدا　　　دیکھنا اُس کو کیوں جُدا

نا اس صورت روپ نشان　　　سوئے جہت نا لامکاں

قدرت سوں بھی دلبر آہ　　　دل سوں انپڑ[3] ہوئیں گواہ

جوں دنیا منہ آخر ہم　　　دل کے یقینی کریں فہم

جے کوئی آکھیں سوے طرف　　　۱۷۰۰ اُن کوں نہ یو مانے حق

کہ جے اس کوں طرف رکھیں　　　کھیں ٹک خالی کہئیں دیکھیں

ہستی نیستی لازم آوے　　　ان دو باتاں تھے نا پائے

جے اس صورت کریں نشان　　　اس کا کرنا[4] بھی کوئی جان

جے کچھ صورت ہے تبدیل　　　وہ تو اہے لامثیل

کہ خُق[5] ثابت الیقین　　　ایشاں گویند ایں چنین

یوں اُن پکڑیں ایک وہم　　　بعضیوں کیرا دیکہ فہم

[1] جے [2] ہوے [3] انپڑیں [4] کیتا [5] کہ خدا ہے

Hanif Razvi

جے کوئی اس کوں طرف رکھیں   کئیں یک خالی کئیں دکھیں
امید انگوں رکھنا ہے   قیامت کوں گر دیکھنا ہے
سر کیاں انکھیاں دیہ دیدار   اُمت محمد ہوے فسار
کہ یوں اہے قول قرآن   سوے طرف کرو یا نشان
بے مثل بیلے مانند ہے   ولیکن اس نہ امید ہے
قادر ہے وہ کیا عجب   صورت پکڑ آوے رب
طرف دیکھایا ہوئے کلام   اُن کا دوڑے یوں وہام
بعضے کہتے سوے طرف   کلام بولیا ہے تو حق
جے کوئی اس یقیں کریں انکار   کافر مطلق ہے بیزار
دل کی طرفوں پانا ہے   نا کچہ تشبیہ لیانا ہے
مومن صادق جن کے دل   دیکیا انٹر لیوں جاویں مل
دوجے گروہ لیائیں قصور   ین اس دکھیں کیوں نشور
یہ قول کل پر نازل ہے   جے نا دیکھے جاہل ہے
کیوں کر مانیا جاوے حل   یوں خاصوں کے دکھیں دل
جے ہیں خاصے نبی ولی   ان کی تو یو سلک چلی

Hanif Razvi

۱ کے   ۲ کہ سوے   ۳ آہیں   ۴ دو جیوں ان یو لیاس حضور
۵ کہ قول کل پر نازل کیوں   ۶ اس سے دستا جاہل کیوں   ۷ ہل

اُن کوں بھی اس قولوں سوز | امید دیکھنے ہے اس روز
وُہ نادریوں دیکھیں خاص | بعضیوں کی تو بھولی آس
کہ جہاں باطن وہاں حضور | پرگٹ دیکھیں اس کا نور
اِن بوتوں نامحرم دور | ان کوں دیکھنا کہاں حضور
خاص اور عام جیتے سب | مطلق دیکھیں اپنا رب
اُن کے نین دیکھ نردھار | انکھ بن نہ کچھ اور بچیار
دوجے یقین کریں ثبوت | اُن کا بول یوں سن نکوت
غوغا قیامت کیرا شور | سب کے دل نہ اس بن اور
سب کے دل یوں پکڑے راس | ...ادگرے ہے عادل یا انصاف
قیامت کیرا دیکھ وقت | دل منہ ہیبت لئی سخت
کوئی نہ رہسے بے غم شاد | بن اس یاد سب برباد
عام خاص سب دیکھ ملاو | سب کے دل کا ایک ہے بھاؤ
اکل نابرا وا ہوئے | سب پر ور زور جانے کوئے
یوں یقینی کلمہ بار | جملہ مسلم یہی دیدار
یوں قول نھائے دیکھ کلام | بن اس دوجا بول حرام

۱ ہو رنا در کو ۲ پرتو یہ محرم دور ۳ یوں انکھی دیکھی یوں ۴ نا اس بن دوجا ۵ یوں بول
۶ توں کا سنوں نکوت ۷ کوئی در زور عادل ہے ۸ ہیبت بیریں ل میں سخت ۹ یوں دیکھ یقیں کلمہ بار
۱۰ بھی نا تابیں ۱۱ ان نیرے

Hanif Razvi

بجے[1] اس صورت کریں نشان — ان کوں[2] دیکھیں سب نقصان
نہ[3] کوئی منکر کلام بول — اپنے اپنے انگوں کھول
یوں تو بولے ہے[4] رہ راس — اور فکر میں دو بھوں قیاس
قدرت کمال نا پڑتے جان ۱۵۱. اپنے[5] قیاس کرے بجھان
عارف سالک بوجھیں عین — قدرة پر نہ رکھیں[6] معین
نہ وہ جانے بوڑے کیا — مقصود اپنے[7] جوڑے کیا
کلام معما ہوے تمام — اس پر نا کچھ چلے وہام
نبی بوڑے تو سمجائے — یا تابع سینے تو کچھ پائے
نہیں تو اس منہ کیا[8] مجال — سمجے کوئی کلمہ[9] حال
فہم خواصاں یوں ورا — کہیا نہ جائے جیوں چرا
بوڑے تو ان آپ دکھائے — نہیں تو جاوے رہے چھپائے
سب جگ کیرا کرتا ہوئے — بھو روپ سو نسار بھرتا ہوے
اس کی کرنی کیری ٹھار — روپ دکھانے کیا ہے بار
کہ وہ[10] اپنی قدرت سوں ۱۵۲. صورت دکھاوے عظمت سوں
نیں کہیں[11] کس آوے بس — کوئی[12] شریک ہے دوجا کس

۱ بجے صورت مانند کرے نشان ۲ کے ۳ نہ کلام تھے کوئی منکر بول تو پن اپنے اپیں انگوں کھول
۴ یہ ۵ کریں قیاس اپنے بجھاں ۶ یہ راکھیں بین ۷ اپیں ۸ کے ۹ ایک کلمہ
۱۰ سکت ۱۱ کہنے ۱۲ کوئی شریک ہے

بوڑے اس روز یا اس روز
یہ کون برجے اس کی موز

اُس سوں ایک پکڑ وجود
آپ دکھایا ہوے موجود

وہ نا آوے قیدیں سات
ولیک قدرت کی ٹیک بات

قدرت سوں ایک ویا بقا
کھیا کہ میں ہوں حقا

ہوئے اس کہتیں کس کھرے
خوے کہتیں کسے سرے

اُس کی بویوں دیکہ سکت
روز قیامت کے وقت

آپیں تو ہے لا مثال
قدرت کر دکھاوے حال

اس تھے تو وہ الپت ہے
جیسا ویسا کلپت ہے

اس تو نہ کچھ روپ ہے
نا نو نہ کسے دیسے

جیوں ایک پانی مانہ حجاب
اتنا تو نہ ہوئے آپ

اس تھے تو نہ پکڑیا جائے
پانی جن کیا دسرا پائے

جیوں کا نھال یہ نایک دیکہ
سولا سہسر آپیں ایک

سب سوں جے بھوگ کریں بلاس
آپیں تو نہ کس کے پاس

پال برم تو اچاری ہے
سولا سہسر نادی ہے

---

۱ اس سوں یک لیایا وجود ۲ دیک ۳ آپیں قیدیں ساز ۴ ولیکن ایک ہی قدرت ہار
۴ لقا ۵ ہوے کہتے کس سرے ۶ خو کہتے کس کھرے
۷ یہ بول اس کے دیک سکت ۸ کرش ناتوں ۹ وی پانی جن کیا دسرا آئے
۱۰ جیوں کا نابج نایک دیک ۱۱ یوں

Hanif Razvi

دیوں بجوتوں یوں[1] تھا عطا   ایسی قدرت دیتا ستا

تو اس کی قدرت کیا[2] عجب   بوجھے اس کا کیا ضرب

یوں اِن دوکھوں قوموں پر   خطا آوے کس نظر

کوئی کہیں دیکہ ہوے صحی   بعضے کہیں لاقید وہی

کمال قدرت بوجھے نا ۱۵۴ ہنیں تو پھوکٹ سوجھے نا

یہاں نفی نا ہے اثبات   قدرت کی ہے مشکل بات

یو سب جھوٹا وہم توار   کوئی نہ سکے کھٹی دم مار

عارف سالک ہوئیں پاک   عاجز ہوئیں[3] در ادراک

چوں چگونہ کہتیں نہ آسے   ہوے کھوے کر[4] کدھیں نہ پائے

عاموں کیرا دیکہ گمان   سو دھات خاصوں آکھے[5] جان

بوجھنے منہ ہے دیکہ فرق   بول بھا کیرا[6] ایک حرف[7]

اس میں پڑیا بھوت بدر   قرآن بولے یو کھیں خبر

یکھاں[8] جن اندھا وہاں بھی ہوے   پس یو دیکھ[8] کاں بھی ہوے

یوں توں خاطر لیا وحشیت   دل کیاں انکھیاسوں توں جینت[9]

جس کی یقینی[10] میں شک ۱۵۵ وہ تو اندھا پورا رک

---

[1] تھا یوں [2] کھیا [3] ہور ھیں [4] کرتیں کرنیائے [5] کیرا [6] حرق [7] دیکھنا [8] محبت (رکیط) [9] توں جیت [10] کے یقین

[11] من ھذا اعمی فھو کا اعمی

Hanif Razvi

خدا[۱] اپنے میں دھرے گمان ہے نیں کر کرے انسان
اُس قیاس راکھے خدا پنہا نعوذ باللہ منہا
قدرت پر نا جانے کوئے اس تھے اندھا بھی کوئی[۲] ہوئے
پیلے سکت ہم عاجز حال بندیوں راکھیا آپ سنبھال

جواب مرشد

پوچھے قدرت کس پر بار جواب آکھیں نور کے ٹھار
قدرت سوں نور ظاہر کیا بے روپ کوں کر روپ ڈیا[۳]
نور تو بے روپ دیکہ نشان قدرت سوں روپ دیکر آن
بن قدرت نور بارنئیں بن نور قدرت ٹھار نئیں
اس بوج[۴] لوڑے علم ثلاث وہ تجہ آکھوں تیرے پاس
۱۵۶۰ ایک خدا ہور دوجا نُور تیسرا قدرت مل ظہور
علم ثلاثی اس کا ناؤں دل کے بھیتر کر اس ٹھانوں
در ہر شئے یوں دیکہ صفات جیتا دستا مخلوقات
ایک ٹیک آکھوں ہوں تجہ دھیر جے تجہ روشن ہوئے ضمیر

سوال طالب

کہ نور کون اور قدرت کیا اس پر محیط کیوں آلہ

---

[۱] کہ خدائی میں [۲] کون [۳] دکھا [۴] بوجھے

Hanif Razvi

نور وہی جے بے روپ جان   قدرت سوں روپ ناؤں نشان
دو کا کرتا[1] قادر کوئے   دو کھوں پر بھی ناظر ہوئے
ہر یک شئے منہ دیکہ بچار   محیط دیسے ٹھاریں ٹھار
نور خدا میں باطن تھا   قدرت سوں اس[2] ظاہر تھا
کرتے پن نور کہاں چلے   روپ سوں قدرۃ دیکہ ملے
نور اور قدرت کر کل جوڑ   ظاہر روپ کر دیتا چھوڑ
یو[3] دو دیکھے دیکہ پچھان   تیسرا کرتا کوئی یک جان
جوں کے سونا اور سنار   تیسرے کرنے[4] قدرت بار
سونے کوں لیے روپ دیا   ہر ہر جنسی بھانت کیا
نیں تو سونا دیکہ نروپ   پن انگار کیسا روپ
کرتے تو یو ظاہر روپ   نور وہی ہے باطن چوپ
ان بھی دو کا کرتا جان   دو کے بیچ منہ اس پچھان
ظاہر قدرت باطن نور   قدرت نور منہ آپیں[5] ظہور
نور اصل نہ باطن کوئے   قدرت بر تن کس پر ہوئے
یہ سب عالم نور قدیم   یوں جان حکمت کیا حکیم

۱؎ کرتا   ۲؎ روپ ظاہر کیا   ۳؎ ان دو تھے   ۴؎ کرتے   ۵؎ اپیں

Hanif Razvi

نور اور قدرت کا ہے میل ۱۵۸۰ دھوں جگ مانڈیا اپنا کھیل
دو کے بیچ منہ توپیا ہوئے | سب سوں بن سب بیاپیا ہوئے
ظاہر تو ہے قدرۃ سوں | باطن تو نور حکمت سوں
سب میں اچھ منزہ دیکھ | نا وہ ملیا[۱] کس تھے بھیک
جوں ہے پربھا سمی روی | محیط ایسا دیسے وہی
نور اور قدرۃ کرنے جوگ | اپنا اپیں لینا بھوگ
نور کوں روح کر دیتا ناؤں | روح[۲] ہو تن میں پکڑیا ٹھانوں
خاکی کیرا برتن کرے | اس میں نور لیہ اپنا بھرے
کر یہ آرسی دیتا خاک | پر تو تو نور ذاتی راکھ
یوں سب ہر ہر آرس مکھ | دیکھت[۳] تو ہے ایک ہی سوکھ
ذات قدیمی اچھے[۴] ہے اصل ۱۵۹۰ اس[۴] میں تو نیں کچھ بدل
تبدیل عکس کوں آیا ہوئے | عکس ذات کا چھایا ہوئے[۵]
تب آن کیتا اپنی بوجھ | منجہ کوں کھیا[۶] آکھیں کوچھ
یوں تن کیتی آرس بھیس | منجہ لیہ دیتے یوں اپدیس
اس[۷] تن سنگت بھئی آکار | یہ تن ناسی کیا بچار

---

۱ کے ہے ملیا بھیک ۲ روح کر ۳ دیکھ اصل ۴ نا اس میں تو ہے ۵ ہے
۶ کہنا آکھوں ۷ اس تن کے سنگت بھئی آکار

Hanif Razvi

کہ یہ جھاں کا تھاں سماؤ — یا کچہ آکھیں[1] بھیں بھید بھاؤ

جواب مرشد

تب یہ آکھیں سن طالب — یہ دیکہ اتنا ین[2] تہ طالب
جا رو جو دلک باطن دیکہ — یو[3] ان کیتی آرس بھیک
وہ بوج اصل درپن گیان — بہ سب جس تھے ہوا پچھان

سوال طالب

تب یہ کھیا چھوڑیں تن — کیوں کر بھیتر[4] رہے گا من
کھبئے یہ گیان ہے کس سمند — منجہ یہ کہنا خوبیں پند

جواب مرشد

جے وہ روح کا مرکب جان — اُس کے سنگت سکلا گیان
یو مرکب تو دُسرا تن — اس انگ برتے دیکہ جیون
وہ[5] وجود روحانی خاص — جیوں ملت کا وہ رہو اس
لیہ اس خاکی ایندرین بھار — دکہ سکہ میں وہ برتن ہار
کہ وہ اعضا سد فہم — اس تن یر تن اس تھے ہم
جے یہ بارے گزری خاک — وہ چھوڑ ہوے کنارے پاک
جیسا اہے دیکھ اتال — یہ تن چھوڑیں ویسا حال

1 کبھی 2 توہے 3 ان یو کیتا آرس ایک 4 بھیتر 5 توہے
6 وجود تو

لیہ اس تن کا چھوڑ کھرم — اس بن نیں کچہ وہ برکم

امر ہنی یہ خوف رجا — سب اس تعلق لیا وہ بجا

نہ کہ یہ دیکہ برقع خاک — یہ ہے موس اندھیالے ٹاک

سوال طالب

تب اس[2] ایچ بھی کچہ بدہ — اس باب منجہ کوں دیتا سدہ

سب کی کیا ہوے ایک ہے موس — سمجا کر منجہ دیو درس

یہاں کیوں کافر مسلمان — منجہ کھول کہنا خوب آسان

جواب مرشد

تو یو جواب آکھے اس — یہ کچہ سمجے نا بھل کس

یہاں دیکہ باطن خوب نظر — تو تجہ اس کی ہوئے خبر

یہ تن ترس ہے گا کن بیکہ — اودیں تو اس تن بھی دیکہ

خصلت سو ہے موس پچھان — جیو رس اودتیا اس منہ جان

جے سدآوتی آدم کوں — وے تو برے لاکھوں یوں

جیسا خصلت کبرا بجاؤ — جیورس اوتیا ویسا جاؤ

جیورس تو سب ایک ہے مگہ[لہ] — جوں کے پانی ہر ہر رکہ[2]

---

۱ یہ جیورس ادت نیتاان ؛ اس بھانتیں قدرت کیتاان (زاید شعر)

۲ تب یوک ۳ رہیاکن ۴ استے سوں ۵ اتی ۶ کہ ۷ رنگ

Hanif Razvi

میٹھا کھٹ تلخ پچھان　　کئیں زہر کئیں امرت کھان
یوں ہیں کافر مسلمان　　زاہد عابد فاسق جان
ایسی قدرت کیری دھات　　کہنے نا آئے پوری بات

سوال طالب

سوال کیتا کس پر بول　　بہ منت کہنا خوبیں کھول
جیسا لکھیا ویسا ہوئے　　کیا کرسکے دوجا کوئے
جیسی خصلت برتن اس　　قدیم لکھیا دیا تس
اس میں نا ہیں کچ غلط　　منجہ کوں سوجھے ایسی گت

تب یہ سنتیں ایسا چھند　　اس کوں بھی کچہ دینا پند
نیں تو گمرا ہوے ہے آج　　نیں خلاصی سمجے باج

جواب مرشد

آکھیں اس کا سن بچار　　کہ توں بند افعل مختار
نیک بد کر تجہ دیا نماں　　نہ کچہ تجہ تھے رکھیا نہاں
اختیار دیتا تیرے ہات　　سمجا دیتا دو کھوں دھات

---

۱ ان　۲ بیس　۳ کہے　۴ اس　۵ غفلت　۶ اس کا　۷ کہنا ہی کچہ　۸ نہاں

Hanif Razvi

ایک نبی اور بھیج قرآن | سب کچھ کھیا کھول بیاں
اس منہ تیرا ہے تقصیر | جے نا کرسے تو تدبیر
تو آن آکھے اپنی بات | تدبیر تھے کیا آوے ہات
لکھنے منہ تو چوک نہیں | اس منہ تو کچھ شک نہیں
تدبیر لاکھوں کرتا آئے | لکھیا سو کیوں میٹیا جائے
تجھ کوں لاگی پر جو یوں | آپ خودی تجھ بوبوں کیوں

سوال طالب

کہیں لکھیا کیوں معلوم تجھ | یوئی تو ثابت کہتا بوجھ

جواب مرشد

لکھیا اس میں کیا گمان | بولتا تو ہے یوں قرآن
ذرہ نہ حرکت ہے اس باج | قول دیکھیا یوں کہتا آج
جے کچھ کام ذرہ کا ہوے | لکھیا سو اُن برجے کوئے
یوں سب جگ بھی ڈھنڈے لائے | جے کچھ لکھیا سوہی پائے
جے کچھ تیرا بھاوتا من | نصیب راکھیا اس کوں کن
لکھیا ہوئے جس جس دھات | نصیب نیڑے تیرے ہات

---

۱ تجھ ۲ اپنی ۳ پر جو لاگے ۴ جے ۵ کہیں ۶ بوبیا ۷ بولیا ۸ کی
۹ ان سوں بیں جیسے کوئے ۱۰ ڈھنڈا ۱۱ لاتتحرک ذرۃ الا باذن اللہ

باقی تو کچھ رہیا کیا　　جے ہے بھاوتا سو ہے لکھیا

سوال طالب

تجے کچھ آگل ہونا ہے　　منجہ تھے باقی رہنا ہے
کرتا آگل جے مقصود　　اس کی ناہیں منجکوں بود
سب کیوں منجکوں سنیڑ یا ہوے　　میں بچار اس میں کوئے
جیتا منجہ تھے کرتب بار ۱۶۵۰ یہ سب جانو اس کا کار
جے کچھ ہوے برا بھلا　　یوسب حکمت آدچلا

جواب مرشد

تو توں دیکھیا آپ سچی　　تجہ میں کرتا حال نہی
جے کچھ تیرے من کا کار　　سو ہے کرتا باریں بار
تو یوں یوبیا اہے قرآن　　جیسا کرے ویا جان
راہ دیکھایا میں تو دوے　　شاکر ہو یا کافر ہوے
یوں تو سن کے برے بھرم　　کرنا بوجھے خوب ورم

کہیا کہ یہاں اہے ادب　　بولنے کا تو نئیں سبب

---

۱ کہے آگل جو کچھ ہونا ہے ۲ میں کوئی ۳ کی ۴ اسے ۵ درم

Hanif Razvi

جس کوں لوڑے دیوے راہ — یا جس لوڑے کرے گمراہ
دوزخ بہشت بھرنا ہے — قدیم قول یوں کرنا ہے
اس کے بیچ میں نئیں کوئی آڑ — جے کچھ کرتا اپنے چار[1]

سن[2] تجے تیرا اعتقاد — اس منہ خطا ہے بنیاد
ادب منہ تو آپس تھے — ایماں منہ تو سب اس تھے
تیں جانیا ظالم اس خدا — تو توں لیتا[3] وے بہیں ادا[4]
نہاں راکھے اس تھے اُن — یوں[5] نابا ہے کس کے من
نیک[6] آپیں کرتا بھی — بندیاں پر چوک دھرتا بھی
لایعنی دے[7] کسے عذاب — پھوکٹ کا ہے سوال جواب
اس تھے ظالم کہنا کس — جے توں بوجیا اس میں بس
ذرہ اس منہ نہیں ظلم — ایسا بجھاوتا[8] چھوڑ حکم
پورا زہ کار ہے اس پر — جے اس جانے ظالم کر
جیسا بندے کریں فعال[9] — ویسا دیوے حق متعال

کہیا اس منہ کیا تقصیر — ظلم دوسرے کیرتے[10] سیر
شریک تو تا اس بھی کوئے — یہ سب بندے اس کے ہوئے

۱؎ آپیں چار ۲؎ جیا کچھ ۳؎ لیا ۴؎ عداوت ۵؎ لے یوں ۶؎ کی نیک بد
۷؎ دے عذاب ۸؎ سمجھتا ۹؎ کریں افعال ۱۰؎ منا کے ہے

Hanif Razvi

اپنے بندے جوں کرے — اس کے میانے کیسے سہرے[2]
اس منہ ظالم کہنا کیا — سمجھیا[3] میں یوں دل منہ لیا

جواب مرشد

کہیں شریک اس نہیں صحی — شریک اس کا بندا بھی
شرک جتنا ہی سبب[4] — کہ میں بندا توں[5] ہے رب
اُن یوں اپنی قدرت پر — بندیوں شاہد کیا نظر
جے کجھ اپنا ہے انصاف — کھول کہیا سب بندیاں پاس[6]
توتوں فکر ایسی جوڑ — جہل نقصان[7] اپنے چھوڑ
انصاف باقی رہیا ہووے[8] — سمجھے لاکھوں بر لا کوئے
کلام معمّا دیکھ تمام — اس پر نا کچھ چلے وہام
در ہر آیت اختلاف — دل منہ[9] کیوں کر جیسے صاف
ایک[10] ہے ناسخ ایک منسوخ — کبھی پھر ناسخ پکڑے رخ
اس تے سمجھے نا عیاں — پھر پھر ہویں بھوڑے[11] یہاں
مرشد تو دے راہ دکھائے — آپ خودی کیوں سمجھا جائے
کہیا[12] کہ نا طاقت کچھ — جے کجھ پھیر کروں میں پوچھ

---

۱ بندیاں پر ۲ جیوں آپیں ملکت مالک کوئی ہے جے کجھ بھاوے کرے سہلے (زائد)
۳ سمجھیا تو میں یوں دل لیا ۴ اتنا ہی شریک سبب ۵ تیرا ادب ۶ آپیا ۷ صاف
۸ نقصانی آپیں ۹ دل میں ہے کیوں کر صاف
۱۰ ایک ہے آیت یک منسوخ ہے کبھی پھر منسوخ پکڑے اوخ ۱۱ بھانے — ۱۲ اجے کجھ باری حال اتہال آکھیں نہیں ہونا جے افعال

Hanif Razvi

انتا تو وہ جانے سب — لکھیا سو کیوں میٹے اب
جے کچھ پیڑیا[1] آوے بار — اس میں تو کچھ نیئں تکرار
کہیا کہ کچھ چل سے نا — لکھیا سو وہ ٹل سے نا

سوال طالب

سن[2] جے لکھیاں اول یو جہ ۱۶۹۰ وہ کیا معلوم اچھے تجہ
بھی نا جانے کیا لکھے — گمان جھوٹا کاہے[3] رکھے
یا جے لوڑے ایسی بات — قدرت[4] اس کے اچھے ہات
جیتا[1] لکھیا محو کرے — یعنی اس لیکھے اوسے ہرے
کبھی[2] سوال دیویں یوں قرار — لیکھے[5] یو نچھے بار ہزار
اول ان یوں بھریا[6] تھا — قدیم قلم یوں پھریا تھا
اتے[3] کچھ ماضی حال استقبال — انگھے ہونا جے افعال
اب کا تو کچھ نیئں بچار — اس کے فہموں نیئں کچھ آڑ[4]
قلم بھراوے دوجے بار — دوجے بار کے ناریں چار
جیتا سب جگ کرتب بار — اوتا لیکھیا لیکھن ہار

---

۱ پڑیا ۲ اس وقت لکھیا تھا جے ۳ کیا رکھے
۴ کی قدرت آہے اس کے ہات ۵ لکھیا یو چھیں ۶ بھریا
عہ ۱ ندارد

Hanif Razvi

جواب مرشد

آپ خودی کیا کرے بکھان ...۱۷ قدرت اس کی پڑتی جان
آگر حکموں قلم ڈھلے تیری کیا کچہ سکت چلے
اس کی فہم قدیمی پر چلے تیری کون نظر
سکتا تو ہے آپیں سب جیتا رچیا کل سبب
لکھے وہ تو سکتا ہے جیسا کر تب ہوتا ہے
ذرہ کا نا اس بن کار سکتا ہے سب لیکھن ہار
تیری حرکت تجہ سوں لا بھاوے کبھی تیوں توں کر جا

سوال طالب

پوچھے میری حرکت فن اس کوں کیا کچہ نہیں روشن
میں آپ بھاوتی کرتا کار روشن سب اس سرجن ہار
منجہ تھے صادر ہوے فعال اس تو روشن سکل حال
اس کا کیا کچہ ڈھے گمان ...۱۷ سب کے کرتب اوسے عیاں
ایسا جے کچہ اچھے بول یو تم کہنا منجہ کوں کھول

---

۱ سوں ۲ اس کی ۳ پڑتی ۴ اگرچہ حکموں ۵ مہر ۶ کیوں

۷ کھاکے کچہ چل سے ناٹ وئی بات لکھیا سو تلے نا (زائد)

جواب مرشد

سن تو طالب اس کی بات | کیا توں پکڑے ایسے دھات
لکھنے سکتا تو ہے سب | جیتے مخلوق کے کرتب
ناہیں حرکت تنکے آج | یاں نہ پھڑکے بھی اس باج
ذرہ ذرہ کا لکھنہار | لکھنے کی اس ناہیں چار
اس کے آگاہ ہے رے فہام | جے کچھ ہونہارا کام

کہے جے میرا ایچ نج | اس کوں ہے سب سچ
بن اس آگاہ منجہ تھے کچ | ایسا تو نیں دستا رچ
لکھیا آگاہ کیرے بات | ہے دو دستے ایک ہی بات
لکھنے میں لکھیا ہوئے ۱۲۰ | یا آگاہ اپنے لیا یا ہوئے
جے اس آگاہ ہوئے کھلا | سو ہے ہمر آج بلا
جے اس انگوں آدو فہام | نیک بد برتی سو ہے کام

یہ سب کرنی اوسے بوج | دل منہ اپنے راکھیا کوج
جے کچھ آگاہ کیا معین | سو ہی لکھیا ہوئے یقین
اب کا تو کچھ نہیں کار | آد ہوا سب ہونہار

Hanif Razvi

کہیں نصیب تجہ ہوا حجاب — نہیں[۱] خلاصہ در ہر باب
نصیب کر نہارے کوں — کی نا سمجے بارے توں
یہ توں بہاوتا اپنا چہوڑ — ایماں لیا توں اس پر جوڑ
جے کچہ لکھیا ہے[۲] سو سچہ — بہی تور لکھے بہاوے رچ

کہیا کہ منجہ مشکل گت — کہنے منہ تو نہیں سکت
کیا ہے بہاوتا میرے کاج — میں تو جانوں نا اس باج
جے میں[۳] جانوں اپنا بہی — شریک[۴] ہوئے اتنا بہی
اتنا[۵] کہنے کے بہی ٹاک — یہ بہی چہوڑا منجہ سوں راک
جبتے[۶] یو بول میرا اگن — یوں[۷] سب اس کے آگا چن

سوال طالب

کہیں کہ بہاوتا تیرا ہے — فرصت تجہ اس کیرا ہے
شریک ہوئے[۸] توں تو جان — فرعون دعوے جوں رحمان
یا آپ[۹] جان ستنتر ایک — فرصت اس کی نجانے دیک
یو تو بولی ہیں اگنیاں مت — اس میں تو کیوں ہوئے گت

---

۱ ہوے خلاصہ درہر باب ۲ سو بھی ۳ یہ ۴ تر شریکی ۵ تو ترں
۶ ناآیس ۷ یہ تو بولا کیتاں مت ۸ تجہ کو
۹ ندارد

Hanif Razvi

اس تجھے نا کہ ہیں کرتا — فرصت دیہ تجہ وہ رکھتا

توں بھی تیری فرصت بھی — دونوں اس کی قدرت بھی

حالیں کرتا تیرے ٹھار — یوں توں کہتیں ہوے برکار

کہ تجہ دیتا بدہ مقدار — سننا دیکھنا اور اختیار

جواب مرشد

کہتیا کہ منجہ یونہیں دسے — اتنے کا بھی دوئی بسے

قدیم لوڑیا جیسا ہوئے — ویسا منجہ تھے صادر ہوئے

کہیں کہ پیدا توں ہے کوئے — یا کہ سب کچھ وہی ہوے

سوال طالب

اس سنہ کہیا خوف پکڑ — بندا ضعیف قدرت پر

جیتا قدرت کیا جدید — میں بھی اس سنہ ایک آفرید

جواب مرشد

توں تو بند افعل مختار — تیرا تجہ میں دیہ اختیار

امر تھے توں لیا دیجیا — رہنا دایم خوف رجا

جہد کرے نفسانی کام — کہ یوں حق میں نہیں مدام

۱؎ اس میں نا کچھ ۲؎ جکر ۳؎ نہیں ۴؎ یوں کی

۵؎ ندارد

HanifRazvi

یہاں تو کھلے سیتی لیہ — وہاں تو طالب ہو سر دیہ
[×] دل کا بھاوتا تجہ اختیار — جوں لیہ پھیرے ہر یک کار
[×] یوں توں اپنا منصف ہو — اپنا بھاوتا سبھی کہو

سوال طالب

کہیا فرصت اس کے پاس — ایس نہیں کیوں ہوے راس
سب دل قبضے اس کے ہات — جوں پھراوے ہر ہر دھات
نہ جے کچھ میں لاہے تکرار[?] — اس کے دل پر اگاہ بار
[×] اول معلوم تو[?] تھا — تو یہ میرے دل پر لیا
[×] اگل ہونے دھرے گمان — تو اس یو لیں کفند[?] ست گیان
[×] بھلے برے کا کیسا واد — یو سب دستا ہے برباد
[×] نہ یہ بھاوتا میرا کچہ ۱۰۶۰ یو بھی بھاوتا اس کا بوجہ

جواب مرشد

یہ تو بولے کیا انمان — حا[۱] ایں تقصیر تجہ تجھے جان[۲]

× یہ اشعار نسخہ میں نہیں ہیں ۱؎ حالی فرصت دنیا جان
۲؎ زاید اشعار اس میں بارے کر تقصیر ؛ پھیران لیا دے بُجز تدبیر
فرصت اچھے نہ کرے پچھان ؛ یہ تو سیتی تیری جان
دل کا بھاوتا تجہ اختیار ؛ جیوں لے پھیرے ہر یک کار
یوں تو اپنا انصاف بھجر[?] ؛ اپنا بھاوتا سبھی دھو

Hanif Razvi

کہ توں کچھ کٹ کرتا واد — ان[1] باتاں کا کیا سواد

نیک[x] بد اس پر لانا نا — اپنے بھاوتے جاناں نا

اس کا بھاوتا نئی قرآن — جن یہ کیتا حق بیان

بھاوتا اس پر پیانا ہے — فرصت پر تو آنا[2] ہے

یہ تو جہل کریں حرام — گھڑا تو شیطانی کام

سجدہ کا رکن[3] زانیا ہوئے — اس پر کی نا جانے کوئے

بھاوتا اپنا کرنا رد — جن فرمایا چلنا حد

جن کے وقت[4] زحمت پر — آپس راکھے حکمت کر

دارو تلخ بے مزہ طعام — ۱۷۰ یوپت راکھے خوب تمام[5]

رغبت اپنا کر برباد — قانع ہوئیں[6] اس پر شاد

واں تو بھاوتے چند ہزار[7] — کی نہیں کرتا ہے اختیار[8]

جے پت[9] چوکے ہوئے زیاں — اس منہ تو کچھ نہیں گمان

اور جے زہر کھائیں نرے — انزیت ہوئیں جے مرے

تو[10] یو کثرت پر نہیں کام — نادر قدرۃ دیکہ تمام

---

۱ کہ تجہ ناہیں ارشاد ۲ پانا ۳ ناکیا ۴ وقت یک ۵ مدام ۶ ہوئے ۷ چنداں بار ۸ زاید شر کرتے جی زیاں ہوتے بار ۹ چہ نکالے کر ہوے ضار ۹ تب جے چوکے ۱۰ تو توں کمتر بر x ندارد

Hanif Razvi

سوال طالب

کہیں کہ کرتیں جے تدبیر　　چڑ کی جاوے کیا تقدیر
کہ یہ تقدیر[عہ] نئیں تبدیل　　اس کا کیوں منجہ توڑ دقیل

جواب مرشد

تقدیر[۱] جے اسمانی آئے　　ہرگز[۲] نہ وہ چڑ کی جائے
ولے جے تقدیر تیرے ہات　　وہ تو چڑکے پاوے[۳] گھات
بولنے میں تو ادب قضا[۷،۸]　　سمجے نہ جائے دیکہ رضا
فرمود گی سوں راکہ جتن　　گور پکڑ چھوڑ ہے امن
نئیں تو تل میں ہوے ناس　　دیکہ سمجہ یو اپنے پاس
کی بس یویں اپیں کھا　　اگن موکہ لیہ باٹ[۴] ہے جا
تو کیوں اپڑے[۵] کہ کس حال　　فرمود گی سوں راکہ سنبھال
کیسے کہ ستم گاری کت　　جے اُن کرتا ایسی ریت
قدیم[۶] قسمت لڑیا ہوئے　　تجھیں یوں بھی جوڑیا ہوئے

سوال طالب

قدیم لکھیا سو چوکے نا　　توں کی ازما دیکھے نا

عہ یہ شعر نسخہ میں نہیں ہے ۱ کہیں تقدیر ۲ وہ تو کیوں کر ۳ بارہیں بات ۴ گھاٹے
۵ اپڑے کہ کچھ حال ۶ اگر ۷ زاید شعر　کہیں کہ اس میں دیکہ زیاں
آپس راکھنے لے کرہ جاں

Hanif Razvi

کہ یہ تدبیر تیرے ہات ‏ ‏ ‏ ‏ ازما[۱] دیکھے کیتا بات

جواب مرشد

کہئے× کہ اینڈے کچھ آزار ‏ ‏ ‏ ‏ یوں تو منجہ کوں ہے نردھار

۱۷۹۰ نا ٹک× تن پر چلیسے بال ‏ ‏ ‏ ‏ بن اس بوڑیں کہیں مجال

اُس× آزمائش کیرے بات ‏ ‏ ‏ ‏ یہ بھی ناہیں میرے ہات

جتیت× اکھیا ہے تدبیر ‏ ‏ ‏ ‏ تسلیم ہونا دیوے پیر

اُس× کے امر نہ راضی آئے ‏ ‏ ‏ ‏ آپ خودی تھے بازی کھائے

کہیں کہ یہ کام نادر ہے ‏ ‏ ‏ ‏ اس پر توں کیا صادر رہے

جوں کے ابراہیم دیکھ خلیل ‏ ‏ ‏ ‏ کیوں اُس راکھیا رب جلیل

یوسف دیتا کوئے ڈال ‏ ‏ ‏ ‏ وہاں لیہ راکھیا اپ سنبھال

یونس راکھیا در ظلمات ‏ ‏ ‏ ‏ اَیسے[۲] یہ کام نادر بات

تمام پر نا واجب لیا ‏ ‏ ‏ ‏ اس میں نصیب کیا ازما

کہ آگ دیسے جا نہالہ ‏ ‏ ‏ ‏ زباں اینڈے کھاتیں تہار

جے کچھ فرصت نیرے ہاتھ ‏ ‏ ‏ ‏ اس پر اس میں کیوں لائے بات

توں تو بوڑے کوشش وار ‏ ‏ ‏ ‏ بھادتا اپنا چھوڑ نسار

جیوں[۲] مجازی اپنے کام ‏ ‏ ‏ ‏ جہد[۳] راکھے خوب مدام

× یہ اشعار نسخہ میں نہیں ہیں ‏ ‏ ‏ ‏ ۲ ایسے ‏ ‏ ‏ ‏ ۳ چھوڑ دا آکھیں

۱ پرچو دیکھ لے اس بات

حق کے کاموں کرے ریس — وہاں تو بوٹے ایسا بیس
دیانت کرتیں خیانت پائے — خیانت کرتیں دیانت آئے
ایسا اوچیت گھڑیا حال — ہونہارے پر توں گھال
نہ کہ پیلو باند انگار — کہیا کہ یوں ہونہار
اپنا بھاوتا چھوڑیں بھول — تسلیم ہو کر رہیں قبول
جے توں کرے پھر تکرار — اس منہ پر اتجہ نرکار[2]
اور[3] دیکھیں بوج سبب — اس میں سیجے خوب ضرب
جوں کے مکتب خانہ ٹھار — تعلیم شاگرداں پر بار
نہ کچھ جانے حرفوں پر — پھڑتیں[4] پوچھیں زیر زبر
ادا[5] مخرج پوچھیں سب — کہنے کا کچھ نیں سبب
یوں سب ہوے علم عطا — آگل جے کچھ کھائے خطا
وہ چوک لیانا کس پر بول — اس منہ منا دیا یہ ڈھنڈول
کہنے کوں جے تاخیر جائے — استاد پر جے تقصیر آئے
یوں سب اُن بھی راہ دکھا — بھیجیا نبی قرآن گواہ
یا جوں شارو طوطی ہوئے — لے اس پالے ہوسوں کوئے
پنجرے میں اس جتن باہ — بولے اس کوں سب سکلا

۱ لے ۲ نرکار ۳ اور ایک ۴ پڑھیں ۵ آدم خرچہ

Hanif Razvi

یوں سب اس کوں کر مستعید — راکھیا لیے اس اپنے قید
جے اس پوچھے جیسا سوال — جواب دیوے وے درحال
[1]سکنے منہ جے ہوئے غلط — وہ چوک کیوں نا پاوے لت
ایسی قدرت کیے کر کام — یہی نمونہ بوج تمام
فرصت دیہ سب کیا کھول — بھئی کیوں راکھے اس پر بول
دیتا کن آنڈ بات اور پاؤ — راہ دکھایا سمجا[2] چاؤ
اس پر دیتا عقل شریف — قد[3]یم جانے خوب طریق
جوں امر تیوں دیکھے سیر — تسلیم ہونا دیکھے بھیر

اس میں پوچھیا خوبیں جد — اپنے جہل کیتا رد
بوے سمجا منجے بھی — جوں جوں کھول کہے صحی
یہ سب تقصیر منجہ تھے ہے — کیا کر کہتا اس تھے ہے
جوں کروں تیوں ہوے حال — بھلا برا توں سب سنبھال
سب کچھ مو نجے دسے[4] کر چھوڑ — میرے کاموں کیوں اس تو[5]ڑ

یوں[6] سن آکہے بھوت خطا — یوں کیا بولیا آپ ستا

---

[1] سکتے [2] سمجھے جاؤ [3] قدرت [4] دیکھا [5] جوڑ [6] سب

Hanif Razvi

یو کیا کیتا رے کہ کن　　فرصت دے جے لیوے چھن

جے وہ لوڑے حکم کرے　　ایسی قدرۃ کیسے مرے

ہردے میں تھے یوے گیان　　بھیرے کرے دو نفوں کا ان[1]

نظراں کہ تجھے لیوے کھار　　نہ ایندریں جیتیں رہیا ٹھار

ایسی اس کی دیکھ قدرت　　کیا توانوئے[2] آپ سکت

اس کی فرصت تھے توں دیکھ　　نہ آپ سنتر الیس ایک

سوال طالب

کھیا مشکل ہوا[3] لاے　　تم بن آرزو[4] کون کہے

توں منجہ اہے گیان انند　　یہ منجہ بوجھیا[5] خوب سنند

جے سب آکھوں اس کے کام　　گویا[6] منجہ سیرائے تمام

اور جے آکھوں اپنے کوچ　　تو یہ توں[7] ہیں میری روچ

منجہ کوں یہ کہنا ہوئے　　تم بن کیوں نبارا ہوئے

یہ منجہ کہنا دوئے امر　　قرآن میں جیوں لکھیا[8] خبر

ذرہ نہ ہلے اس بن کاج　　دیکھ چلو سو[9] یہ گت کاج

یا سب کام بندے پر لاؤ　　یا سب اس پہ یوں سمجھاؤ

ہ* ندارد ۱ دقان ۲ نیوا دے ۳ اورا ہے ۴ اوروں ۵ گنہ ۶ یہ بھی ۷ لکھی ۸ آج ۹ لو سو گت

یہ دو کھڑ مل کر کہوں بار — تا منجہ دگداو باریں بار
جیسا حق ہوئے[1] کرو بیان — روشن[2] دل میں ہوے عیاں
یوں کہ آیا ہو اسرن — سیس لیہ اوپر[3] رکھیا چرن
دھن دھن ہیکر بھاگ ایار — تجہ سا ملیا منج کوں تار
سونسار ساگر بھریا[4] ہوئے — گاس لگے بن بانچے کوئے
کرتے[5] کیسرا کھیا بھاؤ — جے من یو مجھے یوں سمجاؤ

جواب مرشد

کہیں[x] کہ اس میں مشکل ہوئے — سمجے رے یوں برلا کوئے
یوں[x] تو سب قول ہے قرآن — یک یکڑ یک چھوڑے جان
اس[x] میں تو ہے بڑا بزکار — سب سوا دوں دا کھیں بھار
نا کل بندیاں پر لایا جائے — نا اس کے سیر سب باہیا جائے
دو نخوں مل کر کہتیں جھوٹ — کہنے میں تو آوے توٹ
ایسی[6] خلاصی دیوں ربط — جے وہ لوڑے ہوئے ضبط
اب تجہ اکھوں ٹیک دلیل — اس میں روشن ہوے سبیل
جیوں کے انکھیا اور افتاب — نظر کا ہے جوں صواب
رات اندھارا سوجے نا — افتاب بن کوئی بوجے نا

---

۱ ہے ۲ جے روشن رہے ہو عیاں ۳ راکھیا اوپر ۴ بھرتا ۵ اس کے کیر ۶ ایسا
ع یہ اشعار نسخہ میں نہیں ہیں

اِس کی شئے ہوئے اجل — نظروں وِڑیسے تو نزل

اس کا جہاں او جالا نا — نظر کا وہاں جاؔلا کہاں

جے ان انکھیاں کا نہیں نور — تو سورج کا کہتاؔں ظہور

آنکہ تو اِس بِن ہے پرکم — ایسا مُعَمّا دیکہ محکم

آنکہؔ نہ کرے سیر وہاں — باج او جالے نظر کہاں

اجیت کا یہ تیسچ پکڑ — ١٩١٧ رکھیا انکھیاں مانہیں بھر

اس تھے پرگٹ ہور وپ دیکہ — نا یہ آپ تھے اپیں دیکہ

نا کہنا افتاب کیرا کام — نا انکہ پر کہنے آئے مدام

نالؔی دو نھوں کہتیں آئے — ١٩٢٠ نا ایک ستنتر پکڑیا جائے

ایسا مابیؔن دیکہ نگار — قدرت رچیا سرجن ہار

افتاب کیرے عظمت تھی — انکھیاں کوں ہے فرصتؔ بھی

دیکھنےؔ میں بھی آئے سزا — اجیتؔ پر کیوں لائے جزا

کہنے میں تو اجیت بھیے — بولنا پڑیا ثابت سبھے

وے چوک نظر پر پور رکہ — یوں یوج سند کے دُوؔ کھوں یکہ

شریکؔ نا انکہ اسی پر ہوئے — اجیت غالب سبؔ پر کوئے

١ نیرے ٢ جالانا ٣ کون کہے ٤ انکھیاں کیریاں صدر جان ٥ نا ملکر دو کہتیں آئے ٦ سامیں دیکھو نگار ٧ صحت ٨ اس دیکھنے میں جے تے ٩ اجیت ١٠ دو نھویک ١١ نا ایک اس کے ہوئے ١٢ اس پر

Hanif Razvi

کی یہ انکھیاں چند ہزار   اجنت[1] تو جم ٹیک قرار
انکھیاں پرگٹ اجنت نور   اجنت[1] تجھے ناکرنا دور
کھیں نمونہ ذات صفات   خداوندے کیری دھات
اس بن نا ہلے[2] ذرہ ہلے   اجیت بن کیوں نظر چلے
جیو[3] یہ دنیا انکہ مثال   شعا اس کا قدرۃ حال
دٹھوں[4] جگ اس کی حرکت جان   غفلت اپنا تو[5] رکہ مان
جہد[6] کر دیکھیا تمنا کوں   ڈیوں[7] گا راہ میں تمنا کوں
لوں سب فرصت اس کے جوڑ   کھنڈلے[8] اپنے نفس کے چھوڑ
اور جے[9] حکم بوڑے حال   اس پر کس کا کیا مجال
جوں کے ابلیس آدم دیکہ   سجدہ کارن رانیا ٹیکہ
یا وہ فرعوں موسیٰ چوب   فرعون لے اس دتیا روپ[10]
وہ جوں یزید حسین امام   بوڑیا تھا ان وہی مدام
اول دیا تھا خبر   جوں کے ہونا ہوا غدر[11]
اس میں ناہیں کچہ تدبیر   جوں اُن لوڑے آپ قدیر
بند الوڑے فرماں پر   جوں لہ اس کا ہوے امر

---

۱ اجیت ۲ ذرہ نہیں ہلے ۳ یوں جو دنیا ۴ یوں دو جگ ۵ تو رگمان ۶ تو جہد کر دیکھیا ۷ بوروں گا راہ دیوں ۸ کنجلی اپنے نفس کی ۹ حکم کوں جے بوریا حال ۱۰ ڈوب ۱۱ غدر

رحمت رب کی اس کے ٹھار   جس کے دل منہ ایماں بارث[1]

سوال طالب

یوں سن بوج تسلّی لیہ   یو بھی عطا منجہ کوں دیہ
کہنا منجہ یو کون ایمان   کیوں کر اس کی ہوئے پچھان
ایماں کہتے کس کا ناتوں   کہاں ٹپے کون اس کا ٹھاؤں
جے ایماں بوجھے نا درس   تو لگ مومن کیوں پرس
بندگی طاعت کرنا سب   یعنے جیتا کل سبب
ضایع سیو اسب ہے ناس   ایماں ناہیں جس کے پاس
یو جیا لوڑے ہنگ ضرور   طاقت رہنے نہیں صبور

کہیں کہ اس کا دیکہ نشان   ہرے کے سن لینا کان
ڈیکہ عطائی ایسا جان   جس کا ناتوں اہے ایمان
جے کچہ لوڑے سوہی کرے   اس میں نا کچہ شک دھرے
ایسا نکتہ جس میں بار   ایماں باقی اس کے ٹھار
بعد از کلمہ اس کے ہیر[2]   تسلیم ہونا دیکھے پھیر
ایماں کیرے رہنے دیکہ[3]   دل زباں کا اقرار ایکہ

---

[1] قرار [2] بیرا [3] وہ دیکہ

Hanif Razvi

صدق، یقین، اخلاص، صبور — توکل، تسلیم، حیا، شکور
یہ سب اس کے لاگے سات — ایماں بن نا آوے ہات
ایمان کہنا اوہے[1] قرار — ابلیس دل تھے دیسے بہار
ایمان کا کہاں جاگا ہے — مومن کے دل لاگا ہے
ایماں[2] ن ہوتا جے اس پاس ۱۹۰۰ سجدے تھے ناجانا خاس[3]
بندے پر یک[4] تین فرض — بجھیا[5] لوڑے یہی غرض
ادل عرفاں بعد ایمان — اسلام تو اس بعد ازجان
تو یو کہنا کس عرفان — کمال قدرۃ کرے پچھان
یعنی سکتا تو ہے سب — باقی کچھ نا رھیا سبب
اصل عرفاں بھی دو گن[6] — آپ پچھانے پہلیں سن
بعد از اس کی کرے شناس — یہ دو گن ہے عرفاں پاس
ایماں سو یو ایسا ہوئے — جے کچھ بھاوے کرے سوئے
ایماں کے بھی دو گن دیکھ — خوف رجا میں دایم بیکھ
کہنا تو ہے جس اسلام — تسلیم لوڑے در ہر کام[7]

[1] کرنا [2] ایمان پرتن اس دل راز [3] تو سجدہ تجھے نا ہوتا باز
[4] دیک [5] ادل بجھا لوڑے غرض [6] حدیث من عرف نفسه فقد عرف ربه
[7] درگاہ شریف کے کتب خانہ کا نسخہ یہاں ختم ہو جاتا ہے

اسلام بھی دو چیزاں دا ۱۹۲۰ نئیں منکر ہولیا امرجا

بندا تو ہے اس پر یاد — تینھوں باتاں پر بھی شاد
مراقبہ لیہ ایماں ٹھار — قطرے[۱] سب نفسانی بار
ایماں تھے سب کریں فدا — لوڑے مقصود یو خدا
بعد از بندے کا افعال — سب یو برتیں اس تھے حال
مشاہدہ یوں دیکھنا ہے — نظر ایماں پر رکھنا ہے
اب مراقبہ توں سن رحمان — عرفاں لوڑے با ایمان
حق کی ذات میں نفی کر — آپس آپیں خفی کر
جوں کے لوہا جل کر آگ — لوہا پن کا گذر یا بھاگ
اور مشاہدہ ہے رحمان — دل منہ تصور کرے عیان
بعد از اس کی حرکت سب ۱۹۲۳ جیبا اس کا کل سبب
دیکھ خودی ہنیں اس کی ٹھار — بھئی مشاہدہ دیکھ بچار
نفس امارہ گذر یا جان — یہ سب برتے نفس رحمان

یہ پوچھے تو یہ نفس رحمان — اس کی خوبیں کہو نشان

۱۔ خطرے

Hanif Razvi

جوابِ مُرشد

کہے خدا کا نائب ہے ۔ ہر یک دل میں غایب ہے
اس کے امروں برتے کرے ۔ جانو امر خدا کا ہوئے
نیک بد پر وہ دیکھن ہار ۔ خاموش اچھتا اپنے ٹھار
نفس امارہ ہے شیطان ۔ جے کچھ کرتا دیکھ انجان
جے کوئی جا اس پوچھے پاس ۔ حق فرمایا جوں رہ راس
ایسے ملاحظہ کچھ نا ایکھ ۔ فعلوں پر سب مدعی دیکھ
روزِ قیامت دیوے گواہ ۔ ۱۹۸۰ جس کا جے جے ہوئے گناہ
توڑے کر یہ اپنا نفس ۔ تعلق اس کے کرنا لبس
یوں یہ توڑے آپ آلہ ۔ تو یہ سمجھے دیکھ بھلا
فکر توڑے ایسے مدام ۔ تو یو برحق ہوئے فہام

کہے فکر منجہ کہنا کھول ۔ کہیں عبادت کا سو بول
ساعت کی جے فکر گھڑی ۔ کہیں عبادت تھے بڑی

فکر میں تو ہے دو دھات ۔ دل کے کانو سن لے بات
جب تا من تھے نکلے یاد ۔ اس کوں کیجے رے برباد

جے ہے یاد بد ھارا تجہ　یہ سب کھوئے دل تجھے بوجھ
ذکر فکر سوں یو تجھے حق　جے توں ہوئے مستغرق
فنا فی اللہ تجہ ہوئے مقام　اتر عبادت خودی حرام
کبھی یوں دوجے فکر بار　یو سب ظاہر اعضا ٹھار
یوں دیکھ اعضا کیر انہام　ہریک اپنے اپنے کام
یو سب جہاں کا ٹھاں سماؤ　بوج اگم کر ایک ہی بھاؤ
یوں یہ دیکھے پانچ حواس　گیا تگ کیجے اس گر اس
ایسا بند حصن کیجے ان　سیر اچا دے کد نا کن
جوں وہ بچوا انور لیہر　یوں سب ٹھار بند حصن دیہ
سبج دسا کا دیجیں بھاؤ　نفس کا سکلا چھانٹیں ناؤ
تو تجہ جیسے بالک روت　وہ کوں دیا دیکھ نکوت
جے چک کھیں جناوے پھر　گیان کھڑک سوں کاٹیں سر
جے یوں ایت راکھیں آپ　نا تجہ پن ہے نا تجہ پانپ
آلیس تھے توں ہونا دور　جوں تھا توں اوہے نور
ایا سبج فکر تمام　تو تجہ بر تن اس کے کام
تو توں سُد بد ہونا جان　عارف عاقل وہی پچھان
تجہ نظر سنر دیکھن ہار　تجہ مکھ بولے بولن ہار

Hanif Razvi

کان سونے وہ آبیں ایکہ   حرکت سکنت اس تھے دیکہ
توں آپ بچار اس میں کوئے   ہیں تو کہتے شرکت ہوئے
یو حق واصلاں کا کام   یہاں تو خودی خود حرام
سالکاں کی بوجھیں راہ   تو تجہ باطن ہوئے گواہ
نہیں تو مشکل ملحد بول   سالک موحد کی راہ کھول

سوال طالب

اپ کیوں راہ ہے سالکاں ۱۹،۰ اگر منجہ خاطر دیو نشاں
ٹبہ منجہ کہنا خوب بیکار   جے نا بوجھت آوے ہار

جواب مرشد

کہتے مقام تجھے دیکہ مقام   سمجے خوب ہیں جاے تمام
مقام تو سب دوئے قرار   چار وراہ بھی منزل چار
اول مقام شیطانی دیکہ   دوجا قرب ربانی دیکہ
یوں یہ بوجھیں خوب درس   مقام توہوے اعلےٰ ہیں

سوال طالب

پوچھے نیچپا جب سنار   کون مقام ہے اس کے ٹھار

---

۱ ے   ۲ کہیں   ۳ زبانی لیکہ   ۴ یوں نا (از نسخہ دیگر)

Hanif Razvi

جواب مرشد

پکڑے مقام شیطانی تب   حرص او سے نفسانی سب
شریعت کی راہ نا لگے   تو لگ اس تھیں کہاں بھگے
تو اول مقام یا منزل   بھی فہم کرنا اپنے دل
چھوڑ چلے نا مقام راکہ   تو کیوں جاوے منزل تاک

مقام جے شیطانی ہے   اس کی کیا نشانی ہے
دوئی شرک میں میرا ہے   یو اصل گن اس کیرا ہے
روس حسد یو کینہ کبیر   عرفاں اس میں ہے بے پیر
اس تھے دل بھی دھو کر پاک   راہ شریعت ایسی راکہ
طریقت طرفے یا زو جان   راہ حقیقت رہے امان
حال حقیقت دل پر آئے   معرفت سوں سب سکھ پائے
ایسیا باتاں دیکھ چہار   بھی چار منزل ٹھاریں ٹھار
پہلی منزل ناسوت جان   جیسا بالک یا حیوان
ملکوت منزل کیرا بار   بندگی کیرا لازم ٹھار

ا کہیں مقام دہ   ۲ کہ حرص بڑھیا   ۳ جے شریعت کی راہ نا لگے
۴ کہیں کہ مرنا اس ناسوت کتے   ۵ جلیا تو یوں بول سنتے (زائد شعر)
۶ فہم کرتا   ۷ کہیں دو شرکت ہور

جبروت منزل کیر اچاؤ — تسلیم کیرا دکھیں کھاؤ
لاہوت منزل واحد حال — آپ خودی سب دنیا ڈال
تو یہ تھارے قرب مقام — اللہ نور سے یوں بھی کام
نیں تو مدعی ہے شیطان — کم پیچ[1] سنجر ہوئے جان
ایسا مدعی لگیا دنبال — باٹ[2] پاڑو کھڑا سنبھال
پیٹ پنٹھگا محمد لیہ — قدم شریعت ثابت دیہ
چھوڑ چلے شیطانی کام[3] — تو وہ انپڑے قرب مقام
قرب مقام میں واحد حال — واحد تعالیٰ[4] توں ہوے نہال

سوال طالب

کہے تو منجہ یو سمجھیا تھار — شیطانی کا جے[5] بتار
مقام تومیں جانیا یوں — راہ شریعت کہنا کیوں

جواب مرشد

راہ شریعت ایسا حد — کی وہ رہے ابی عبد
بازو جے[6] کچھ امر نہی — لیا وجیا توں جوں کے ہی
یہ سب تعلق نفس سوں دیہ — ذکر مراقبہ خوبیں لیہ

---

۱ سیج ۲ باٹ پاڑو ہو ۳ مقام ۴ ہوتوں
۵ جے ہے ۶ بعد از

Hanif Razvi

مشاہدہ باج نہیں حاصل ناسوت انپڑے کیوں منزل

سوال طالب

کہے ذکر منجہ کہنا کھول نام اللہ بن اور نہ بول

بعضے نام صفاتی ہے اللہ نام سو ذاتی ہے

ہزار نام سوں اللہ ٹیک سرقراں بسم اللہ دیکھ

اِتّی تجھے بھی نئیں کسے فضل دھوں جگ مانہیں لے ازل

جواب مرشد

کہے ذکر جے لاالہ کہیں کہ یہ تو کفر سے بھلا

ذکر میں اس کرے شمار یو تو کلمہ تقوے بار

سوال طالب

کہے کہ اس تجھے دفع کفور ۲٫۱۰ یوں تو ا ہے قول مشہور

جواب مرشد

کہیں کہ سارے نکلے باج کفر دفع کیوں ہوسے آج

سوال طالب

کہے کہ لا الہ سوں ہو مشغول ذاکراں کا یوں ہے قول

---

۱ یوں ہی تجھے آہے کیا نفض

۲ ذکر میں نہ اس کریں شمار ۳ نہ کلمہ آہے تقوا بار

۳ یہ ۴ دفع ۵ کہے اللہ سوں ہو مشغول

Hanif Razvi

سارا کلمہ ہے یک بار　　نیمے دایم رکھے قرار
دل کے آینہ ہے مصقل　　یوں کر دیتا ایسے نفل
اس کی آہے کیسی بود　　سنجہ کوں کہتا یو مقصود

اب سُن اس کی لیہ مراد　　دل لیہ کیجے اپنا شاد
ایک خدا اور بوجھ رسول　　صدق دل میں لیا و قبول
کیا تجہ ثابت نہیں قرار　　پھر پھر کرتا ہے تکرار
کلمہ کہنے میں یک بار　　ایمان نبی پر لیاؤ قرار
کلمہ کہنا دوسہ بار ۲۰۲　　دل زبان کا کر اقرار
لاؔ الٰہ کرے نفی بات　　حق الا اللہ ہے اثبات
پھر پھر کیسا تجہ گماں　　کیا شک راکھے دیکہ ایماں
اس کارن یوں توں تجم غور ادراک　　خوب سمجھ لیہ با ادراک
اقرار زباں میں آیا ہوئے　　صدق دل میں پایا ہوئے
اس میں یوں یک دیک زیاں　　اس کا خو میں سُن بیان
کی دم مرتیں پہلا بار　　اس کا کیوں ہے دیکہ قرار

۱ اسے ۲ بول ۳ ہے ۴ زاید: اس پر کی نا لائے ایمان ۵ جب کا بھیجا نبی قرآن
۵ لا الا چھوڑ غیر نفی بات ۶ کر ۷ کرُ ۸ جنم ۹ دل ادراک ۱۰ ایسا

لا الہ میں دم دیتا جان — اثبات پھرنا کیتا آن
اس بوج دیسے کیوں اصل — ایسے بجگر میں دیکھ نہ پھل
جے کہے اس کے اچھے نظر — مومن کے دل نیت پر
نیت تو دل باسے پائے — دم کی پھوکٹ پھیری کھائے
تو یو ظاہر کیا کھٹ پٹ — ہیسے ہوے میں ہولٹ پٹ
ظاہر خطا دستا اب — باطن کا وہ جانے سب
جز نام اللہ ایک ذکر — یعنے سبھی چھوڑ فکر
یوں تو دل لیا خاطر بھی — اول یوں ہوڑے ذاکر بھی
تجہ دِھر آکھوں ذکراں پانچ — جے تو من میں راکھے سانچ
ذکر جلی نکہ بچن بول — قلبی سمجھ دل میں کھول
روحی سو نکہ دیکہ اگھائے — سری سو کہ یرموں پائے
خفی سوں مل کھڑے وصال — یو جیسے نا بچہ اپنا حال
یوں ہو کہ مرشید بوج فہام — کا گد دیکھت نا ہوئے کام
ذکر جلی ہے پہلے تن — اس کا آکھوں تجہ پر تن
ہر دم نام اللہ کا یاد — یوں کل اعضا پر تن شاد

۱ اسی ذکر ۲ کیسی ۳ جز اللہ کے دیک ذکر ۴ دھیر ۵ سمجھیں
۶ سوں سک پرموں پاے ۷ گرے ۸ بچہ کا گت دیکھت نہیں کام

جوں ہر اعضا اس منصور — انا الحق کر ہوئے ظہور

لیہ اس کہنا جلی ذکر — اور مراقبہ کی باند فکر

ثجے[1] فطری من کے بار — لیا سب کرنا رے یک ٹھار

نفس[2] کوں لیا کر جاگا دیہ — باز دجلی مشغول بیہ

مشاہدہ توں ایسا جان — ذکر جلی کا کیجے دھیان

مشاہدہ کی ایسی بوج — باز دیک[3] حال انپڑے توج

تو وہ منزل ہے ناسوت — کہ دیکہ جیسے بالک روت

یا جوں مجذوب کیرا حال — حیوانات کا برتے خیال

جبیتا[4] ظاہر کا دھرم — یہ سب گذرے دیکہ کرم

یہ توج[5] ضم ہوئے حال — راہ طریقت دیکہ سنبھال

تو بھال انپڑے مقام دل — یہ سب گذرے قال وقیل

تعلق وجود روحانی آئے — خصلت چھوڑ نفسانی جائے

تو وُ[6] وہ زندہ دوئے جہاں — برتن اس کا سب نہاں

یہاں ہے[7] سیر طیر حاصل بھی — جے کوئی ہیش[8] دل قابل بھی

طہارت[9] باطن ہے تو با — جوں ہے توبت نصوحا

۱ اور جے قطرے منکر بار ۲ یوں نفس کوں لیا کردے ۳ بعد از یک ۴ بت ظاہر کا جیتا
۵ جنم ۶ یہ ۷ سیر طیر ہے ۸ ہوے ۹ یہاں طہارت

Hanif Razvi

دل کی دیکہ عبادت توج — الصّلوٰۃ[1] خلاف عادت بوج
ظاہر باطن کا افعال — اور جیتا[2] نفسانی حال
لبہ یہ سبھی چھوڑیں بھول[3] — تو ذکر قلبی سوں مشغول

تو یہ پوچھے دل شناس — منجہ کوں کہنا خوب رہ راس

سن اس دل کا خوب سبب — القلب کھیا ہے بیت الرب
تو یو نہ ہوے دل الب — جے وہ اچھے پہلو چپ
قلوب مومن کا اعلیٰ ہے — عرش اللہ تعالیٰ ہے
یہ دل تو بے نہایت ہے — اس بوجھے کون امانت ہے
کہ دل یہ مخفی گنج امن — دو بھی بھیتر ہے اس تن
جوں وہ بیجیں رد کہ سمائے — یوں اس تن میں دل کوں پائے
دل امانت بوج نہاں — نہ ایں پارۂ گوشت بداں
ظاہر نظروں نا آوے لکہ — باطن کے اس نوریں چیکہ
یک دل دو کروں بیاں — جوں جوہر تابش دیکہ عیاں
یک ہے عقل مقیم انگ — دو یے برتن اس کے سنگ

---

۱ الصادق خلاف عبادت بوجہ ۲ جیتا ہے ۳ بھول

Hanif Razvi

عقل دلالی چل آوے یوں　　موجِ دریا چل جاوے جوں
یا جوں ہوا مانہ سراب　　یہی ویسے جوں نظروں آب
ان دو پر روح ویسے قرار　　شاہد ہو کر رھیا یار
فہم مقیمی دل ہے بوج　　عقل دلالی نفس ہے توج
دل پر علم لدنی جان　　جے ہوئے آپ خودی تھے فان
یُں پنؔ لاگا ہے اس سنگ　　عقل دلالی کیرے انگ
یوں سے اپس وہاں تھے کار　　تو وہ معشوق دل کے ٹھار
تو اس قلوب قلبی ذکر　　باطن میں کے دیکہ فکر
اس یاد کیرا دیا نشان　　کلام منہ تو ہے فرمان
یاد کر رب تیرا توں　　دل میں کیجے پھیرا توں
ظاہر سوں بھی مخفی خوب　　ذکر قلبی مشغول ڈوب
نانوں اللہ کا اس میں بار　　ذاکر کے دل بھیتر ٹھار
دل کی زبان یہی بوج　　ظاہر تو یہ کیسے نہ سوچ
مراقبہ یوں لینا ہے　　خطرہ نہ اُپجن دیتا ہے
جہاں تھے اس کا ہے اتپت　　وہاں سے کھونا کرنا گت
دل کا شک یہی دھکے　　اس بن نہ دوجا شغل کرے
مشاہدہ کا ایسا خیال　　قلبی پر ہو مشغول حال

Hanif Razvi

یہ حال ہوکر آوے جب — منزل ملکوت پاوے تب
منزل ملکوت ایسی تجہ — یہ ہے راہ فرشتیاں بجہ
۲۰۹ سیر طیر کا یہاں مقام — باطن تو ہوئے کشف تمام
ناپھاں کچ رنج پرے شاد — نہ کچہ بھلے برے کا یاد
شریعت میں تو ہم قابل — طریقت منہ تواچ واصل
وقتے ظاہر ہوئے قصر — لیے اس تن کا یاد بسر
ظاہر فعلوں ہے نقصان — پن وہ باطن بوج احسان
کہ قادر قدرۃ کیرا ہے — جوں بھاوے ویوے پھیرا ہے
یہ تو نور ہے دیکہ ازل — خدا و قدرت میں واصل
نور میں کیتا روح پیدا — روح تھے کیتا نفس جدا
نور کوں دیتا جان پنا — جان پنا سو روح پنا
دھواں تھے جے کچہ ہوا ہوس — روح تھے پیدا دیکہ نفس
۲۱۰ یہ تو نور ہے دیکہ صفات — منفصل ہے نا متصل ذات
جوں کے ذرّیات آفتاب دیکہ — نہ نیرے دور ل کر ایک
جد تھے افتاب دیکہ مقیم — ذرّیات بھی اہے قدیم
افتاب انگوں ہے موجود — پن اس ذرہ نہیں وجود
خدا و قدرۃ نور قرار — تینوں تو ہیں ٹیکچ بار

Hanif Razvi

تینوں مل کر ایکچ کوج ‏ — کہنے میں نا آوے بوج
خدا چھپانے کیر حجابات ‏ — ہو کے کیرے جیسے دھات
یہ دو عالم دیکہ توحید ‏ — تجرید ہونا اور تفرید
تجرید کہنا اس کا ٹھانوں ‏ — ہوئے مجرد اپنے ٹھانوں
ظاہر باطن تھے ہو بھار ‏ — شاہد کرے ایس کھار
جبیتا تن نفسانی بھاؤ ‏ — روح کے سنگوں بھوگے جاؤ
ایسے راکھیں انپیت دیٹھ ‏ — یا دلبر کی نہ لاگے چھیٹ
تجرید ہونا ایسا سوں ‏ — تفرید کا تجہ آکھوں کون
تو توں شاہد آچھے نور ‏ — خارج سب تھے ہو کر دور
شاہد میں تجہ رہیا غرور ‏ — یہی ابار ہونا نور
شاہد اپنا دتیا اوس ‏ — میں یوں بجھیا سمجھیں دوس
یہی بوج کا نا بوجن ہار ‏ — ایسا بھی نا پڑے ٹھار
تفرید کیرا یہ افعال ‏ — بن وہ بوڑیں کیسا حال
یوں جن آپ خودی تھے دور ‏ — تو سب دیکھے یک ہی نور
خود خدا پر آبیں ہوئے ‏ — شریک نا اس دوجا کوے
کہ فہام تھے دو کردھائے ‏ — اس فہم تھے یک ہو آئے
جوں کے اچھت مشرق دیکہ ‏ — یا کے ڈوبتی مغرب لیکہ

Hanif Razvi

درازو دیسے اپنی چھانوں — یکس کیکر دو کرنا نوں
جب یو اَچیت سر پر آئے — چھانوں کہاں وہ نکل جائے
چھانوں دیسے کیا رہے قرار — فانی تو ہوئے اپنے ٹھار
جے توں اس کوں دیکھ بجھائے — دسرا نہیں وہاں کیونکر پائے
روپ نظر اور دیکھن ہار — یوں کچھ ہوئیں تین پرکار
بھئیں بھئیں کرتیں نا ہیں ٹھانوں — یکس کے ایں دو کرنا نوں
معرفت کا ہے افتاب — جے وہ روشن ہوئے تاب
جے چل سیدھا دل پر آئے — پن دو ٹیک پنے سوں پائے
لیہ اس کارن دو نی بچار ۲۳ — دو نی بھی کرتیں کھوے ٹھار
جوں ہوئے روح سوں عضا بار — یوں سب دستا عجیتا کار
فرق کیا ان فعلوں دیکھ — روح تو سب میں محیط ٹیک
دو کر کہتیں نہیں کچھ آئے — نہ ٹیک سنتر پکڑیا جائے
یوں یہ دیکھ حقیقت ٹھار — یک حال دیکھیں سزاوار
یوں دیکھ موحد ابیں آپ — ان تیرے دو جا کہتیں پاپ
پن دو نہیں وہ ٹیک اُنگار — راہ موحد یہی بچار
ان کا بھی توں دیکھ صواب — بن یو نہ درا دیکھے خواب
سن کی اِچھا سمجھیں ناس — کہ یہ اچنت چنتا ٹھاس

Hanif Razvi

کے یو اچھے سلیم دل — یوں دل برتیں ہو واصل

کے اس دوئی تھے ہو کر دور — سب وہ دیکھے یک ہی نور

فانی ذات میں دیکھ صفات — سب یو گذرے یک ہے ذات

سب میں وہ یوں رہیا مل — جوں ہے محیط فعلوں دل

بن دل کچھ نا چلے کام — نیک بدجیتا دیکھ تمام

ہر یک فعلوں جیسا ہے — بن دل تو ناہیں ویسا ہے

اس تو بندھن کچھ ہنیں — نہ غیبیڑیا فعلوں مانہ کہیں

تو اس لوڑے علم لقا — جے وہ فہم ہوے حقا

جیں وہ آپ ارادت دیہ — روشن کر دل اس کا لیہ

سوال طالب

بھنی سوال یو پوچھے علم جیند — منجہ یو کہنا خوبیں پیند

جواب مرشد

کہے علم کسبی ایک — علم لدنی دوجے دیک

علم کسبی کوں قرار — کے مس کا گد دیکھ بچار

نطرِ زباں کا ہے بول پکار — دل کا تو سب خالی بھار

علمِ لدنی اس میں ہے — لوڑیا اس کا جس میں ہے

لکھنے منہ تو نا سمائے — بولنے میں نا بولیا جائے

Hanif Razvi

علم لدنی نکتہ جان وہی ہے نکتہ دیکھ پچھان
ایسا نکتہ وہ ہے بار ظاہر باطن دیکھن ہار
نکتہ احد دیکھ فہام جس تے نکوت ہوئے تمام
ہر یک حرفوں نکتہ جان نا نون نشاں تو ہوئے عیاں
یوں سب قدرۃ کیرا بار جان جہاں سب ہوا نگار
بن حرف نکتہ کہاں ہے ٹھار بن نکتہ حرف کہاں ہے بار
کہ اول نکتہ الف سیر رکھ کر نکتہ کھینچے گیر
وہ تو نکتہ احد ٹیک ب کا نکتہ محمد دیکھ
ت کا نکتہ مرید مراد بائیس[۲۲] نکتہ کروں سواد
نکتہ الیف کا ہے آد ظاہر باطن کیرا اشاد
ب کا نکتہ دیکھ وہی فرماں تو بردار صحی
خدا رسول کا ہوئے امر ہوئے قبول مرید دھر
دو کر نکتہ دیتے ت پیر مرید کر دونھوں لیہ
نکتہ ب کا ت پر آئے تو یو نکتہ دوئی دکھائے
نکتہ جے وہ دیکھ اول جے تھا الف تھے ازل
پنہاں گنج میں جیسا ہے جیسا تو آپ ویسا ہے
الف دکھایا اپنا بار آپیں تو وہ اپنے ٹھار

---

۲۲ ابجد ہوز میں کل بائیس نقطے ہیں۔

Hanif Razvi

تین حرف میں رکھیا پنہاں
ث یہ ظاہر دیا نشاں

یو دو نکتہ ہیں پیر مرید
تسرا نکتہ ذات مزید

دونوں یو وہ محیط دیکھ
دونوں بیا پیا آپیں ٹیک

وہ ہی نکتہ کوں قرار
الف ہوا وہ حیں تھے بار

ث حرف یہ چوتھا کن
کی یہ چوتھا عارف تن

الف پہلا تن ہے بار
تینوں تن بھی اس کے ٹھاو

ب یو دوسرا تن بھی دیکھ
ب ہدایت یوں توں پیکھ

ب یو روح کا خانہ بوجھ
ت یو تسرا تن بھی توج

ت میں دیکھیا ظلمات گھر
تو یہ بیٹھا تو یہ کر

ظلمات میں تھے باہر آؤ
ث میں ثابت پکڑ پابھاؤ

تین نکتیاں تھے کیا بار
جو تجھے کوں تو ناہیں ٹھار

دونوں نکتیاں یہ جے ہوئے
اس بن حرف نہ ظاہر کوئے

نکتہ پنہاں کیا سخ
نکتہ اظہار کیا شخ

نکتہ ہر دو جاگا ہے
باطن ظاہر لاگا ہے

کہیں مخفی کہیں اظہار
نکتہ اول آخر بار

قلم دھرتیں نکتہ آد
آخر بھی کردیتا شاد

نکتہ کا ہے دیکھ حرف
یک کم تیس بار حرف

نکتہ دیکھ منزّہ پاک — سب میں محیط ہو کر ساک
سب میں تو وہ دِستا ہے — سب تھے الیت بتا ہے
سبکے بن سب یوں وہ ایک — جوں سب حرفوں نکتہ دیکھ
حرف تو سب تیرا لیہ — بعضے نکتہ پھیرا دیہ
ف فانی کر آپ گنوائے — ق قبولیت مانہ سمائے
جوں کے قاف قبولیت ہوئے — ع قاف بیچ آیا کوئے
شش در آمد اس میں کر — عشقوں ماتا ہو کر بھر
دوئی سب ظلمات کرے دور — ن کا نکتہ واحد نور
یی کے نکتہ ہوویں دوئے — ید اخدایو ثابت ہوئے
اول نکتہ باوجود — اس کے تو ہے یوں مقصود
الس کیتا کی ظاہر — دوجے نکتہ کی خاطر
تو اول آخر دیکھ بچار — عابد معبود دیکھ قرار
نا یہاں تیسرا نکتہ لیہ — کی دو نکتہ ثابت یی
نکتہ دلالت گذریا اب — کی یہ واصل ہوا جب
جیم جمعیت کل صفات — جمعیت سو یو مخلوقات
جمعیت میں تو مخفی دیکھ — خ بہ خلوت پرگٹ ایک
ذال ذوق میں لیہ آرام — ز زیادت خودی حرام

Hanif Razvi

اس میں اگلا دیکھو شین — اس بھی اہیں نکتے تین
دونو نکتے ت کے جان — تسرا نکتہ خودی پچھان
یہ تو خودی دیکہ ظلمات — شش محل ہے شہوات
بیخ حرص کی ہے ورزور — اس تھے پاڑیا ہے شر شور
تو ان اعضا کیرا دوار — گنت کرنا اپنے ٹھار
الف تھے پیش شمر — حرف نکتہ نواں گھر
تو یہ نکتہ تیرا ہے — دیکہ عزازیل کیرا ہے
اتنے کا بھی شرک دیہ — تو یہ دانائی منجہ تھے لینہ
اتنا آنکھوں میں کیوں کر — جیوں تجہ بھاوے تیوں تو کر
تیری قدرت کون دھرے — تجہ توں لوڑے سو ہی کرے
تجہ کن مانگوں میں یہ دان — ثابت میرا رکھیں ایمان
یہ سب بوبیا ہے انجان — عابد عاجز ہے برہان
ہجرت نہ صد نود مان — ارشاد نامہ لکھیا جان
من کر سیکہ یو گیان کرو — اپنے پر لیہ کیا شروع
تمت اس تھے کیا تمام — جی میں لیا یا کیا کلام
دل کے میرے تھے مقصود — فرصت تیری رے معبود

تم تم تم

Hanif Razvi

فرہنگ ارشاد نامہ

آ

آد - قدیم

آدھار - سہارا - غذا

آدھیر - تذبذب - تغیر پذیری

آذر - آرس - آئینہ

آکار - صورت - شکل - ظہور

آکاس - آسمان

آکھ - کہہ

آگل - آگے

آکھیں - کہیں

آنیا - لایا

آہے - ہے

اُ

اُبرنا - آزاد ہونا - باقی رہنا - ابھرنا

اُبریا - ابھرا - باقی رہا

ابولے - جو کہے نہ گئے - خفا - ناراض

ابجاسے - دیکھے

ابھیمان - غرور

اُپچار - علاج - تدبیر

اُپجیا - اُبھرا - نکلا

اپدیس - نصیحت

اپس آپ - خود ہی

اپیں - اپنی

اُپکار - احسان

اُپما - مثال

اپیں خواہ - جس کو خود چاہا

ات - بہت

ات برتیں - وہیں تسلیم کرلوں

Hanif Razvi

اُتپت	آفرینش۔ پیدائش
اُتپن	پیدائش
ات گت	بے حساب
اُتم	عمدہ
اتھا	تھا
انیت	علیحدہ
اجبت	آفتاب
اجیت	غیر مغلوب
اچاچ	اچھا ہی
آچھا	ہوا
اِچّھا	خواہش
اچھت	بے فکر
اچھر	(اکشر) لفظ
آچھے	ہے
اُدک	پانی
ادھائے	آزاد کرے۔ موقوف کرے
ادھیان	بے خیالی
اُدھل	مستقل مزاج۔ ثابت قدم
ارد	ادھیڑ، نصف
اڑ	رکاوٹ
اڑیا	رکا
استوت	(اُستت)۔ حمد و ثنا
استھول	ظاہر۔ دکھائی دینے والا
اس تیں	اس سے
اکار	نظر آنا
اکریا	(انکیر) بیج سے اکھوا نکلا
اکلا	تنہا
اکوے	بیج سے اکھوے نکلے
اکویا	بیج سے اکھوا نکلا
اگت	شکل۔ حال۔ موجودہ
اگم۔ اتھا	سمجھ سے باہر نیرالی بات
اگن	آگ
اگنت	بے شمار
اگنیاں	بے عقلی
اگنیاں مت	بے عقلی کی بات

Hanif Razvi

اگوچر۔ مخفی۔ غیر ظاہر۔ غیر محسوس

اگھانا۔ سیر ہونا

اگیان۔ نادان۔ ناسمجھ

الپ۔ تھوڑا۔ کم۔ ادنیٰ۔ معمولی

الپت۔ کم۔ علحدہ

الوپ۔ مخفی

الیپیت۔ علحدہ۔ جدا

امڈنا ابھرنا

انبر آسمان

انجھو یا انجھول۔ پانی

انیڑنا حاصل کرنا

انت حد

انتر اندر

انتر جامی دل۔ دل کا بھید

انجن سرمہ

اندریاں حواس خمسہ

اندکار اندھیرا

انار ھلے۔ اندھے

اُنگکار۔ سمجھ

انگور۔ اکھوا

انگوں۔ سامنے آگے

انمان۔ اندازہ

انند۔ خوشی

انندکند آرام دینے والا

انیاؤ۔ غیر۔ جدا۔ بے تعلق

ادبھا ہونا۔ کھڑا ہونا

اوپاؤ۔ پیدا کرو۔

اوپجے۔ پیدائش

اوک۔ چُلّو (ہاتھوں کی شکل پانی پینے کیلئے)

اوِکار۔ غیر متغیر۔ خدا

اتپال۔ اب

ایسے۔ اسے

ایسیاں جمع۔ ایسی

ب

بابیں ۔ باب میں ۔ بارے میں

باتی ۔ بتی ۔ چراغ

باٹ ۔ راستہ

باٹ پاڑو ۔ راہزن

باج ۔ بغیر

باچا ۔ بات

باچوں کے ۔ باتوں کے

باد ۔ بعد

بارا ۔ ہوا

بار ۔ باہر

بار کرنا ۔ باہر لانا ۔ ظاہر کرنا

بارگیر ۔ بوجھ اٹھانے والا

بار ہونا ۔ ظاہر ہونا

باریں ۔ پھر

باریں بار ۔ بار بار

بازد ۔ بعد از ۔ اس کے بعد

باس ۔ بو

باس ۔ رہنا

بال ۔ بچہ

بالک ۔ بچہ

بالک رُت ۔ بچپن

باؤ ۔ ہوا

باہنا ۔ ڈالنا

بَت ۔ بات

بُجھ ۔ بوجھ ۔ سمجھ

بچار ۔ غور کر

بچن ۔ بات ۔ وعدہ

بحق ۔ باحق

بُد ۔ عقل

بِد ۔ طریقہ

بدایت ۔ ابتدا

بدھ ۔ عقل

بدھارا ۔ (بدارنا) کونپل کا بیج سے نکلنا

Hanif Razvi

بڈپن۔ بڑھاپا
برتنا۔ استعمال کرنا
برجے۔ روکے
برچھار۔ پازیب کی آواز
برم آچاری۔ برہما چاری
بسارنا۔ بھولنا
بستار۔ پھیلاؤ
بسیر۔ بھول
بسوالا۔ بیٹھنے والا
بکار۔ تبدیلی
بلاس۔ خوشی
بکھان۔ بیان
بل۔ سہارا، طاقت
بلک۔ بلکہ
بناتی۔ نتی۔ درخواست
بند ھان۔ گرہ۔ بندھن۔ وابستگی
بوج۔ عقل
بوجت ہو۔ سمجھ کر

بولن بات بات کرنا
بولن دے۔ بولنے دے
بھار۔ بوجھ۔ باہر
بھاس ظاہری۔ حالت نظر آنا
بھاس ابھاس۔ نظر آنا اور نظر نہ آنا
بھاگوں۔ قسمت سے
بھان۔ سورج
بھانت۔ طرح
بھاؤ۔ خیال۔ طریقہ۔ عادت
بھٹکنت۔ بھٹکنا
بھرم۔ شک
بھڑکا۔ شعلہ
بھگیے۔ دور جا کے۔ بھاگے
بھلیرا۔ بھلا
بھن بھن کرنا۔ الگ الگ کرنا
بھنڈار گودام۔ ذخیرہ
بھنگ۔ ٹوٹنا
بھو۔ بہت

Hanif Razvi

بھوبھیک۔ کی طرح کے

بھوتیک ۔ بہت ہی

بھوچک ۔ متعجب۔ متحیر

بھوگ بلاس عیش و عشرت

بھوگنا۔ فائدہ اٹھانا

بھوڑے بھانا۔ چکر ڈالنا

بھیئیں۔ زمین

بھیا ۔ سوال۔ ہوا۔ بہا

بھیناکار۔ خوفناک

بھیتر۔ میں

بھید ابھید۔ فرق ہونا اور فرق نہ ہونا

بھیک ۔ بھیس

بھیلا۔ بھلا (بطور تکیہ کلام)

بھینٹ۔ ملاقات

بھیدک ۔ سمجھنے والا

بیاپک ۔ جس کی ابتدا اور انتہا کا کوئی مقام نہ ہو۔ وہ سب میں ہو اور ہر جگہ ہو۔ المحیط

بیسنا بیٹھنا

بیک ۔ بہت

بیگی ۔ جلدی

بیلا ۔ وقت

پ

پاٹ۔ پٹ ۔ دروازہ۔ سبق

پاٹھا۔ نظر۔

پاجنا۔ پازیب۔

پار۔ حد۔

پاڑنا ۔ پڑنا۔ ڈالنا

پاسا۔ پاس

پاکھنڈ۔ مکر فریب

پان۔ تپا

پاپ۔ پاپ، گناہ

پاؤ۔ پاؤں

پتر ۔ کاغذ۔ پتا

پت راکھے شہرت رکھے۔ نیکنام رہے

پتیارا۔ اعتبار کیا

پٹھنکا۔ سہارا

پدر ۔ پرت

پُروے ۔ پورا کرے۔ پرلائے

پڑھیا ۔ پڑھا۔ ٹھیرا رہا

پراپت ۔ حاصل کرنا

Hanif Razvi

پران - روح

پربھا - روشنی

پرچنا - جانچنا - بتانا - سمجھانا
پہچاننا

پرساد - فیض - تبرک - خوشی

پرکار - طرح

پرکاس - روشنی

پرکم - محبت -

پرکن - پڑھنے والا

پرگٹ کرنا - ظاہر کرنا

پرکٹ ہونا - ظاہر ہونا

پرم - بہت عمدہ - نفیس

پریم - محبت

پرمان - حکم

پرمل - خوشبو

پرنا - کفایت کرنا - پورا ہونا

پستک - کتاب

پسرنا - پھیلنا

پلٹ - تبدیلی

پنت - راستہ

پوروکنیا - پرویا

پھار - پھانک - قاش

پھانٹاں - ڈالیاں - شاخیں

پھڑ پھڑ کر - بڑھ بڑھ کر

پھڑکنا - حرکت کرنا

پہلیں - پہلے

پھوپ - پھول

پھوٹنا - ظاہر ہونا

پھوک - فضلہ

پھوکٹ - مفت - بلا معاوضہ

پھیٹیں - پیٹنا

پیریا ہوئے - پرویا جائے

پیلا - پیلا یا پیلاڑ (اُدھر)

پیو - محبوب

ت

تار - تاج

تج بن - تیرے بغیر

تجرید - خودی اور دوئی سے دور ہونا

ترلوک - تین دنیائیں ۱- سورگ (بہشت) ۲- مرتیہ (دنیا) ۳- پاتال (دوزخ)

Hanif Razvi

ترُونا - جوان

ترُمان - جوانی

تِس - اُس کا - تِس کوں - اُس کو

تفرید - غیرِ حق کو نظر سے دور کرنا اور حق سے حق کو دیکھنا

تِل تِل - لمحہ بہ لمحہ - ہر لمحہ

تلھار - سامنے - نیچے

تِن کے - اُن کے

تَو - تب

توٹ - کمی - نقصان

تول - طرح

تھاپ - چھاپہ

تھان - تھن - پستان

تھل - خشکی

تھنبنا - رُکنا

تھول - ڈھانچہ

تھونٹا - لولا - لنجا

تھے } سے
تے

تیج - کرن

تیج سُریا - سورج کی کرن

تیرتین - تیرتھ یا ترائین

تیں - تونے

ط

ٹاکنا - ڈالنا

ٹھار - مقام، جگہ

ٹھاریں ٹھار - ہر جگہ

ٹھانوں - مقام

ٹھاؤ کردینا - معلوم کرادینا

ٹھسّا - ٹھپہ سانچا، عکس

ٹھولا - خفیف ضرب

ث

ثلاث - (دیکھو علم ثلاثی)

ثمت - سمت

ثمور - تمور - ساتے

ج

جاگردت - بیداری

جال - جلانا

جالنہار چلانے والا

رجیوا - زبان

جپنا - ذکر کرنا - یاد کرنا

جتن کرنا - احتیاط کرنا - حفاظت کرنا

جد - جب

جرم - جنم (دونوں جنم مراد دین اور دنیا میں) تیری پناہ ہے

جڑ - غیر ذی روح - نادان

جُثا - جثہ

جگ - دُنیا

جگتر - تین دنیا - دنیا - جنت - دوزخ

جگتی - دُنیا

جل - پانی

جم - ہمیشہ

جنایا - تیلایا - جانتے لگایا

جنیا - پیدا کیا

جنے اس کوئی - اس کو کسی نے پیدا کیا

جوت - چمک - روشنی

جوتی - چمکدار - روشن

جو سا بھائے - جیسے پسند آئے

جُوسے پر - جثہ پر

جُونا - تلاش کرنا - دیکھنا

جوئے - دیکھے

جھارا - نیاریا - جھارے گر

جھانک - غنودگی

جھل - غصہ

جھمیں - متحرک کریں

جے - جو

جیا - جو

جیتے - جتنے

جیتے کار - جتنی طرح سے

جیوا - جان

جیون - زندگی

چ

چانک - چال - غفلت - لاپروائی

چیتر - تصویر - نقش

Hanif Razvi

چت رکھیں۔ دل میں رکھیں

چتور۔ چاتر۔ چالاک

چکمک۔ چقماق

چنبک۔ مقناطیس

چندر۔ چاند

چندنیاں۔ چاندنی

چنڈو۔ چینڈو کپڑے سے بنا ہوا کھیلنے کا گولا

چنگ۔ اچھا

چوپھیر۔ چو طرف

چوکا چار۔ رونق

چول۔ چلّو

چونکے۔ چو سے دودھ بنیا تھن سے)

چھایا۔ سایہ

چھانیچ۔ چھاؤں ہی

چھند۔ مکروفریب۔ ترکیب

چھینٹ۔ چھینٹا

چیتن ذی روح۔ عقل سمجھ۔ جان

چیتن ہار فہم رکھنے والا

چیکڑ۔ کیچڑ

ح

حالیں۔ اب

حجیں جمع حج

حسنا۔ اچھا

خ

خانواد۔ خانوادہ۔ خاندان

خوبیں۔ بخوبی

د

داتار۔ نگہبان

دار۔ دربار۔ دروازہ

داس۔ غلام

دبر۔ دگنا یا پیچھے۔ اس کے بعد

درشٹ }
درشٹا } نظر

دسنا نظر آنا

دسنتر لینا۔ بن باس لینا

دگدانا۔ تکلیف دینا

دنبالے۔ پیچھے

دوجا۔ دوسرا

دوس۔ قصور، الزام

Hanif Razvi

دوکھ	دکھ

دونھوں } دونوں
دوہوں }

دوے - دو

دھات - طرح

دھارے - دھرے

دھانا - دوڑنا

دھاوے - دوڑے

دھرتی - زمین

دھلے - لرزے - دہل جائے

دھن - دولت

دھول - دھند

دھوندوکار - دھندلاہٹ

دھیر - طرف

دھیر ہوتا - ہمت رکھتا

دیپ - چراغ

دیٹ - نظر

دیٹھا - دیکھا

دیسا - دیسی

دیسا بھاکس دیس کی زبان
ملکی بولی

دیسے - نظر آئے

دیکھن ہارا - دیکھنے والا

دے ناسی - نہیں دے گا

دیوا - چراغ

دیہ - دے

دیہ - دیا

ڈ

ڈار	ڈال

ڈُبرا	کھڈ - گڑھا

ر

راس - راست

راسک - راس - مکمل

راکھے - رکھے

رانٹ - بیوقوف

راتوہی - طوطا

رانیاں - ہانک دینا - نکال دینا

راہو - ہندو عقیدے کے مطابق ایک
دیوتا کا نام جو چاند اور سورج کو
پکڑ کر گہن کا باعث بنتا ہے

راہوگراس - چاند یا سورج گہن

Hanif Razvi

رچ رچ۔ بارونق۔ خوبصورت

رَچنا۔ آراستہ کرنا۔ بنانا

رَچنک۔ رونق۔ بناوٹ

رَد۔ ظاہری نعمتیں

رکھیاں۔ نگہبان

روپ۔ شکل

روس۔ خفا۔ ناراض

روکھ۔ درخت

روں روں۔ رواں رواں

رہ راس۔ راہ راست

رہن۔ مقام۔ جگہ

ریس۔ برابری

ریکھ۔ (ریکھا) لکیر یا تحریر۔ قسمت

ز

زہار۔ زہر

س

ساتھیں۔ ساتھی

ساچ۔ سچ

ساچا۔ سچ۔ حقیقی

سادھ۔ ریاضت

سادھنا۔ ریاضت کرنا

سار۔ جیسا

سارنا۔ ختم کرنا

ساریوں کیرا۔ سب کا

ساک۔ گواہ۔ شریک

سامت۔ (صامت)، خاموش۔ چپکے سے

سانچے نا۔ سچ نہ معلوم ہو

سائیں۔ مالک

سبد۔ (شبد) لفظ

سپت۔ سات

سپتر۔ لائق۔ قابل بیٹا

سپن۔ خواب

سپورن۔ تمام

ست۔ سچائی

ستا۔ طاقت۔ بھدگی۔ قدرت

Hanif Razvi

تسنتر - پوشیدہ

سد - باطنی نعمتیں

سدبُد - سدھ بدھ

سَر - سردار

سرجنا - پیدا کرنا

سرجنہار - خالق

سرشٹت - پیدائش

سَرن - پناہ

سَرنا - ختم ہونا

سروپ - خوبصورت شکل

سرور - سمندر

سُریا کانت (سوریہ کانت) آتشی شیشہ

سریر - جسم

سسی - چاند

سُکھ - سکھ

سکلا / سکلی } تمام

سگٹ - بحیثیت مجموعی

سُگند - خوشبو

سَلون - خوبصورتی سے

سِلک - سلسلہ

سمان - مطابق۔ شابہ

سماؤ - رہنا۔ سمائی

سمدر - سمندر

سُمرین - یاد کریں

سمند - سمندر

سمور - ساتے

سُن - خلا

سناہ - ستا

سنتوبا - مطمئن ہوا

سنجت سار / سنتوک } اطمینان

سند - ثبوت۔ بھروسہ

سندھو - ثبوت کے ساتھ

سنگ - ساتھ

سنگت - شرکت۔ ساتھی ہونا

Hanif Razvi

سنگوں ۔ ساتھ

سنگھارنا ۔ آراستہ کرنا

سنند ۔ ثبوت کے ساتھ

سنوروں ۔ سراہوں

سواد ۔ صحیح سمجھا ۔ صاد کرنا

سوتیں ۔ جمع سوت ۔ چشمہ

سودبود ۔ سدبدھ

سودھے ۔ تلاش کرے پتہ لگائے

سودھیا ۔ ڈھونڈ لیا

سور ۔ آفتاب

سوسنا ۔ برداشت کرنا

سون ۔ خلا

سونسار ۔ سنسار

سوہے ۔ سہادے

سوئے ۔ سے

سہانا ۔ سیانا ۔ ہوشیار

سہج ۔ فطرت

سہجیں / سہج ۔ آسانی سے

سہس ۔ ہزار

سہنا ۔ سونا ۔ خواب

سیتل ۔ ٹھنڈک

سیتی ۔ سے

سیر } سر

سیس } سر

سیوا ۔ سوائے

سیوں ۔ سرحد

سیوک ۔ خادم

ش

شارطوطی ۔ شہری یا لتو طوطی

ص

صحی ۔ صحیح

ع

علم ثلاثی } ۱۔ خلا ۲۔ نوراور (۳) قدرت
تفصیل کیلئے دیکھئے کلمۃ الحقائق ص ۵۸

ف

فان ۔ فنا

فراق ۔ فرق

فل ۔ فوراً

ک

کاج ۔ کام ۔ مقصد

Hanif Razvi

کارن ۔ سبب ۔ دلیل ۔ بنیاد
کاست ۔ گھٹنا ۔ نقصان
کاس لگیا ۔ گھٹنے لگا
کاگد ۔ کاغذ
کاہن بیکہ ۔ بروقت لکھا یا لینا
کانہاں ۔ کہاں
کپال ۔ منہ (پیشانی)
کپور ۔ کافور
کتھن ۔ بیان ۔ تعریف
کد
کدھیں } کبھی
کرپا ۔ مہربانی
کرتار ۔ پیدا کرنے والا ۔ خدا
کروا ۔ بے نیاز
کڑ ۔ کج ٹیڑھا
کسوت ۔ لباس
کشاف کیا ۔ ظاہر کر دیا ۔ کھول دیا
کشائی ۔ حل کیا ۔ کھولا
کفور ۔ کفر
کلا ۔ چاند کا گھٹنا اور بڑھنا

کمل ۔ کنول
کن ۔ پاس
کن ۔ کان
کن ۔ کس نے
کنھیں ایکہ ۔ کسی ایک کو
کواڑ ۔ دروازہ
کوپ ۔ غصہ
کوچ ۔ کوچ روانہ ہونا
کوڑی ۔ تپنگ
کوندن ۔ کندن
کونارن کرنا بند کرنا
کھاڑنا ۔ نکالنا
کھار ۔ شور
کھان ۔ کان ۔ معدن
کھٹ پٹ ۔ جدوجہد ۔ کوشش
کھڑگ ۔ تلوار
کھناں ۔ کہنا
کھنٹ ۔ گوشہ ۔ کونہ
کھنڈت ۔ شکستہ ۔ برائی پیدا کرنا
کہہ سے ۔ کہے گا

Hanif Razvi

کہن ہار۔ کہنے والا

کھوائے۔ کھلائے

کھوجنا۔ تلاش کرنا

کھیج۔ غصہ

کھیر۔ دودھ

کھیرین کار۔ دودھ سے نکال

کی۔ کیوں

کیتا۔ کیا

کیرا۔ کا۔ کیری۔ کی

کیرے۔ کے

گ

گپت۔ مخفی

گت۔ حالت

گجری۔ گذرگاہ، رستہ، دیہات میں راستہ پر کا بازار

گر۔ گرو۔ مرشد

گران۔ گرہن

گرب۔ رحم (ماں کا پیٹ) غرور۔

گرمکہ۔ مرشد کی زبان

گرنبار۔ گراں بار

گمن۔ حرکت۔ وقت گذاری

گنت۔ گنتی۔ شمار

گوبیں۔ تعریف

گھات۔ دھوکہ

گھٹ۔ جسم

گھٹنت۔ گھٹنا۔ نقصان ہوتا

گھیرت۔ گھی

گھڑنا۔ بنانا۔ ہوتا

گیان۔ عقل

گیان اپار۔ عقل مند

گیان انجن۔ عقل کا سرمہ

گیان ونتی۔ عقلمند

ل

لابہ۔ فایدہ

لاگ رہنا۔ لگا رہنا

لیبی۔ لباس میں

Hanif Razvi

لٹ پٹ ہونا۔ شش و پنج میں پڑنا۔ الجھن
تذبذب
لُکار۔ مخفی۔ پوشیدہ
لکھ۔ لاکھ
لکھن۔ نشان
خاصیت (گُن)
لنگ۔ لنگڑا
لوپ۔ مخفی۔ پوشیدہ
لوپیا۔ چھپ گیا
لوچ۔ برہنہ۔ احول
لوچن۔ آنکھ
لوڑنا۔ سمجھنا
لوک۔ تین دنیائیں۔ بعض نے سات
گنائے ہیں۔ پرلوک سے
مراد دوسری دنیا ہے۔
لون۔ نمک
لیے۔ لے
لیاؤ لاؤ
لیک لے کر

لیکھن۔ لکھیں
لیہ۔ لے

م

ماٹی۔ مٹی
من۔ دل
مان۔ عزت
مانڈیا۔ ترتیب دیا
مانش۔ آدمی
مانک۔ موتی
مانہہ۔ میں
مانجھیں۔ میں
ماتے۔ معنی
ماؤ۔ دھوکہ
مایا۔ محبت
مت۔ عقل
متھن۔ خیال۔ نچوڑ
محافی۔ محافہ۔ ڈولی یا پالکی
مُدرا آویزہ

مُرجھا کھانا بے ہوش ہونا۔ زنگ لگنا

مرکٹ بندر

مُرجھیا موے۔ منہ ملے ہوئے

مس۔ سیاہی

مکٹ۔ تاج

مکتا بند۔ مدغم ہوجانا

مکھ۔ منہ

من۔ دل

منج۔ مند۔ دھندلا

منجھ۔ بیچ

منجھار۔ درمیان میں

مندل سروزنگ (ساز) بڑا ڈھول

منڈن۔ سجاوٹ۔ آرائش

منڈال۔ فوارہ

منی۔ میں پن۔ انانیت

موپ۔ بہت

مورچا کھانا زنگ لگنا

موز۔ اصل لفظ منج

مُوس کٹھالی۔ سونا گھلانے کی کٹوری

مئل چرخہ

موکھ۔ منہ

مہان۔ بڑائی۔ بزرگی

مہیت۔ محیط

میت۔ دوست

میں پن۔ انانیت

ن

ناد۔ آواز

ناڑ۔ نبض

ناسی۔ فانی

نانارنا۔ رہنا

نانارون۔ رہوں

ناہیں۔ نہیں

نایک۔ سردار

نبار۔ روک۔ ممانعت۔ بیگاد

نپجیا۔ پیدا ہوا

نپید۔ ناپید

نت۔ ہمیشہ

نج۔ اپنا۔ خاص۔ حقیقی

نجاہ۔ دیکھ

ندرا۔ نیند

نردھان۔ جگہ	نوَل۔ عجیب
نراکار۔ بے شکل	نکھاسنا۔ بھاگنا
نرال۔ علحدگی	نہیں بنیا۔ نیستی
نرجے۔ مغلوب ہو جائے۔	نیت۔ مقرر۔ قائم کیا ہوا
نردھار۔ جس کا نگہبان نہ ہو مجبور۔ بے سہارا۔ بے کس	نیر۔ پانی
	نیرے۔ نزدیک
	نیم۔ مقصد
نرگن۔ بے شکل	نیمے۔ نصف
نرگن۔ مایا کے تین گن ہیں۔ ۱۔ ست ۲۔ رج اور ۳ تم۔ ان تینوں صفات الٰہی میں سے ایک صفت	نین۔ آنکھ
	نیویا۔ جھکا
	و
نرمل۔ پاکیزہ	واد۔ بحث، وعدہ۔ جھگڑا
نرنجن۔ بے شکل	وان۔ کمی۔ نقصان
نرنتر۔ لگاتار	ولا۔ مخلوقات
نرنکار۔ بے شکل۔ غیر مجسم	وھینچ۔ وہیں
نروالا۔ علحدہ	**ہ**
نسنگ۔ علحدہ	ہاو۔ طریقہ
نکُوت۔ نکتہ	ہیکارا۔ بگولہ
نماں ویا۔ نیلایا	ہٹکنا۔ قطع کلام کرنا
نواڑنا۔ روکنا۔ دور کرنا	ہردے } ہردیں } دل
نواتا۔ جھکانا	

ہلد۔ ہلدی

ہے پنا۔ ہستی۔ وجود

ہیر۔ محبوب

ی

یو۔ یہ

یوگ بھاسی۔ یوگی

یوگ کی ریاضت کرنے والا